188436

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٥٤٥٠٣٢٥٥ Accession No. ١٠٩٦٧

Author ابوالکلام ا ک ۔ ق

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

Checked 1975

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

رسالہ

قول فیصل

یعنی

حضرت مولانا ابوالکلام مدظلہ کا بیان جوانھون نے گورنمنٹ کے استغاثہ کے جواب مین تحریر کیا

اور جو

تحریک خلافت وسوراج کے اسباب ومقاصد اور ملک کے قومی ومذہبی فرائض پر سب سے بہتر اور مستند بیان ہے

مع روئداد گرفتاری ومقدمہ

"اسلام کسی حال مین بھی جائز نہین رکھتا کہ مسلمان آزادی کھوکر زندگی بسر کرین۔ انھین مرجانا چاہیئے یا آزاد رہنا چاہیئے۔ تیسری راہ اسلام مین کوئی نہین"

"یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ہے جس کی ترتیب مین ہم دونون یکسان طور پر مشغول ہین تمہارے حصے مین مجسٹریٹ کی کرسی آئی ہے، اور ہمارے حصے مین یہ مجرمون کا کٹہرا مین تسلیم کرتا ہون کہ اس کام کی تکمیل کیلیے وہ کرسی بھی اتنی ہی ضروری ہے جسقدر یہ کٹہرا۔ آؤ، اس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردین۔ مورخ ہمارے انتظار مین ہے، اور مستقبل کب سے ہماری راہ تک رہا ہے۔ ہمین جلد جلد یہان آنے دو، اور تم بھی جلد جلد فیصلہ لکھتے رہو۔ ابھی کچھ دنون تک یہ کام جاری رہے گا۔ یہانتک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جاے۔ یہ خدا کے قانون کی عدالت ہے۔ وقت اس کا جج ہے۔ وہ فیصلہ لکھے گا، اور اسی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا"!

البلاغ پریس کلکتہ

ضروري

ارشاد کے موافق درست کر دیا گیا ہے۔

[illegible]

—*:•:*—

مطالعہ سے پہلے

—*[:*:]*—

چند مقامات میں چھاپے کي معمولي غلطیاں رهگئي هیں - براہ عنایت پہلے اُنہیں درست کرلیجیے - پھر پڑھیے - آپکو تھوڑي سي زحمت ضرور هوگي - لیکن مطالعہ کے وقت اشتباہ اور تردد سے بھي محفوظ هوجائینگے :

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴	۲۲	کرنمبل لا	کریمنل لا
۳۳	۱۴	واضع	واضح
۳۶	۲۰	خواهش کر	خواهش
۳۹	۱۳	کوئی نہیں غلطي	کوئي غلطي نہیں
۴۴	۱۲	لیکن	مگر
۴۷	۱۹	واضع	واضح
۴۷	۲۰	جـ م	جرم
۴	۲۷	واضع	واضح
۴۹	۵	" اصطلاحات "	" اصلاحات "
۴۹	۹	ایسي هي هے	ایسي هي بات هے
۵۲	۲۳	جبر و تشدد کے ذریعہ	جبر و تشدد سے
۵۵	۱۹	نہ کرنا	کرنا
۶۶	۱۸	Massini	Mazzini

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہ بدمستی سزد گر متہم سازد مرا ساقی
ہنوز از بادۂ پارینہ ام پیمانہ بو دارد! (۱)

بنگال کے ایک مشہور ہندو جرنلسٹ اور پولیٹکل رہنما نے روئداد کے انگریزی ایڈیشن کیلیے جو تحریر بطور دیباچہ کے لکھی ہے' اُسی کا ترجمہ یہاں بطور اُردو دیباچہ کے درج کیا جاتا ہے - وہ لکھتے ہیں :

مولانا ابو الکلام کی گرفتاری اور مقدمہ کی یہ مختصر روئداد ہے' جو ملک کے اصرار و طلب سے سرسری طور پر مرتب کرکے شائع کی جاتی ہے - مقدمہ کی روئداد زیادہ تر مقامی اخبارات کی رپورٹوں اور ایسوشیئیٹڈ پریس کے تاروں سے نقل کی گئی ہے - بہت سے تفصیلات بخوف طوالت نظر انداز کردی گئیں - اثناء مقدمہ میں عدالت سے باہر جو واقعات ظہور میں آے اور جن میں سے اکثر ایسے ہیں جو مولانا کی گرفتاری سے بہت قریبی تعلق رکھتے تھے' اُنکا بھی کچھہ ذکر نہیں کیا گیا' کیونکہ روئداد مقدمہ کے موضوع سے وہ خارج تھے -

(فہرست مضامین)

اس مجموعہ میں' سب سے پہلے وہ " پیغـــام " درج ہے جو گرفتاری سے دو دن پہلے مولانا نے لکھکر اپنے کاغذات میں رکھدیا تھا اور گرفتاری کے بعد شائع ہوا - اُسکے بعد گرفتاری کی مختصر کیفیت درج ہے - پھر تاریخ وار تمام پیشیوں کی روئداد دی گئی ہے - اسکے بعد مولانا کا بیان ہے' جو اُنھوں نے عدالت کیلیے لکھا -

---

(۱) مولانا نے اپنے بیان کا عنوان اسی شعر کو رکھا ہے' جیسا کہ اُنکے مسودہ میں ہے - لیکن چونکہ بیان اسلیے لکھا گیا تھا کہ اُسکا انگریزی ترجمہ عدالت میں داخل کیا جاے' اسلیے ترجمہ کے وقت نکالدیا گیا -

فی الحقیقت اصل مقصود اس رسالہ کی ترتیب سے اُسي کي اِشاعت ھے - آخر میں بطور ضمیمہ کے مولانا کا وہ مضمون بھي شامل کردیا ھے ' جو کلکتہ پہنچکر اُنہوں نے " پیغام " میں شائع کیا تھا ' اور جسمیں گورنمنٹ کے تازہ جبر و تشدد کے جواب میں ایک نئي مدافعانہ حرکت کي اپیل کي گئي تھی - ملک نے اس اپیل کا جس جوش و مستعدي کے ساتھہ جواب دیا ' اور خصوصا بنگال میں جیسي یادگار اور غیر مسخر دفاعي پیش قدمي شروع ھوئي ' وہ موجودہ تحریک کي تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار اور پر فخر کارنامہ ھے - اگر بدقسمتي سے اس فتح مندي کے تمام ثمرات یکایک ضائع نہ کردیے جاتے تو فی الحقیقت ملک نے میدان کا پہلا مرحلہ جیت لیا تھا ' اور قریب تھا کہ ایک نیا کامیاب دور شروع ھو جاے - چونکہ مولانا کي گرفتاري ھي سے اس نئي حرکت کا سلسلہ شروع ھوا ' اسلیے ضروري معلوم ھوا کہ یہ مضمون بھي روئداد میں شامل کردیا جاے - پہلي دسمبر سنہ ۲۱ - سے ۱۱ - فروري تک ملک نے جو فتح مند دفاع کیا ھے ' وہ گویا اِسي دعوت کا عملي جواب تھا -

(مولانا کي گرفتاري اور اُسکي نوعیت)

ملک کے مسلمہ لیڈروں میں سب سے آخري گرفتاري مولانا اور مسٹر سي - آر - داس کي ھوئي - مسٹر داس کي گرفتاري بنگال کے مقامي حالات کا نتیجہ تھي - لیکن مولانا کا معاملہ اُنسے بالکل مختلف تھا - اگر ۱۷ - نومبر کے بعد کے حالات پیش نہ آتے ' جب بھي اُنکي گرفتاري اٹل تھي ' اور ھر صبح و شام متوقع تھي - گذشتہ ایک سال کے اندر شاید ھي کسي نے اسقدر صاف صاف اور بے پردہ چیلنج گورنمنٹ کو دیا ھوگا ' جیسا کہ مولانا نے دیا - مسئلۂ خلافت اور سوراج سے قطع نظر' خاص طور پر بھي وہ برابر گورنمنٹ کو اپني گرفتاری کیلیے دعوت دیتے رھے ' اور اُنکا طرز عمل ھمیشہ آن کمپرو مائزنگ رھا -

(گرفتاري کیلیے مسلسل دعوت)

مارچ سنہ ۲۱ - میں مہاتما گاندھي کے ھمراہ مولانا نے پنجاب کا تیسرا دورہ کیا - اُسوقت ضلع لاھور اور امرتسر میں سڈیشس میٹنگس ایکٹ نافذ تھا - یعنی نہ تو کوئي پبلک جلسہ ھوسکتا تھا - نہ کوئي پبلک تقریر کي جاسکتي تھي - اسي لیے مہاتما جي نے بھي گجرانوالا جاکر تقریر کي - لاھور اور امرتسر میں کوئي تقریر نہیں کي - کیونکہ اُسوقت تک قانوني خلاف ورزي کي اجازت

نہیں دي گئي تھي - لیکن مولانا نے صاف صاف کہدیا کہ اگرچہ اِسوقت اس قانون کي خلاف ورزي کرنے کا عام طور پر حکم نہیں دیا گیا ھے ' لیکن میرے لیے افضلیت (عزیمت) اِسي میں ھے کہ خلاف ورزي کروں ' اور سچائي کے اعلان سے باز نہ رھوں - جب میں افضل بات پر عمل کرسکتا ھوں تو کم مرتبہ طریقہ کے دامن میں کیوں پناہ لوں ؟ (۱) چنانچہ انہوں نے اعلان کردیا کہ جمعہ کے دن شاھي مسجد میں بیان کرینگے - بعض وزراء حکومت پنجاب نے مہاتما جي سے شکایت کي کہ مولانا کا طرز عمل آپ کے خلاف ھے - لیکن مہاتما جي نے کہا - بلا شبہ میں عام طور پر سول نس اوبیڈین کی اجازت کا مخالف ھوں' لیکن ایسے ذمہ دار افراد کیلیے جیسے کہ مولانا ھیں' ھر وقت اُسکا دروازہ کھلا ھے - چنانچہ جمعہ کے دن اُنہوں نے پہلے جمعہ کا خطبہ دیا - اُس کا موضوع بھی وقت ھی کے مسائل تھے - پھر نماز کے بعد صحن مسجد میں ترک موالات پر ایسی دل ھلا دینے والی تقریر کی جو ھمیشہ اھل لاھور کو یاد رھیگی - لاھور کے نیم سرکاري اینگلو انڈین آرگن " سول اینڈ ملیٹري " نے اس پر لکھا تھا کہ اس کارروائي کے ذریعہ علانیہ اھل پنجاب کو قانون شکني کي دعوت دي گئي ھے - مسٹر گاندھي اپنے رفیق کو اس سے باز رکھنا ضروري نہیں سمجھتے - اگر گورنمنٹ پنجاب نے اس پر فوري کارروائي نہیں کي تو پنجاب کے نوان کو اپریٹرز کي جرأتیں بہت بڑھجائینگي - یہ بھي لکھا تھا کہ مارشل لا کے حکام نے شاھي مسجد کو اسي مجبوري سے بند کردیا تھا - اب سول حکام کو بھي اس پر غور کرنا چاھیے - اس نوٹ کي سرخي " صحن مسجد میں باغیانہ لکچر " تھا -

ایک ھفتہ کے بعد وہ امرتسر آے - یہاں بھي تقریر ممنوع تھي - لیکن جامع مسجد میں انہوں نے خطبہ دیا - اور نماز کے بعد مکرر تقریر کي - اُسي وقت

---

(۱) مولانا نے اس موقعہ پر اسلام کي دو اصطلاحیں بولي ھونگي " رخصت " اور " عزیمت " - ھر نیک عمل میں ایک طریقہ رخصت کا ھوتا ھے ' اور ایک عزیمت کا - اھل عزائم ھمیشہ عزیمت پر عمل کرتے ھیں اور رخصت کي آسانیوں کو عامۃ الناس کیلیے چھوڑ دیتے ھیں - یہي بات مولانا نے مضمون نگار سے بھي دھرائي ھوگی اور اسکا مطلب سمجھایا ھوگا - انہوں نے اسی کو اپنے لفظوں میں بیان کیا ھے - رخصت اور عزیمۃ دعوۃ کا فرق مولانا نے " تذکرہ " میں خوب واضح کیا ھے -

وہ میل ٹرین سے لکھنؤ جارہے تھے - اسلیے دس پندرہ منٹ سے زائد نہ بول سکے - تاہم انہوں نے صرف اسلیے تقریر کی تھی کہ گورنمنٹ پنجاب کو یہ کہنے کا موقعہ باقی نہ رہے کہ جمعہ کا خطبہ معمولی تقریر نہیں ہے' جس کے ارتکاب سے سرکاری آرڈر کی خلاف ورزی ہوئی ہو- پس عام بول چال کے مطابق جس تقریر کو پولیٹکل تقریر کہہ سکتے ہیں' وہ بھی انہوں نے نماز کے بعد کردی اور گورنمنٹ کیلیے کسی حیلے حوالے کی گنجائش باقی نہ چھوڑی !

مگر گورنمنٹ پنجاب نے بالکل تغافل کیا - گرفتار کرنے کی جرأت نہ کرسکی - مولانا نے یہ واقعہ خود مجھسے بیان کیا تھا -

اُسکے بعد کرانچی خلافت کانفرنس کے رزولیوشن کی بنا پر علی برادرز اور دیگر اصحاب کی گرفتاری عمل میں آئی - اُس موقعہ پر تو مولانا نے اپنی گرفتاری کیلیے یکے بعد دیگر ایسے شجاعانہ بلاوے دیے' کہ شاید ہی کوئی نظیر اسکی ملسکے - علی برادران ۱۴ - اگست کو گرفتار کیے گئے' لیکن کلکتہ میں ۱۸ - کی صبح کو خبر پہنچی - اُنہوں نے اُسی وقت ہالیڈے پارک میں جلسہ کے انعقاد کا اشتہار دیا' اور شام کو بیس ہزار سے زیادہ کے مجمع میں تقریر کی - انہوں نے کہا تھا :

" جس رزولیوشن کی بنا پر علی برادران گرفتار کیے گئے ہیں' وہ اسلام کا ایک مانا ہوا اور مشہور معروف مسئلہ ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکا اعلان کرے - وہ رزولیوشن در اصل میرا ہی طیار کیا ہوا ہے اور میری ہی صدارت میں سب سے پہلے اسی کلکتہ کے ٹون ہال میں منظور ہوا ہے - میں اُس سے بھی زیادہ تفصیل اور صفائی کے ساتھہ اسوقت اُسکے مضمون کا اعلان کرتا ہوں - یہ سی - آئی ڈی کے رپورٹر بیٹھے ہیں اور میں اُنہیں کہتا ہوں کہ حرف بحرف قلمبند کرلیں - اگر یہ جرم ہے تو گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسکا ارتکاب ہمیشہ جاری رہیگا "

اسکے بعد دہلی میں مرکزی جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی کا جلسہ ہوا - ان دونوں جلسوں میں بھی اُنہوں نے کرانچی رزولیوشن کو زیادہ صاف اور واضح لفظوں میں پیش کیا - نیز ایک تجویز اس مضمون کی بھی پیش کی کہ "چونکہ گورنمنٹ نے اس اسلامی حکم کی تبلیغ کو جرم قرار دیا ہے' اسلیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اب اسکے اعلان میں اپنی جان لڑا دے' اور ہر مقام پر اس غرض سے جلسے منعقد کیے جائیں -"

چنانچہ تمام ملک میں جلسوں کے انعقاد اور کرانچی رزولیوشن کی تصدیق کا سلسلہ شروع ہوگیا - اور گورنمنت حیران و درماندہ ہوکر رہگئی !

پھر کرانچی ' بمبئی ' آگرہ ' لاہور وغیرہ مقامات میں بھی وہ برابر اس کا اعلان کرتے رہے - بمبئی ' آگرہ ' اور لاہور کی کانفرنسوں کے صدر بھی وہی تھے - آگرہ کی پراونشیل خلافت کانفرنس میں کرانچی رزولیوشن پیش کرتے ہوے انہوں نے جس طرح گورنمنت کو چیلنج دیا ' اُسے سنکر بڑے بڑے با ہمت اشخاص بھی دم بخود ہوگئے تھے اور فیصلہ کردیا تھا کہ صبح سے پہلے ہی وہ گرفتار کرلیے جائینگے !

علی برادرز کی گرفتاری کے بعد مہاتما گاندھی جی نے ہندو مسلمان لیڈروں کو بمبئی میں جمع کرکے ایک مینوفسٹو شائع کیا تھا - اس میں کرانچی رزولیوشن کی اس بنا پر تائید کی تھی کہ موجودہ حالت میں سرکار کی سول اور فوجی ملازمت کو ملکی غیرت کے خلاف کہنا کوئی جرم نہیں ہے ' اور ایسا کہنا ایک جائز فعل ہے - اسپر اخبار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا تھا کہ گورنمنت اس مینوفسٹو پر دستخط کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریگی - کیونکہ صرف اس خیال کو زبان سے ظاہر کردینا یا شائع کرنا جرم نہیں ہے - بلکہ عملاً سپاہیوں کو ورغلانا - اور اُنکو ترک ملازمت کی دعوت دینا جرم اور سازش ہے - کرانچی کا مقدمہ عملی اقدام کی بنا پر کیا گیا ہے - مجرد رزولیوشن پاس کردینے کی بنا پر نہیں ہے -

یہ بات بہت سے کمزور دلوں کیلیے ایک حیلہ بن گئی - وہ کرانچی رزولیوشن کا اعلان کرتے ' مگر " ایسا کرونگا " اور " ایسا ہونا چاہیے " وغیرہ الفاظ کے ساتھہ بولتے - بالفعل عمل کرنے پر زور نہ دیتے ' نہ اپنے عمل کرنے کا اظہار کرتے - لیکن مولانا نے یہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا - انہوں نے بمبئی ' آگرہ ' لاہور وغیرہ کی تقریروں اور اپنے تحریری اعلانات میں صاف صاف کہدیا کہ یہ صرف میرا اعتقاد یا زبانی اعلان ہی نہیں ہے ' اور نہ لیڈروں کے مینوفسٹو کی طرح صرف اس بات کے جواز کا مدعی ہوں - بلکہ دو سال سے اس پر عمل بھی کررہا ہوں - آئندہ بھی کرونگا اور ہر شخص سے کہتا ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کرے - میں پوری جد وجہد کرونگا کہ ہر سپاہی تک اس پیغام حق کو پہنچا دوں -

بمبئی کی اُس میٹنگ میں میں بھی شریک تھا - مولانا نے میٹنگ میں بھی اپنی یہ راے ظاہر کردی تھی کہ مینوفسٹو کا مضمون ناکافی ہے اور صرف ایسا کہنے کے " جواز " کا اظہار کرنا حصول مقصد کیلیے سودمند نہیں - اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے عملاً ایسا کیا ہے اور ہمیشہ کرتا رہونگا -

ابتدا میں گورنمنٹ نے علي برادران اور اِنکے ساتھیوں کے بر خلاف صرف کرانچي رزو لیوشن کا الزام لگایا تھا - لیکن جب مولانا نے بار بار اعلان کیا کہ کرانچي رزو لیوشن خلافت اور جمعیت العلماء کي گذشتہ تجویزوں کا صرف اعادہ ھے - ورنہ سب سے پہلے خود انہوں نے ۲۹ - فروري سنہ ۲۰ - کو خلافت کانفرنس کلکتہ میں اسکا اعلان کیا ھے ' تو پھر گورنمنٹ بھي چونکي ' اور جونہي مقدمہ سشن کورٹ میں شروع ھوا ' سرکاري وکیل نے دعوے میں ترمیم کرکے کلکتہ کانفرنس کا رزو لیوشن بھي شامل کردیا - اسپر مولانا نے ایک برقي بیان فوراً تمام اخبارات میں شائع کرایا تھا - جسکي بے باک شجاعانہ اسپرٹ نہایت ھي عجیب و غریب تھي اور ھمیشہ ھندوستان کي تاریخ میں یادگار رھیگي - اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ صرف اتني ھي ترمیم سے سرکاري دعوا مکمل نہیں ھوسکتا - اور مرحلے بھي ابھي باقي ھیں :

" سب سے پہلے کلکتہ خلافت کانفرنس کیلیے یہ رزو لیوشن میں نے طیار کیا - خود اپني قلم سے لکھا ' اور میري ھي صدارت میں منظور ھوا - اسکے بعد دھلي میں جمعیۃ العلماء کا جلسہ ھوا اور میں نے اس رزو لیوشن پر بصورت فتوی کے دستخط کیا - پھر بریلي میں جمعیۃ کا جلسہ ھوا - اس کا بھي میں ھي صدر تھا ' اور صدارت کي طرف سے اس رزو لیوشن کو پیش کرکے منظور کرایا تھا - علاوہ بریں رسالۂ خلافت میں ایک خاص باب اس موضوع پر لکھہ چکا ھوں ' اور اسکي بے شمار کاپیاں تقسیم ھوچکي ھیں - پھر کلکتہ ' دھلي ' کرانچي ' بمبئي وغیرہ میں بھي میں نے ایسا ھي بیان کیا ھے - میں اس کا بھي اقرار کرتا ھوں کہ یہ صرف میرا زباني اظہار ھی نہ تھا بلکہ میں نے اس پر عمل بھي کیا ھے اور ھمیشہ لوگوں کو کہتا رھا ھوں کہ اسکي تبلیغ کرتے رھیں - اگر یہ " سازش " اور " اغوا " ھے تو مجھے اسکے ارتکاب کا ھزار مرتبہ اقرار ھے - گورنمنٹ کو چاھیے تھا کہ علي برادر سے پہلے (جنھوں نے صرف نقل و اعادہ کیا ھے) مجھپر مقدمہ چلاتي "

۳۰ - ستمبر سنہ ۲۱ - کو یہ بیان ملک کے تمام انگریزي اور ورنی کلر اخبارات میں شائع ھوگیا ' مگر گورنمنٹ کي جانب سے بالکل اغماض کیا گیا اور کوئي کارروائي اُنکے بر خلاف نہ کي گئي - یہ امر واقعہ ھے کہ تمام ملک کو اسپر سخت تعجب اور حیراني ھوئي تھي - جیسا کہ اُنہوں نے اپنے " بیان " کي دفعہ ۲ - میں اشارہ کیا ھے -

یہ واقعہ علاوہ اُن بے شمار تقریروں اور کارروائیوں کے ھے ' جن میں وہ برابر بلا کسي ادنی تزلزل کے یکساں قول و فعل کے ساتھہ مشغول رھے -

پس اِن حالات میں اگر اسقدر توقف اور پس و پیش کے بعد گورنمنٹ نے اُنہیں گرفتار کیا ' تو جیسا کہ خود اُنہوں نے کہا ہے ' فی الحقیقت یہ کوئی خلاف توقع بات نہیں ہے ' اور اُنکی طرح ہمیں بھی اسپر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے -

(آخري دفاعي معـرکه)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کي حکمت اُنکي گرفتاري سے برقت ایک خاص کام لینا چاهتي تهي - اسيليے تعجب انگیز طور پر اُنکي گرفتاري برابر ملتوي هوتي رهي - اور پهر ٹهیک اُسي وقت هوئي ' جبکه تحریک کي نئي زندگي کیلیے اُسکي ضرورت تهي - اگر یهي واقعه ڈسمبر سے پہلے ظہور میں آ جاتا ' تو وہ نتائج کیونکر حاصل هوتے جو ڈسمبر کے بعد کے حالات هي میں وجود پذیر هوسکتے تھے ؟

۱۷ - نومبر کے بعد اچانک قومي تحریک جن حالات میں گھر گئي تهي ' اُسکا صرف اُنهي لوگوں کو اندازہ ہے جو تحریک کے اندروني نظم و نسق میں دخل رکھتے ہیں - یہ وہ موقعہ تها کہ ملک نہایت بے چیني کے ساتھہ کسي نئے اِقدام کا انتظار کر رہا تها - سال کے اختتام میں (جو نوان کوا پریشن پروگرام کے نفاذ کي مجوزہ مدت تهي) صرف دو ماہ باقي رهگئے تھے ' اور ساري اُمیدوں کا مرکز مہاتما گاندھي جي کا یہ اعلان تها کہ پهلي ڈسمبر سے وہ بردولي تعلقه میں اجتماعي سول ڈس اوبیڈین شروع کردینگے - لیکن یکایک بمبئي میں پرنس آف ویلز کے ورود کے موقعہ پر شورش نمودار ہوئی ' اور اُس سے مہاتما گاندھی جی کے ذکی الحس قلب پر ایسا شدید اثر پڑا کہ اُنہوں نے نہ صرف بردولی کا کام ملتوي کردیا ' بلکہ پے درپے تین بیانات شائع کرکے اعلان کردیا کہ موجودہ حالات میں تحریک کی ناکامیابی کا ہمیں اعتراف کرلینا چاهیے !

اس اعلان نے تمام ملک میں افسردگی اور مایوسی کی ایک عام لہر دوڑا دي - قریب تها کہ لوگوں کے دل بالکل هی بیٹھہ جائیں - چنانچہ ۲۲ - نومبر کو جب کانگرس کي ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا تو تمام ممبروں پر یاس و حسرت چھائی ہوئی تهی اور کچھہ نظر نہیں آتا تها کہ تحریک کو زندہ رکھنے کیلیے کونسا فوري عمل اختیار کیا جاے ؟ مولانا اور مسٹر داس نے خود مجھسے واپسي کے بعد کہا تها :

" ہم بالکل تاریکي میں گھر گئے تھے " لیکن خدا کي رحمت نے فوراً چارہ سازي کی - جبکہ ۲۲ - نومبر کو بمبئي میں لوگ راہ عمل سونچ رہے تھے ' تو ٹهیک اُسی وقت گورنمنٹ کے نئے جبر و تشدد سے کلکتہ میں ایک نیا دروازۂ عمل کھل چکا تها -

جونہی گورنمنٹ بنگال نے رضا کاروں کی جماعت اور مجالس کو خلاف قانون قرار دیا ' فوراً اهل کلکته نے ایک هزار دستخطوں سے نئی جماعت رضا کاراں کا اعلان شائع کردیا - اسکے بعد مسٹر سي - آر - داس اور مولانا کلکته پہنچے ' اور اُنہوں نے معلوم کرلیا که فتح مندي کا اصلی میدان بنگال هی میں گرم هوگا - اُنہوں نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی یا ورکینگ کمیٹی ' یا مہاتما گاندھي کی اجازت کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کیا ' بلکه فوراً رضاکاروں کي تنظیم اور تبلیغ کا سلسله شروع کردیا - روزانه چار چار پانچ پانچ سو گرفتاریوں کي تعداد پہنچ گئي - بنگال کي پیش قدمي نے دوسرے صوبوں پر بھي اثر ڈالا - نئي حرکت هر طرف شروع هوگئي' اور اچانک ملک میں ایک ایسي نئي زندگي پیدا هوگئي که لوگوں کو پچھلي افسردگي و مایوسی کا ایک گزرے هوے خواب جتنا بھی خیال باقي نه رها -

خود مولانا کو بھي اس حقیقت کا پورا یقین تها جیسا که انکے " پیغام " مورخه ۸ - دسمبر سے واضح هوتا هے - علاوه بریں ۴ - سے ۸ - تک اُنہوں نے جو خطوط لوگوں کو لکھے ' اُن میں بھي صاف صاف اپنا اراده اور یقین ظاهر کردیا هے - ایک خط کي نقل همیں اُنکے سکریٹري سے ملي هے ' جو مولانا کفایت الله صاحب صدر جمعیة العلماء دهلي کے نام اُنہوں نے لکھوایا تها - اُس میں لکھتے هیں :

" بدایون کے جلسه (جمعیت) میں شرکت کا قطعي اراده تها - لیکن یہاں پہنچکر جو حالات دیکھے' اور جو حالات روز بروز ظهور پذیر هو رهے هیں ' اُن کے بعد بہت مشکل هوگیا هے که میں کلکته سے نکل سکوں - کلکته سے نکلنے کے یه معني هونگے که میں ایک بہترین مهلت عمل دیده و دانسته ضائع کردوں - مجهے تو ایسا نظر آتا هے که شاید سول ڈس اوبیڈین کا عقده یہیں حل هوگا - روز بروز ایک نئي شاهراه کامیابي کي میرے سامنے کهلتي جاتي هے - یقین کیجیے که بدایون کے جلسه میں عدم شرکت کا مجهے بھي نہایت افسوس هے - لیکن میں محسوس کرتا هوں که بحالت موجوده کلکته سے نکلنا کم از معصیت نهوگا "

واقعات ما بعد نے ثابت کردیا که اُنکا خیال کسقدر صحیح تها ؟ فی الحقیقت کلکته نے پوري شجاعت کے ساتهه میدان سر کیا اور اسکي کامیابي کے سامنے حریف کو علانیه سرجهکانا پڑا - افسوس هے که بدبختانه عین وقت پر رهنمایان ملک کے قوت فیصله نے غلطی کي' اور یکے بعد دیگرے ایسي لغزشیں هوگئیں که ۱۸- سے ۲۳ - دسمبر تک جو عظیم الشان فتح هوئي تهي' وهي اب شکست بنکر همارے سامنے آگئي هے !

(مقدمہ کی چند خصوصیات)

اب ہم اُن بعض امور کی طرف ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں جنکی وجہ سے یہ سادہ اور مختصر مقدمہ ملک کے بے شمار پولیٹکل مقدمات میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ' اور جن میں ہماری اخلاقی اور پولیٹکل زندگی کیلیے نہایت ہی قیمتی رہنمائی پوشیدہ ہے :

(کامل صادقانہ روش)

سب سے پہلے جو چیز ہمارے سامنے آتی ہے ' وہ مولانا کا مضبوط ' یک سو ' قطعی ' اور ہر طرح کی دورنگیوں اور تذبذب آمیز باتوں سے محفوظ کیرکٹر ہے - یہ اگرچہ اُنکی پبلک لائف کے ہر حصے میں ہمیشہ نمایاں رہا ہے' اور نظر بندی کی چار سالہ زندگی میں اچھی طرح ہم اُس کا اندازہ کرچکے ہیں' لیکن عدالت اور باقاعدہ چارہ جوئی کی صورت نظر بندی سے بالکل ایک مختلف صورت ہے - پہلے میں کوئی موقعہ اظہار برئت اور بحث و دلائل کا نہیں ہوتا - دوسرے میں سزا دہی کی بنیاد ہی بحث و دلائل اور ڈیفنس پر ہوتی ہے - پس در اصل ایک لیڈر کی روش اور استقامت کی اصلی آزمائش گاہ عدالت ہی کا ہال ہے -

اس حقیقت کو دونوں پہلوؤں سے جانچنا چاہیے - اس لحاظ سے بھی کہ عام طور پر ایک قومی رہنما اور سیاسی لیڈر کی روش گرفتاری کے بعد عدالت میں کیا ہونی چاہیے ؟ اور اس لحاظ سے بھی کہ خاص طور پر نوان کو اپریشن اُصولوں کے ماتحت ایک سچے نوان کو اپریٹر کو عدالت میں کیا کرنا چاہیے ؟ مولانا کی روش دونوں حیثیتوں سے ہمارے لیے سبق آموز ہے -

سب سے بڑی چیز " قول " اور " عمل " کی مطابقت ہے - یعنی ہم جو کچھہ کہا کرتے ہیں ' وقت پڑنے پر ٹھیک ویسا ہی بلکہ اُس سے زیادہ کر دکھائیں - مولانا نے اپنے مضبوط طرز عمل سے دکھلا دیا کہ وہ وقت پر اپنی کوئی بات اور کوئی دعوی بھی واپس لینا نہیں چاہتے -

ایک لیڈر جب گورنمنٹ کے خلاف طرز عمل اختیار کرتا ہے ' اور اظہار حق میں اپنے آپ کو نڈر اور بے پروا بتلاتا ہے ' تو وہ بار بار ظاہر کرتا ہے کہ ہر طرح کی قربانیوں کیلیے طیار ہے - اور گورنمنٹ کو چیلنج دیتا ہے کہ اُسے جب چاہے گرفتار کرلے - لیکن جب گورنمنٹ خود اُسی کے اختیار کیے ہوے اور پسند کیے ہوے طریقہ پیکے

مطابق اُسے گرفتار کرلیتي ھے اور اپنے نقطۂ نظر اور قانون کے مطابق مجرم ٹھرا کر سزا دلانا چاھتي ھے ' تو پھر اُس وقت سونا آگ پر تپنے لگتا ھے - اور کھوٹے کھرے کے پہچان کي گھڑي آجاتي ھے - ھم دیکھتے ھیں کہ اُسوقت تین طرح کي طبیعتیں تین طرح کي راھیں اختیار کرتي ھیں :

(۱) کچھہ لوگ جنکے زباني دعوؤں کے اندر کوئي محکم ایمان اور سچائي نہیں ھوتي ' وہ تو فوراً اپنے دعوؤں سے دست بردار ھوجاتے ھیں ' اور اپنے کیے پر پشیماني ظاھر کرکے عجز و نیاز کا سر جھکا دیتے ھیں - یہ سب سے ادنی درجہ ھے -

(۲) کچھہ لوگ جو اِس سے بلند درجہ رکھتے ھیں ' اُنکي طبیعت اس درجہ گر جانے کو تو گوارا نہیں کرتي ' لیکن سزا سے بچنے کیلیے وہ بھي بیقرار ھوتے ھیں - اسلیے وہ بھي فوراً اپنا طرز عمل بدلدیتے ھیں ' اور عدالت پر ظاھر کرنے لگتے ھیں کہ جو کچھہ وہ کرتے رھے ' اُسکا مقصد وہ نہیں ھے جو گورنمنٹ نے سمجھا ھے ' بلکہ کچھہ دوسرا ھي ھے - پھر طرح طرح سے اُسکي تاویلیں کرتے ھیں ' اور مخالفت کو موافقت بنانا چاھتے ھیں - کبھي پولیس اور سي - آئي - ڈي کي رپورٹوں کو بالکل جھوٹا کہدیتے ھیں ' کبھي اپنے کہے ھوے اور لکھے ھوے جملوں کو توڑ مروڑ کر کچھہ کا کچھہ بنانا چاھتے ھیں - کبھي گورنمنٹ کا شکوہ کرتے ھیں کہ کیوں خواہ مخواہ بلا قصور اُنہیں گرفتار کرلیا ؟ غرضکہ اپني تمام پچھلي شجاعانہ آمادگیوں کو فراموش کر کے اچانک ایک نیا پوزیشن اختیار کرلیتے ھیں ' اور اگرچہ سزا سے نہ بچ سکیں لیکن سزا سے بچنے کیلیے جسقدر بھي حیلے حوالے کرسکتے ھیں ' اُسمیں کمي نہیں کرتے - پہلي قسم کي طرح اس قسم کے لوگ بھي بعد کو اپنے طرز عمل کي حمایت یا معذرت میں یہ حیلہ اختیار کرتے ھیں کہ لڑائي بھی ایک طرح کا فریب ھے - ھم نے صرف اپنے بچاؤ کیلیے دشمن سے فریب کھیلا ' ورنہ در اصل ھمارے دل میں وھی ھے جو پہلے تھا - لوگ بھی اسے مان لیتے ھیں -

یہ بات گویا اسقدر مسلم اور پیشتر سے سمجھي بوجھی ھوئي ھے کہ جب کوئی لیڈر عدالت میں ایسا رویہ اختیار کرتا ھے ' تو پبلک ذرا بھی تعجب نہیں کرتی اور سمجھہ لیتی ھے کہ یہ سب کچھہ صرف عدالت کیلیے کیا گیا ھے جہاں ایسا ھی کرنا چاھیے پالیٹکس میں ایسا کرنا ھي پڑتا ھے - گویا پالیٹکس میں جھوٹ ' نفاق ' دورنگي ' ذلت نفس ' اور مکر و فریب کے سوا چارہ نہیں !

(۳) کچھہ لوگ ان دونوں قسموں سے بھي بلند تر ھیں - وہ زیادہ باھمت اور نڈر دل رکھتے ھیں - اسلیے عدالت کے سامنے بھي اُنکي جرأت و شجاعت اُسي آن بان کے ساتھہ نظر آتي ھے جس طرح پبلک مجمعوں میں نظر آتي تھي - لیکن زیادہ دقت نظر کے ساتھہ جب اُنکے طرز عمل کو دیکھا جاتا ھے ' تو وہ بھي بے لاگ اور یکسو ثابت نہیں ھوتا - کیونکہ گو وہ ساري باتیں ھمت اور بے باکي کي کرتے ھیں ' لیکن حقیقت اور اصلیت کے اقرار و برداشت سے اُنھیں بھی گریز ھوتا ھے - یعنے عدالت کی سزا سے بچنے کیلیے وہ بھی کوئی دقیقہ حیلے حوالوں کا اُٹھا نہیں رکھتے - البتہ اُنکی حیلہ جوئی بہت ھی مخفی اور باریک ھوتی ھے - پچھلی دو جماعتوں کی طرح کھلی ھوئی اور صاف نہیں ھوتی - وہ گورنمنٹ کی مخالفت سے انکار تو نہیں کرتے لیکن ساتھہ ھی عدالت اور قانون کی آڑ میں پناہ بھی لینا چاھتے ھیں - یعنی یہ ظاھر کرتے ھیں کہ گو اُنھوں نے یہ سب کچھہ کہا اور کیا ھے ' تاھم اُنھیں سزا نہیں ملنی چاھیے - کیونکہ عدالت اور قانون کی رو سے وہ ھر طرح ایک جائز فعل تھا - کسی طرح بھی سزا کا موجب نہیں ھوسکتا - ساتھہ ھي وہ اس بات کی بھي سخت شکایت کرتے ھیں کہ بلا " قصور " اُنھیں گرفتار کیا گیا - نیز عدالت کو باور کرانے کی کوشش کرتے ھیں کہ اُنکو سزا کا دینا نہایت " نا انصافی " کی بات ھوگی ! یہ طرز عمل اُنکا اُس گورنمنٹ اور گورنمنٹ کی عدالت میں ھوتا ھے جسکے ظلم و ستم کا وہ شب و روز رونا روچکے ھیں ' اور جسکے انصاف سے اُنھوں نے ھمیشہ مایوسی ظاھر کی ھے - نیز جسکی نسبت اُنھیں یقین بھی ھے کہ خواہ کتنی ھی قانون اور انصاف کے نام پر اپیلیں کی جائیں ' لیکن اُنھیں سزا دیے بغیر نہیں چھوڑا جائیگا !

یہ آخري قسم گویا سب سے بلند اور اعلی سے اعلی جماعت ھے جو ھماري پولیٹکل جد و جہد کا دور اسوقت تک پیدا کرسکا ھے - لیکن " قول " اور " فعل " کی مطابقت سے اسکا طرز عمل بھی خالی ھے - اگر فی الواقع وہ اپنے تمام دعوؤں میں سچی تھی ' اور دعوت آزادي و حق پرستي کے نتائج بھگتنے کیلیے طیار تھی ' تو چاھیے تھا کہ اپنی گرفتاري اور سزا یابي کا بلا کسي اعتراض اور شکایت کے استقبال کرتي ' اور صاف صاف کہدیتي کہ فی الواقع اُس نے ایسا ھي کام کیا ھے جس پر گورنمنٹ کے نقطۂ خیال کے مطابق سزا ملني چاھیے - اور چونکہ اُس نے خود اپني پسند سے یہ راہ اختیار کي ھے ' اسلیے اُسکے قدرتي نتائج کیلیے

وہ کسي طرح گورنمنٹ کو ملامت بھي نہيں کرتي - گورنمنٹ دنيا کے تمام جانداروں کي طرح يقيناً اپنے مخالفوں کو سزا ھي ديگي - پھولوں کا تاج نہيں پہنائيگي - پس جب ايک بات قدرتي طور پر ناگزير ھے تو کيوں اس سے گريز کيا جاے ؟ اگر گريز ھے تو آزادي و حق طلبي کي راہ ميں قدم رکھنا ھي نہيں چاھيئے -

ليکن مولانا کا طرز عمل اس اعتبار سے بالکل ايک نئي راہ ھمارے سامنے کھولتا ھے - انہوں نے بتلاديا ھے کہ " قول " اور " فعل " کي مطابقت اور سچي اور بے لاگ حقيقت پرستي کے معني کيا ھيں ؟ اُنہوں نے اپنے بيان ميں سب سے پہلے اِسي سوال پر توجہ کي ھے - اُنہوں نے صاف صاف تسليم کرليا ھے کہ وہ بحالت موجودہ گورنمنٹ کے نقطۂ نظر اور قانون سے واقعي " مجرم " ھيں ' اور يہ ھرگز قابل ملامت و شکايت نہيں ھے کہ گورنمنٹ اُنہيں سزا دلانا چاھتي ھے - اس سے بھي بڑھکر يہ کہ جب اُنہوں نے استغاثہ کے مواد کو بہت ھي کمزور پايا ' تو ايک ايسی جرأت کے ساتھہ جسکي کوئي نظير موجود نہيں ' استغاثہ کا بار ثبوت بھي اپنے ذمے لے ليا ' اور خود اپنے قلم سے وہ تمام باتيں بتفصيل لکھديں جنکا ثبوت استغاثہ کيليے بہت مشکل تھا اور اسليے وہ پيش نہ کرسکا تھا - اس طرح عدالت پر اچھي طرح واضح ھوگيا کہ استغاثہ کے دعوے سے بھي کہيں زيادہ وہ گورنمنٹ کے مجرم ھيں - اور يہ بالکل ايک قدرتي بات ھے کہ اُنہيں سزا دي جاے -

چنانچہ ھم خود اُنہی کي زباني سنتے ھيں کہ اُنکا ارادہ بيان دينے کا نہ تھا - کيونکہ اُنہيں يقين تھا کہ اُنکے خلاف گورنمنٹ کو جو کچھہ کہنا چاھيے وہ سب کچھہ پيش کرديگي - ليکن جب کارروائي شروع ھوئي اور اُنہوں نے ديکھا کہ صرف دو تقريروں کي بنا پر استغاثہ دائر کيا گيا ھے اور وہ اُن بہت سي باتوں سے بالکل خالي ھيں' جو ھميشہ وہ کہتے رھے ھيں - تو اُنہوں نے محسوس کيا کہ " گورنمنٹ ميرے خلاف تمام ضروري مواد مہيا کرنے ميں کامياب نہيں ھوئي اسليے ميرا فرض ھے کہ ميں عدالت کو اصليت سے با خبر کردوں " وہ تسليم کرتے ھيں کہ " قواعد عدالت کي رو سے يہ ميرا فرض نہيں ھے " مگر چونکہ " حقيقت کا قانون عدالتی قواعد کي حيلہ جوئيوں کا پابند نہيں ھے " اسليے " يقيناً يہ سچائي کے خلاف ھوگا کہ ايک بات صرف اسليے پوشيدگي ميں چھوڑ دي جاے کہ مخالف اپنے عجز کي وجہ سے ثابت نہ کرسکا "

اسکے بعد انہوں نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ وہ کیوں " جرم " کا اقرار کرتے ہیں ؟ وہ کہتے [illegible] کہ جب ایک قوم اپنے ملک کی آزادی کا مطالبہ کرتی ہے تو اُسکا مقابلہ اُس طاقت سے ہوتا ہے جو عرصہ سے اُسکے ملک پر قابض و متصرف ہے - کوئی انسان یہ پسند نہیں کریگا کہ اسکے قبضہ میں آئی ہوئی چیز واپس چلی جاے - پس قدرتی طور پر یہ مطالبہ قابض طاقت پر شاق گزرتا ہے اور جہانتک اُسکے بس میں ہوتا ہے وہ اپنے فوائد کے تحفظ کیلیے جد و جہد کرتی ہے - یہ جد و جہد کتنی ہی خلاف انصاف ہو ' مگر کسی طرح بھی قابل ملامت نہیں ہے - کیونکہ ہر وجود اپنی حفاظت کیلیے ضرور ہاتھہ پانوں ماریگا - ایسا ہی مقابلہ ہندوستان میں بھی شروع ہوگیا ہے - پس یہ ضروری ہے کہ جو لوگ موجودہ بیورو کریسی کے خلاف جد و جہد کررہے ہیں ' بیورو کریسی بھی اُنکی مخالفت میں جد و جہد کرے ' اور جہانتک اُسکے امکان میں ہے ' اُنکو سزائیں دے - چونکہ وہ نہ صرف جد و جہد کرنے والے ہی ہیں ' بلکہ اس جد و جہد کی دعوت دینے والے ہیں ' اسلیے ضروری ہے کہ اُنہیں سزا دی جاے ' بلکہ زیادہ سے زیادہ سزا دی جاے - وہ کہتے ہیں کہ میں کیوں گورنمنٹ سے یہ توقع رکھوں کہ وہ اپنے مخالفوں کو پیار کریگی ؟ وہ تو وہی کریگی جو ہمیشہ طاقت نے آزادی کی جد و جہد کے مقابلہ میں کیا ہے - پس یہ ایک ایسا [illegible] معاملہ ہے جسمیں دونوں فریق کیلیے شکوہ و شکایت کا کوئی موقعہ نہیں - [illegible] کو اپنا اپنا کام کیے جانا چاہیے "

اُنہوں نے اپنے بیان کے آخر میں اسکا بھی اعتراف کیا ہے کہ آزادی و حق طلبی کی جد و جہد کی مقاومت میں دنیا کی جابر گورنمنٹیں جو کچھہ کر چکی ہیں ' اسکو دیکھتے ہوے تسلیم کرنا چاہیے کہ ہندوستان میں اسوقت جسقدر جبر و تشدد ہو رہا ہے ' وہ بہت ہی کم ہے !

کیسی بے لاگ اور خالص صداقت شعاری ہے ' جو اس بیان سے ٹپک رہی ہے ؟ کیا اس سے بھی بڑھکر راست بازی اور شجاعت و استقامت کی کوئی مثال ہوسکتی ہے ؟

لوگوں کو شیوۂ حق گوئی کے اس نئے نمونہ پر اگر تعجب ہو تو کوئی حیرت کی بات نہیں - کیونکہ ابھی ہم اس مقام سے بہت ہی دور پڑے ہوے ہیں - ابھی تک تو ہمارا یہ خیال ہے کہ پالیٹکس میں ہر طرح کی ہٹ دھرمی اور صریح غلط بیانی تک جائز ہے !

مولانا کا یہ طرز عمل عام خیالات سے کسقدر مختلف ہے ؟ اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہوگا - مولانا نے مندرجۂ بالا [redacted]تے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں "کہا جاسکتا ہے کہ پہلے فریق کی طرح دوسرے فریق کی جد و جہد بھی قابل ملامت نہیں" یعنی قوم کی طرح گورنمنٹ بھی اپنی جد و جہد میں قابل ملامت نہیں - چونکہ یہ خیال عام خیال سے بالکل ہی بعید تھا - لوگوں کی سمجھہ میں کسی طرح یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ گورنمنٹ کو بھی اُسکی جابرانہ جد و جہد میں ناقابل ملامت مانا جاے - اسلیے تمام اخبارات نے اِسے کتابت کی غلطی سمجھا اور "کہا جاسکتا ہے" کی جگہہ "کہا جاتا ہے" بنا دیا - گویا گورنمنٹ یا اُسکے طرفدار ایسا کہتے ہیں ' ورنہ در اصل ایسا نہیں ہے - حالانکہ اسکے بعد کی عبارت بالکل اس تبدیلی کے خلاف تھی !

(نواں کوا پریشن اُصول)

یہ جو کچھہ ہمیں نظر آیا ' مولانا کے مسلک کی عام حیثیت تھی - اگر "ترک موالات" کا پروگرام نہ ہوتا ' جب بھی وہ ایسا ہی کرتے - لیکن اب اس اعتبار سے بھی دیکھنا چاہیے کہ "ترک موالات" کا اصول ملحوظ رکھتے ہوے اُنکے طرز عمل کا کیا حال ہے ؟

ترک موالات اور عدالت کے ب[redacted] سے مقصود یہ تھا کہ عدالت میں کسی طرح کا بھی ڈیفنس نہ کیا جاے - یعنی اپنے کو سزا سے بچانے کیلیے کوئی کارروائی نہ کی جاے ' کیونکہ نواں کوا پریشن عدالت کے انصاف اور جواز ہی سے منکر ہے - اس اعتبار سے بھی مولانا نے ہمیں بتلادیا ہے کہ ڈیفنس نہ کرنے کے کیا معنی ہیں ؟

بہت سے لوگوں نے "ڈیفنس نہ کرنے" پر صرف اتنا ہی عمل کیا کہ عدالتی دستور کے مطابق وکلا اور قانون پیشہ اشخاص کو اپنے طرف سے مقرر نہیں کیا - لیکن جہانتک تعلق اصل ڈیفنس کا ہے ' اسمیں اُنہوں نے کوئی کمی نہیں کی - پوری طرح اپنی بے قصوری اور استغاثہ کے خلاف قانون و انصاف ہونے پر بحثیں کیں ' اور ہر طرح کے قانونی مواد سے استدلال کیا ' بعض حالتوں میں عدالت سے انصاف کی اپیل بھی کی گئی - یعنی خود اپنی زبان و قلم سے وہ سب کچھہ کر گزرے جو وکیل اور کونسلی اُنکی جانب سے ڈیفنس میں کرسکتا تھا - پس فی الحقیقت یہ "ڈیفنس نہ کرنا" نہیں ہوا ' بلکہ "براہ راست خود ڈیفنس کرنا" ہے '

ليکن مولانا کا طرزعمل کسقدر يک سو اور کامل معنوں ميں ڈيفنس سے مبرا هے ؟ اُنهوں نے اظهار بے جرمي کي جگهه جرم کا صاف صاف اعتراف کيا ' اور بجاے انصاف [illegible]ـنے کے عدالت کو خود هي اپنے تمام جرائم کي فهرست سنادي - ساتهه هي اول سے آخر تک کسي طرح کي قانوني بحث نهيں کي - ايک حرف بهي اس بارے ميں هم اُنکي زباں سے نهيں سنتے - حتیٰ که يه تک نهيں پوچهتے که جو دفعه اُنپر لگائي گئي هے ' واقعي انکي تقريريں اُسميں آتي بهي هيں يا نهيں ؟ اور آتی هيں تو کيونکر ؟ وہ تو خود هي اپني تقريروں کے تمام سخت سخت مقامات نقل کر ديتے هيں اور سي - آئي - ڈي کے رپورٹروں کي ناقابليت سے جهاں کهيں کوئي کمي رهگئي هے ' اُسکو استغاثه کے حسب منشاء مکمل کرديتے هيں ! في الحقيقت ترک موالات اور عدالتوں کے مقاطعه سے اصل مقصود يه تها جسکا مکمل نمونه هم اُن ميں ديکهتے هيں - يه نهيں تها که ڈيفنس اور بريت کا ايک طريقه چهوڑ کر دوسرا طريقه اختيار کرليا جاے -

جو لوگ صاحب نظر و انصاف هيں ' وہ يقيناً اس طرز عمل سے متاثر هوے اور متاثر هونگے - مولانا کے بعد هی لاهور ميں لاله لاجپت راے جي پر دوبارہ مقدمه چلايا گيا ليکن جب اُن سے پوچها گيا که وہ کوئي بيان دينگے ؟ تو جواب ميں اُنهوں نے کها " چونکه بيان ميں از روے قانون اپني بريت کو لازمي طور پر لکهنا پڑيگا اور يه نوان کو اپريشن کے خلاف هے - ا[illegible]ـور کرنے کے بعد اب ميري راے يهي هوگئی هے که کوئي بيان نهيں دينا چاهيے - گويا اُنهوں نے بهي مولانا کے طرز عمل کي تائيد کي -

جب تک ايک حقيقت نظروں سے مستور رهتي هے ' اُسکا عام طور پر احساس نهيں هوتا - ليکن جب سامنے آجاتي هے تو پهر تعجب هوتا هے که اتني صاف بات کيوں لوگونکو محسوس نهيں هوئي ؟ يهي حال اس معامله کا هے - مولانا کا بيان پڑهنے کے بعد في الواقع تعجب هوتا هے که کيوں اسقدر صاف اور سچي بات سے بڑے بڑے ليڈروں کو گريز رها ؟ يه واقعه هے که هم موجودہ گورنمنٹ اور بيورو کريٹک حکام کے جبر و ظلم کے خلاف جد و جهد کرتے هيں اور صاف صاف کهتے هيں که همارا مقصد اُنکے قبضه سے اپنا حق واپس لينا هے - پس يه بالکل قطعي اور يقيني بات هے که هم جو کچهه کر رهے هيں ' وہ همارے دلائل اور عقائد کي رو سے کتنا هي صحيح هو ' ليکن موجودہ گورنمنٹ کے قانون اور پوزيشن کي رو سے

تو ضرور جرم اور بلا کسي نزاع کے ۱۲۴ - الف هے - يعني "گورنمنٹ کے خلاف حقارت اور نفرت پهيلانا" هے - پس اگر هم اس بات سے بے خبر هيں' تو هم اس کام کے لائق هي نهيں هوسکتے - اگر جان بوجهکر ايس[illegible] تو پهر هم کو مان لينا چاهيے که گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے نافذ کردہ قانون کي رو سے هم ضرور مجرم هيں' اور وہ سزا دلانے ميں حق بجانب هے - اسميں بچاؤ اور بريت کيليے چناں چنيں کيوں کي جاے؟ اور شکوہ و شکايت کيوں هو؟ کيا لوگ ايسا سمجهتے هيں که وہ گورنمنٹ کے خلاف جد و جهد بهي کرينگے' اسے جنگجو حريفوں کي طرح چيلنج بهي دينگے' اور پهر وہ انهيں گرفتار بهي نه کريگي' اور محض معمولي معمولي سزائيں بهي نه دے؟ مولانا کے لفظوں ميں کهنا چاهيے که "گورنمنٹ مسيح نهيں هے"!

يا پهر تسليم کرلينا چاهيے که جو کچهه زبان سے کها جاتا هے' وہ دل ميں نهيں هے - زبان چيلنج ديتي هے' مگر دل ميں يهي هوتا هے که هم آخر تک بچتے رهينگے - اور يه محض زباني شيخي کر رهے هيں' ورنه سچ مچ کو پکڑے نهيں جائينگے -

(سي - آئي - ڈي کے رپورٹر)

اسي سلسله ميں مولانا کے طرز عمل کي ايک اور صداقت همارے سامنے آتي هے - انهوں نے کيسي صفائي [illegible] راست بازي کے ساتهه تسليم کرليا هے که سي - آئي - ڈي - کے رپورٹروں [illegible] خلاف جو کچهه کها' وہ صحيح هے - اس ميں کوئي بات شرارت کي نهيں -

هماري پولٹيکل جد و جهد کي تاريخ ميں يه سب سے پهلي مثال هے که اس فراخ دلي کے ساتهه خود ملزم نے ان لوگوں کي شهادت کي تصديق کي هے جو ملزم کے برخلاف اسکي کوشش کر رهے هيں که عمر بهر کي قيد کي سزا دلا دي جاے!

انسان کي ايک سب سے بڑي عام کمزوري يه هے که وہ فريقانه تعصب سے اپنے آپکو محفوظ نهيں رکهه سکتا - صداقت کيليے سب سے زيادہ مشکل آزمائش اسيوقت هوتي هے جب وہ دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلے ميں کهڑي هوتي هے - هم روزانه ديکهتے هيں که همارے بڑے بڑے ليڈر بهي اسميں کوئي مضائقه نهيں سمجهتے که مخالف فريق کو بوقت ضرورت غلط الزامات ديديے جائيں - يا کم از کم

اُنکی موافقت میں کوئي کلمہ زبان سے نہ نکلا جاے - وہ کہتے هیں کہ یہ مصالح جنگ هیں - غلط بیاني اور جھوٹ نہیں لیکن في الحقیقت یہ یورپ کا پولٹیکل اخلاق هے جس پر یورپ سے بیزار هوکر بھي هم شوق سے عمل کررهے هیں -

ابھي اسي سال کي بات هے کہ علي گڈہ میں پولیس کے اشتعال سے فساد هوا تھا - جیسا کہ قاعدہ هے پولیس کے اشتعال اور تشدد سے پبلک بھي مشتعل هوئي ' اور پھر مشتعل هونے کے بعد اُس نے بھي وہ سب کچھہ کیا جو ایک پرجوش مجمع کي فطرت کیا کرتي هے - لیکن " اخبار انڈیپینڈنٹ " کے نامہ نگار اور بعض دیگر مقامي لیڈروں نے اِس سے صاف صاف انکار کردیا وہ آخر تک یہي کہتے رهے کہ مجمع نے کوئي انتقامي کارروائي نہیں کی - نہ تو کوتوالي پر حملہ کیا گیا - نہ پولیس پر پتھر پھینکے گئے - نہ کوتوالي کا سامان جلایا گیا - یہ سب جھوٹ هے - حالانکہ یہ سب سچ تھا ' اور سچ کو سچ ماننے هی میں هماري طاقت اور فتح مندي هے - آخر جب مہاتما گاندھی نے سختی کے ساتھہ مضامین لکھے ' تب جاکر لوگ کہیں خاموش هوے - اس طرح کی هٹ دھرمیوں کا نتیجہ یہ نکلتا هے کہ حریف کی نظروں میں جو یقیناً اصلیت سے بے خبر نہیں هے ' همارے کریکٹر کی کمزوري خود کھل جاتی هے ' اور هماري بات بالکل هلکی اور بے وزن هوکر رهجاتی هے - همیں یاد نہیں پڑتا کہ آجتک کبھی کسي نے یہ تسلیم کیا هو کہ اُسکے خلاف پولیس کا بیان صحیح هے - بلاشبہ یہ سچ هے کہ پولیس کي کذب بیانیوں کي بھی کوئي حد نہیں - لیکن انہیں جھوٹ گھڑنے کي ضرورت وهیں پڑتي هے جہاں اصل میں کچھہ نہو - جہاں فی الواقع گورنمنٹ کے خلاف کارروائي کي گئي هے ' وهاں تو وہ بھی اس سے زیادہ نہیں کرینگے کہ مخالف کو مخالف هی دکھلائیں - یا کچھہ مبالغہ کردیں - پھر کیوں واقعات کو صریح جھٹلایا جاے ؟

(اُنکا عفو و تحمل اور روش کي متانت)

ایک بڑي سبق آموز حقیقت اُنکے روش کی کمال درجہ سنجیدگی و متانت ' اور نہایت هي موثر عفو و درگذر بھی هے - یہ وصف بھی ایسا هے کہ جس پر غور کرنے کی همارے قومی لیڈروں اور کارکنوں کو بڑي هی ضرورت هے -

یہ قدرتی کمزوري هم تمام انسانوں میں هے کہ مخالف کے مقابلے میں غصہ اور غیظ و غضب سے بھرجاتے هیں - علی الخصوص اس حالت میں جبکہ مخالف

صاحب اختیار و طاقت بھی ھو - لیکن ایک لیڈر اور بڑے آدمی کو عام انسانوں سے زیادہ جذبات پر قابو رکھنا چاھیے - کسی انسان کی بڑائی کیلیے یہ کم سے کم بات ھے کہ وہ وقت پر اپنے غصہ کو ضبط کرسکے - بہت سے لوگ یہ غلطی بھی کرجاتے ھیں کہ شجاعت و ھمت اور طیش و غضب میں فرق نہیں کرتے - بہت زیادہ غصہ میں آ جانے کو ھمت اور بہادری کی بات سمجھتے ھیں - حالانکہ سچا بہادر وھی ھے جو تکلیف جھیلنے میں اسقدر مضبوط ھو کہ تکلیف دیکھکر اُسے غصہ ھی نہ آے - علاوہ بریں غصہ اور طیش کے ھیجان میں واقعات اور حقیقت کی تاثیر بھی نمایاں نہیں ھوسکتی -

مولانا کے طرز عمل کی ایک بڑی نمایاں بات اُنکی بیحد متانت اور سنجیدگی ھے - عدالت کی تمام کارروائیوں کی اثنا میں کہیں بھی یہ نظر نہیں آتا کہ وہ غصہ میں بھرے ھوے ھیں - یا دشمن کے قابو میں اپنے آپ کو پاکر پیچ و تاب کھا رھے ھیں - برخلاف اسکے اُنکے "بیان" کی ھر سطر سے کامل متانت اور ضبط ٹپکتا ھے ' اور جس حصے کو دیکھا جاے ' جذبات کے جوش کا کوئی اثر نظر نہیں آتا - اُنھوں نے سخت سے سخت جوش انگیز پولیٹکل معاملات پر اس طرح بحث کی ھے ' گویا ایک شخص نہایت سادگی کے ساتھہ محض واقعات و حقائق پر لکچر دے رھا ھے - وہ گویا گرفتار ھونے کے بعد غضبی جذبات سے بالکل خالی ھوگئے تھے !

اس سے بھی زیادہ مؤثر مقام بیان کا خاتمہ ھے جہاں اُنھوں نے اُن تمام لوگوں کا ذکر کیا ھے - جو اُنکے خلاف مقدمہ میں کام کررھے تھے - اپنے مخالفت گواھوں ' سرکاری وکیل ' اور مجسٹریٹ کی نسبت پوری خوشدلی کے ساتھہ لکھدیا ھے کہ اُنھیں کوئی شکایت یا رنج اُن سے نہیں ھے - اور اگر اُن سے کوئی قصور اس بارے میں ھوا ھے تو وہ سچے دل سے معاف کردیتے ھیں - مجسٹریٹ کی نسبت لکھا ھے کہ وہ تو اپنا فرض انجام دے رھا ھے اور حکومت کی مشینری کا ایک جزء ھے - جب تک مشینری میں تبدیلی نہو ' اُسکے اجزاء کے افعال میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ھوسکتی - پس اس سے بھی انھیں کوئی شکایت نہیں ھے !

اُنکے بیان کا خاتمہ بیحد مؤثر ھے - وہ ضرب المثل کی طرح ھمارے لٹریچر میں زندہ رھیگا - جس طرح بیان کے بہت سے جملے اپنی لفظی و معنوی

خوبصورتي و صداقت کي وجه سے هميشه ياد رکهے جائينگے - هم بيان کے مطالب کي اهميت ' طرز بيان کي دلنشينی ' اسلامي حريت کي عالمانه ترجماني ' اور فرائض ملک و ملت کي بهترين سبق آموزي کی قدر و قيمت کا اندازه ناظرين کے ذوق سليم پر چهوڑتے هيں ' اور مولانا هی کے لفظوں ميں يه کهکر اپنی گذارش ختم کرديتے هيں که " مستقبل فيصله کريگا اور اسی کا فيصله آخري فيصله هوگا " !

ناله از بهر رهائی نه کند مرغ اسير
خورد افسوس زمانے که گرفتار نه بود !

ايک عظيم الشان بيان

A great Statement !

مهاتما گاندهي جي اپنے اخبار " ينگ انڈيا " کي اشاعت ٢٣ - فروري سنه ٢٢ - ميں عنوان بالا سے رقم طراز هيں :

" مولانا ابو الکلام آزاد نے جو بيان عدالت ميں ديا هے ' اسکي نقل ابهي ميرے پاس پهنچي هے - يه فلسکيپ سائز کے ٣٣ - صفحوں پر ٹائپ کيا هوا هے ' ليکن اسقدر طول طويل هوتے پر بهي سب کا سب پڑهنے کے قابل هے - اصل بيان مولانا کي فصيح و بليغ اردو ميں هوگا - يه اسکا انگريزي ترجمه هے - ترجمه برا نهيں هے ليکن ميں خيال کرتا هوں که اس سے بهتر ممکن تها -

مولانا کے بيان ميں بهت بڑي ادبي خوبصورتي هے ' وه نهايت وسيع رواني کے ساتهه پرجوش بهي هے - وه نهايت دليرانه هے - اسکا لهجه غير متزلزل اور غير آشتي طلب (ان کمپرو مائزنگ) هے - مگر ساتهه هي سنجيده اور متين بهي هے تمام بيان ميں اول سے آخر تک ايک پرجوش اثر پايا جاتا هے ' اور ايسا معلوم هوتا هے - گويا خلافت اور نيشنلزم پر مولانا ايک پر اثر خطبه دے رهے هيں ! ميں اميد کرتا هوں که اس بيان کو چهاپکر شائع کرديا جائيگا - ميں مولانا کے سکريٹري کو مشوره دونگا که احتياط کے ساتهه انگريزي ترجمه پر نظر ثاني کريں ' اور کتاب کي صورت ميں چهاپکر شائع کرديں -

مولانا کا بيان پڑهکر جب ميں فارغ هوا ' تو ايک بات بهت زياده واضح هوکر ميرے سامنے آگئي - يعنی عدالتوں کو بائيکاٹ کرنے کي اصلي ضرورت کيا هے ؟ ميں نے محسوس کيا که اگر هم نے ايسا نه کيا هوتا تو يه بے خوفی اور مضبوطي

هم میں کہاں هوتي جو آج همارے اندر کام کررهي هے ؟ مسٹرسي - آر- داس ' لاله لاجپت راے ' پنڈت موتي لال نهرو کے شریفانه اعلانات سے پہلے همارے اندر صرف چھوٹے چھوٹے زباني جھگڑے اور باهمدگر الزامات تھے جو کبھي ایک قوم کو سر بلند نہیں کر سکتے -

اس سے بھی بڑھکر یہ که اگر هم نے عدالتوں کا بائیکاٹ نه کیا هوتا تو همکو آج مولانا کے بیان جیسی گرانقدر چیز نہیں ملتی جو بجاے خود ایک بہترین سیاسی تعلیم هے -

عدالتوں کے بائیکاٹ کا اثر صرف اسي چیز میں نہیں دیکھنا چاهیے که کتنے قانون پیشه اصحاب نے پریکٹس چھوڑ دي ؟ اصلی چیز دیکھنے کي یه هے که آج سے دو سال پہلے جو هما همی اور رونق عدالت گاهوں کے اندر باهر نظر آتي تھي ' وہ کس طرح اب مفقود هوگئي هے ؟ اب تو وہ صرف لین دین کرنے والوں اور قمار بازوں کي ایک کمین گاہ هیں - نه وہ قومي آزادي کا سرچشمه هیں ' نه انفرادي آزادي کا - اس بات کا اندازہ که قوم کیسي تیزي کے ساتھ آگے بڑھ رهي هے ؟ صرف بہادر اور بے خوف دلوں کے جذبات دیکھنے هي سے هوسکتا هے -

مولانا کے بیان کا روے سخن اگرچه عدالت کی طرف هے ' لیکن در اصل وہ ملک و ملت سے خطاب کر رهے هیں - فی الحقیقت اُن کا بیان ایسا هے گویا عمر بھر کیلیے سخت سے سخت سزاؤں کا مطالبه کیا جا رہا هے !

ایک سال قید با مشقت سزا کا فیصله سنکر مولانا نے کیا خوب کہا : " میں جس سزا کا متوقع تھا ' اُس سے تو یه بہت هي کم هے " !

اب میں مولانا کے بیان کے چند حصے نقل کرتا هوں ' تا که ناظرین خود اندازہ کرلیں "

(نـــوٹ)

اسکے بعد مولانا کے بیان کا انگریزي ترجمه درج کیا گیا هے - انگریزي ترجمه کي نسبت مہاتما جي نے جو خیال ظاهر کیا هے وہ صحیح هے -

بلا شبه ترجمه میں اصل بیان کي بہت سي ادبي خوبیاں مفقود هوگئیں - وہ زور بھي باقي نه رہا جو اصل میں موجود هے - لیکن ترجمه کي مشکلات اور وقت کي کوتاهي پر بھي نظر رکھني چاهیے - علی الخصوص ایک ایسے لٹریچر کیلیے جیسا نه مولانا کا هے - بہر حال اب مہاتما جي کے ارشاد کے مطابق انگریزي ترجمه کي از سرنو نظر ثاني کردي گئي هے - ایک مسلم انگریزي اِنشا پرداز بھي مشورہ میں شریک هیں - اُمید هے نه پہلے سے زیادہ پر زور اور مکمل هوگا - اگرچه اصل کے محاسن اب بھي ترجمه میں نظر نہیں آسکتے - اُردو ایڈیشن کي طرح وہ بھي رساله کي شکل میں چھپ رہا هے - جن حضرات کو مطلوب هو ' مرکزي خلافت کمیٹي بمبئي سے منگوالیں -

بسم الله الرحمن الرحيم

پيغام

وقل الحمد لله - سيريكم آياته فتعرفونها ' وما ربك بغافل عما تعملون -

مباش غمزده عرفي كه زلف و قامت يار
جزاء همت عالي و دست كوته ماست !

آج ۸ - دسمبر ۱۹۲۱ - كي صبح هے - كل شام كو مجهے قابل وثوق ذرائع سے اطلاع ملگئي هے كه گورنمنٹ بنگال نے ويسراے كے مشوره كے بعد ميري اور مسٹر سي - آر - داس كي گرفتاري كا فيصله كرليا - ميري نسبت گورنمنٹ كا اراده يه هے كه اگر ميں گياره تاريخ تک كلكته سے باهر نه گيا تو مجهے گرفتار كرليگي ' ليكن اگر ميں بدايوں كے جلسه جمعية العلماء كيليے چلا گيا تو پهر گويا اسكے سر سے بلا ٹل جائيگي - صرف مسٹر داس گرفتار كرليے جائينگے -

ميرا وقت تمام تر بنگال سے باهر هندوستان كے كاموں ميں خرچ هوتا رها هے - إسوقت بهي ميں تحريک كے نهايت اهم كاموں ميں مشغول تها ' اور ۲۵ - دسمبر تک كا پروگرام ميرے سامنے تها - ليكن اچانک بنگال ميں گورنمنٹ كي نئي سرگرمي شروع هوگئي ' اور اسكے بعد دوسرے صوبوں ميں بهي اسكي تقليد كي گئي - ميں كانگريس كي وركنگ كميٹي كے جلسه كي وجه سے بمبئي ميں تها - مهاتما گاندهي جي سے ميں نے مشوره كيا - اُنهوں نے كها كه چند دنوں كيليے كلكته چلاجانا ضروري هے - چنانچه يكم دسمبر كو ميں كلكته پهونچا - ميں نے ديكها كه گورنمنٹ نے آخري حد تک تشدد كا اراده كرليا هے ' اور كوئي ناجائز طريقه ايسا نهيں هے جو ۲۴ - كي هڑتال روكنے كيليے عمل ميں نه آرها هو - تاهم لوگ نهيں بلكه تمام ملک كيليے استقامت كے ساتهه صبر و سكون پر قائم هيں

(اولیـــن مبـارکبـــاد)

اگر میں گرفتار ہوگیا تو مہاتما گاندھی جی کو میرا یہ پیام پہونچا دیا جاے :

" میں آپکو آپکی فتح یابی پر سب سے پہلے مبارکباد دیتا ہوں ' اس مبارکبادی کیلیے آپ مجھے جلد باز نہ سمجھیں - میں اُس اٹل وقت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھہ رہا ہوں ' اور چاہتا ہوں کہ اسکی مبارکباد دینے میں کوئی دوسرا مجھہ پر سبقت نہ کر جاے - آپکے ساتھہ انسانی رفاقت روز بروز گھٹ رہی ہے ' مگر خدا کی مدد بڑھتی جاتی ہے - بمبئی کے حادثہ نے آپکے دل کو بہت صدمہ پہنچایا - میں آپکو افسردہ اور غمگین دیکھکر نہایت درد مند ہوا تھا - لیکن اب کلکتہ اُٹھا ہے ' تاکہ غمگینی کی جگھہ خوشی اور کامیابی کا تحفہ آپکے سامنے پیش کرے - آپ نے ۲۵ - نومبر کی شام کو جب مجھہ سے کلکتہ کے بارے میں گفتگو کی ' تو میں نے آپکو اطمینان دلایا تھا - میں خوش ہوں کہ میرا اطمینان بالکل صحیح نکلا - کلکتہ میں میں پندرہ سال سے کام کر رہا ہوں - نصف صدی کی خاندانی زندگی رکھتا ہوں ' اسلیے میرا اطمینان علم و یقین پر مبنی تھا - گذشتہ تین سال کے اندر تحریک خلافت کے سب سے اہم کام کلکتہ ہی کے مسلمانوں نے انجام دیے ہیں - اب آخری منزل میں بھی پہلا قدم وہی اُٹھائیگا - اُسنے با امن قربانی کا راز پالیا ہے - وہ نہ تو بھڑکیگا ' نہ بجھیگا ' مگر اسکی آگ برابر سلگتی رہیگی - با امن سول ڈس اوبیڈینس کی منزل طے کرنا اسی کے حصہ میں آیا ہے ' اور وہ اس کا حقدار تھا "

(آخـــری پیغـــام)

میرا آخری پیغام وہی ہے جو اب سے دس برس پہلے پہلا پیغام تھا : لاتہنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین - نہ ہراسان ہو ' نہ غمگین ہو - تم ہی سب پر غالب رہوگے ' اگر سچا ایمان اپنے اندر پیدا کر لو -

ہماری تمام فتح مندیوں کی بنیاد چار سچائیوں پر ہے ' اور میں اسوقت بھی ملک کے ہر باشندے کو انہی کی دعوت دیتا ہوں :

(۱) ہندو مسلمانوں کا کامل اتفاق -

(۲) امن -

(۳) نظم -

(۴) قرباني اور اسکي استقامت -

مسلمانوں سے میں خاص طور پر التجا کرونگا که اپنے اسلامي شرف کو یاد رکھیں' اور آزمایش کي اس فیصله کن گھڑي میں اپنے تمام هندوستاني بھائیوں سے آگے نکل جائیں - اگر وہ پیچھے رهے ' تو انکا وجود چالیس کروڑ مسلمانان عالم کیلیے شرم و ذلت کا ایک دائمي دھبه هوگا -

میں مسلمانوں سے خاص طور پر دو باتیں اور بھي کھونگا - ایک یه که اپنے هندو بھائیوں کے ساتھه پوري طرح متفق رهیں - اگر انمیں سے کسي ایک بھائي یا کسي ایک جماعت سے کوئي بات نادانی کي بھي هو جاے تو اسے بخشدیں' اور اپني جانب سے کوئي بات ایسي نه کریں' جس سے اس مبارک اتفاق کو صدمه پهنچے - دوسري بات یه ھے که مہاتما گاندھي جي پر پوري طرح اعتماد رکھیں' اور جب تک وہ کوئي ایسي بات نه چاھیں (اور وہ کبھي نه چاھینگے) جو اسلام کے خلاف هو' اسوقت تک پوري سچائي اور مضبوطي کے ساتھه انکے مشوروں پر کاربند رهیں -

(مرکزي خلافت کمیٹي)

مرکزي خلافت کمیٹي کے کاموں کي طرف سے میں مطمئن هوں - اسکے باهمت اور سرگرم صدر سیٹھه چھٹاني صاحب کي موجودگي هر طرح کفایت کرتي ھے - میرے عزیز ڈاکٹر سید محمود سکریٹري منتخب هوچکے هیں' اور نہایت سرگرمي سے کام کررھے هیں - انکي اعانت کیلیے مسٹر احمد صدیق کھتري پیشتر سے موجود هیں - مجھے امید ھے که دفتر کے تمام خوان و ارکان اُن باتوں کو فراموش نه کرینگے جو گذشته قیام بمبئي کے موقعه پر میں نے اُنسے کہي تھیں - اُنکي متعدد زندگي اور سعي هماري عدم موجودگي کي پوري طرح تلافي کردیگي -

(حکیم محمد اجمل خاں صاحب)

حکیم صاحب کو میرا پیام پهنچا دیا جاے ' که اب آپکي دوش همت پر

صرف آپ هي کے فرائض کا نہیں بلکہ هم سب کا بوجهہ آ پڑا ھے - حکمت الهي کا منشا ایسا معلوم هوتا ھے کہ باھر کے تمام کام آخر تک آپ هي انجام دیں - بہتر یہ ھے کہ اب آپ بمبئي تشریف لیجائیں اور دهلي کي فکر چھوڑ دیں -

(انگورہ فنڈ)

افسوس ھے کہ انگورہ فنڈ کي مزید تکمیل کا صحیح موقعہ نہیں ملا - غالباً اسوقت تک دس لاکهہ روپیہ فراهم هوگیا ھے - پہلے آخر دسمبر تک کا زمانہ قرار پایا تھا - اب بہتر هوگا کہ ایک ماہ کي مدت اور بڑھا دي جاے ' اور جنوري کے آخر تک فراهمي کا سلسلہ جاري رہے -

میرا ارادہ تھا کہ دسمبر کے وسط میں ایک خاص تاریخ عام وصولي کیلیے قرار دي جاے ' اور جسطرح مردم شماري کے وقت انتظام هوتا ھے ' اسي طرح هر جگہ انتظام کیا جاے - پہلے سے اعلان کردیا جاے کہ فلاں وقت چندہ کرنے والے نکلیںگے - هر شخص حتی الامکان اپنے مکان میں رہے - پھر وصول کرنے والے تمام شہر میں پھیل جائیں اور هر مسلمان کے آگے دست سوال دراز کریں - کم از کم ایک مرتبہ تو ایسا هوجانا چاهیے کہ هندوستان کا هر مسلمان حفاظت اسلام و خلافت کے لیے کچھہ نہ کچھہ مالي قرباني کردے ؟

لیکن کلکتہ پہنچکر جب ملک کي عام حالت پر نظر ڈالي تو یہ وقت اسکے لیے موزوں معلوم نہ هوا - میں چاهتا هوں کہ احمد آباد خلافت کانفرنس میں اسکا اعلان هو جاے ' اور جنوري کے پہلے هفتہ کي کوئي تاریخ مقرر کردي جاے -

(جمعیۃ العلماء)

کا وجود اسوقت سب سے زیادہ اهم اور سب سے زیادہ ذمہ دار ھے - وہ علماء کا مجمع ھے ' اور علماء کے سوا کوئي نہیں جسے مسلمانوں کي دیني و دنیوي رهنمائي و پیشوائي کا منصب حاصل هو - جمعیۃ کے سامنے اسوقت ایک نہایت اهم اسلامي مسئلہ تھا - اللہ تعالی تمام ارکان جمعیۃ کو توفیق دے کہ اجتماع بدایوں میں کامل اتفاق و اجماع کے ساتھہ کسي بہتر فیصلہ پر پہنچیں - سر دست میں ارکان جمعیۃ سے بہ ادب عرض کرونگا :

(۱) آپ سب کا باھمي اتحاد ھر حال میں ضروري اور تمام مقاصد کیلیے بنیاد کار ھے -

(۲) ھندو مسلمانوں کے اتفاق کي ضرورت و اھمیت اور شرعي استحسان آپکي نظر سے پوشیدہ نہیں - اسکي پوري طرح حفاظت کرني چاھیے' اور اسکي حفاظت آپ ھي کے ھاتھہ میں ھے -

(۳) احمد آباد کانگریس میں تمام علماء اسلام کو اور خاصة ارکان جمعیة کو ضرور شریک ھونا چاھیے ' اور جمعیة العلماء کي جانب سے اسکا اھتمام کرنا چاھیے -

(۴) لاھور میں ارکان عامه کي جو تجویز منظور ھوئی ھے ' اسپر فوراً عمل در آمد شروع ھوجاے' اور جہانتک جلد ممکن ھو مجوزہ تعداد ممبروں کي بہم پہنچائي جاے -

(گـــورنمنٹ بنـــگال)

آخر میں مجھے گورنمنٹ بنگال کیلیے بھي ایک پیغام لکھنا ھے : " ۲۴ - کي ھڑتال ضرور ھوگي ' اور خلافت اور کانگریس رضاکاروں کا سلسله ھماري گرفتاري کے بعد دوگنی طاقت کے ساتھہ جاري رھیگا "

عـــزیـــزان ملـــک و ملت !

میں چارسال نظر بند رھنے کے بعد دسمبر سنه ۱۹۱۹ع میں رھا ھوا ' اور دو سال کے بعد اب پھر جیل جا رھا ھوں - الله آپ سب کا مددگار ھو' اور راہ خدمت حق میں مستقیم رکھے : و افوض امري الی الله ' إن الله بصیر بالعباد !

۸ - دسمبر - کلکته

احمـــد

گــــرفتـــاري

—○•○—

۱۰ - دسمبر سنه ۲۲ - جمعه

—*□•□*—

شہپر زاغ و زغن زیبائے صید و بند نیست
این کرامت همرہ شہباز و شاهین کردہ اند !

—*:*:*—

۲ - دسمبر سے مولانا اور مسٹر سي - آر - داس کي گرفتاري کي افواہ گرم تهي - لیکن ۷ - کو قابل وثوق ذرائع سے اسکي تصدیق هوگئي - تاهم ۱۰ - تک گرفتاري عمل میں نہیں آئي - ۸ - اور ۹ - کو صرف یہ نظر آیا کہ بڑي کاوش کے ساتهہ دریافت کیا جا رہا ہے کہ مولانا بدایون کے جلسۂ جمعیۃ العلماء کیلیے جا رہے هیں یا نہیں ؟ اگرچہ کئي دن پیشتر سے اسکا اعلان هوچکا تها کہ اب وہ کلکتہ سے باهر نہ جائینگے اور سفر کا پورا پروگرام منسوخ کردیا گیا ہے - حتی کہ بعض درمیاني اشخاص سے بهي اُنہوں نے زباني صاف صاف کہدیا تها - تاهم معلوم هوتا ہے کہ آخر تک اُنکے سفر کي توقع باقي تهي ' اسلیے تفتیش جاري رهي -

بدایون کا جلسہ ۱۰ - ۱۱ - تاریخ کو تها - اُسکے لیے کلکتہ سے روانگي کي آخري تاریخ ۸ - تهي - یا حد درجہ ۹ - پس گویا ۹ - کي شام تک اُسکا انتظار کیا گیا -

اس اثناء میں رضا کارونکي تنظیم اور تبلیغ کا کام روز بروز ترقي کرتا جاتا تها - روزانہ گرفتاریوں کي تعداد بهي روز افزوں تهي - ۱۰ - کي صبح تک ایک هزار سے زیادہ رضا کار گرفتار هوچکے تهے -

۹ - کو مولانا اور مسٹر داس نے آئندہ کام کے نظام کي نسبت از سرنو مشورہ کیا ' اور یہ بات بهي طے کردي گئي کہ اگر وہ دونوں بہ یک دفعہ گرفتار کرلیے گئے ' تو مسٹر شیام سندر چکرورتي اُنکي جگہہ کام کرینگے - وہ بهي گرفتار هوگئے تو یکے بعد دیگرے فلاں فلاں اصحاب کام هاتهہ میں لیتے رهینگے -

۱۰ - کو ساڑھے چار بجے مسٹر گولڈسي ڈپٹي کمشنر اسپیشل برانچ ایک یوروپین انسپکٹر پولیس کے همراہ آئے ' اور مولانا کو دریافت کیا - مولانا اوپر کي منزل میں اپنے نوشت و خواند کے کمرے میں تھے ' اور مسٹر فضل الدین احمد کو خطوط کا جواب لکھوا رهے تھے - انھوں نے مسٹر گولڈسي کو وهیں بلوالیا - مسٹر گولڈسي نے سلام کے بعد کہا - کیا وہ انکے همراہ چلینگے ؟ وہ انھیں لینے کیلیے آئے هیں - مسٹر احمد نے پوچھا - کیا آپکے همراہ وارنٹ هے ؟ جواب میں انکار کیا گیا - مگر مولانا نے کہا وہ بلا وارنٹ کے بھي جانے کیلیے مستعد هیں - اسکے بعد وہ اندر مکان میں گئے اور پانچ چھه منٹ کے بعد واپس آکر جانے کیلیے مستعدي ظاهر کي - انسپکٹر نے کہا - اسقدر جلدي نه کیجیے - اگر کوئی چیز اپنے آرام کیلیے ساتھه لینا چاهتے هیں تو لے لیجیے - لیکن انھوں نے صرف ایک گرم چادر اوڑھه لي - اور کوئي چیز ساتھه نه لي -

جاتے وقت انھوں نے صرف یه کہا : " کلکته اور باهر کے تمام احباب اور قومي کارکنوں کو میرا پیام پہنچا دیا جاے که تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں پوري مستعدي کے ساتھه مشغول رهیں - مجھسے ملنے کیلیے کوئي شخص نه آئے - نه اپني جگهه اور اپنے کام کو چھوڑے - گرفتاریوں کو ایک معمولي اور متوقع واقعه کي طرح محسوس کرنا چاهیے - کسي طرح کي خلاف معمول اهمیت نهیں دیني چاهیے - مجھے بڑا هي رنج هوگا اگر کسي ' کارکن نے میري ملاقات کیلیے اپنا ایک گھنٹه بھي ضائع کیا "

اسکے بعد وہ روانه هوگئے - مسٹر گولڈسي موٹر کار تک ساتھه گئے جو مکان سے کسي قدر فاصلے پر کھڑي کي گئي تھي - لیکن مولانا کے ساتھه صرف انسپکٹر بیٹھا - وہ خود دوسري کار پر چلے گئے -

اس طرح زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر کامل سکون اور خاموشي کے ساتھه یه معامله انجام پا گیا - کسي شخص نے بھي محسوس نهیں کیا که کوئي نئي بات پیش آئي هے - ایسا معلوم هوتا تھا - گویا روز مرہ کا ایک معمولي واقعه هے جس میں دونوں فریق کیلیے کوئي خلاف توقع بات نه تھي - جو لوگ آے ' وہ بھي

بالکل سنجیدہ اور معمولی انداز میں تھے ' اور جو گیا ' وہ بھی اپنی معمولی متین اور شگفتہ حالت میں تھا - دفتر کے تمام لوگوں کو تو ایسا معلوم ہوا ' گویا وہ اپنے روزانہ معمول کے مطابق کانگرس آفس میں جا رہے ہیں !

ٹھیک اُسی وقت مسٹر کڈ ڈپٹی کمشنر پولیس مع دو تین بنگالی انسپکٹروں کے مسٹر سی - آر - داس کے یہاں گئے - اور اُنہیں اپنے ساتھ لے آئے -

جو سادہ طریقہ گرفتاری کیلیے اختیار کیا گیا ' وہ بالکل نیا ہے - اس سے پہلے کبھی یہ روش اختیار نہیں کی گئی تھی - کوئی گرفتاری بھی ہمیں یاد نہیں جو بغیر پولیس اور فوج کی نمائش کے عمل میں آئی ہو - خود مولانا کو سنہ ١٩١٦ میں جب نظر بند کیا گیا ' تو رات کی پچھلی پہر کا محفوظ وقت اسکے لیے منتخب کیا گیا تھا ' اور ایک فوجی حملہ کی شان سے قوت کی نمائش ہوئی تھی - تین بجے پولیس افسروں اور سپاہیوں کی مسلح جماعت ڈپٹی کمشنر کے ماتحت پہنچی -جسمیں علاوہ سپرنٹنڈنٹ سی - آئی - ڈی کے ' سپرنٹنڈنٹ پولیس ' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ' دو انسپکٹر ' اور پانچ سب انسپکٹر بھی تھے - اور سب انسپکٹروں کے سوا سب کے ہاتھوں میں ریوالور تھے - سپاہیوں نے پہلے دور تک سڑک کی ناکہ بندی کی ' پھر مکان کا محاصرہ کرلیا - اسکے بعد دروازہ پر دستک دی گئی - برخلاف اسکے اس مرتبہ معمولی انتظام بھی نہیں کیا گیا - صرف دو آدمی بلا یونی فارم کے معمولی ملاقاتیوں کی طرح آگئے ' اور چپ چاپ اپنے ساتھ لیگئے - پولیس کی وردی اور فوج کے اسلحہ کا نام و نشان بھی نہ تھا -

مولانا جس مکان میں رہتے ہیں ' وہ علاقہ کے تھانے سے بالکل ملا ہوا ہے - صرف دیوار بیچ میں حائل ہے - لیکن تھانے میں بھی کوئی طیاری نمایاں نہیں کی گئی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب گورنمنٹ نے کم ازکم دو باتیں ضرور سمجھہ لی ہیں جنکے سمجھنے سے اب تک اُسے انکار تھا - اول یہ کہ ملک کے لیڈر جب کہتے ہیں کہ گرفتار ہو جانے کیلیے بالکل طیار ہیں ' تو یہ کوئی ڈپلومیسی نہیں

ھے بلکہ واقعی انکے دل کی سچی آواز ھے - پس اُنکو گرفتار کرنے کیلیے کسی اھتمام کی ضرورت نہیں - صرف اطلاع دیدینا ھی کافی ھے - دوسرے یہ کہ ایسے موقعوں پر طاقت کی نمائش ھی سے گرفتاري کا کام مشکل ھوجاتا ھے - غیر معمولی اھتمام اور پولیس کا ھجوم دیکھکر فوراً پبلک معلوم کرلیتی ھے کہ گرفتاري کیلیے لوگ آئے ھیں ' اور پھر اچانک عوام میں بھی جوش اور سرگرمي پیدا ھوجاتی ھے - اگر ایسا نہ کیا جاے تو گرفتاري کا بروقت کسی کو بھی علم نہو' اور نہایت آسانی اور تیزي سے کام انجام پا جاے -

چنانچہ مولانا کی گرفتاري کا واقعہ خود اطراف و جوانب کے لوگوں کو بھی اُسوقت معلوم ھوا' جب شہر میں اسکا اعلان کیا گیا - جاتے وقت بہت سے لوگوں نے اُنہیں موٹر کار میں ایک یورپین کے ساتھہ بیٹھے دیکھا ' لیکن کسی کو بھی یہ خیال نہ ھوا کہ وہ جیل میں جا رھے ھیں - جب وہ موٹر کار میں سوار ھو رھے تھے تو حسب معمول کچھہ دوکاندار اور کچھہ راھگیر سلام کرنے کیلیے جمع ھوگئے' جیسا کہ وہ ھر روز آتے اور جاتے کیا کرتے تھے ' لیکن اُنھوں نے بھی کوئی غیر معمولی بات محسوس نہیں کي - فی الحقیقت یہ طریقہ فریقین کیلیے ھر طرح آرام دہ اور بہتر ھے - کاش گورنمنت ابتدا سے اسي پر عمل در آمد کرتي تو بہت سی دقتیں اور پریشانیاں نہ اُسے پیش آتیں ' نہ ملک کو -

مولانا کو پہلے پولیس کمشنر کے آفس میں پہنچایا گیا - تقریباً بیس منٹ وھاں بیٹھے ھونگے کہ مسٹر سي - آر - داس بھی وھیں پہنچا دیے گئے - پھر ایک موٹر کار لائی گئی ' اُسمیں دونوں سوار ھوے - ایک یورپین پولیس افیسر موٹر ڈرائیور کے ساتھہ بیٹھہ گیا - اور موٹر پریسیڈنسی جیل (علی پور) کی طرف روانہ ھوگئی - موٹر کار اُسوقت بھي بالکل کھلي تھي - پریسیڈنسي جیل میں پیشتر سے اطلاع دیدي گئي تھي اور تمام انتظامات مکمل تھے - پولیس افیسر نے دونوں صاحبوں کو جیلر سے ملایا ' اور اُسکے حوالے کرکے واپس چلا آیا -

مولانا نے جیل کے آفس میں مغرب کی نماز پڑھی - نماز کے بعد سپرنٹنڈنٹ سے اُنہیں ملایا گیا - یہ در اصل سپرنٹنڈنٹ کے سامنے قیدیوں کو حسب قاعدہ پیش کرنا تھا - سپرنٹنڈنٹ نے کہا - میں نے کھانے کیلیے حکم دیدیا ہے - نہیں معلوم اس حکم کا مقصد کیا تھا ؟ کیونکہ اُسکا کوئی نتیجہ ظہور میں نہیں آیا - اگر مقصد یہ تھا کہ تمھارے مکان سے کھانا طلب کرلینے کا حکم دیدیا ہے تو باوجودیکہ دونوں صاحبوں کے یہاں ٹیلیفون ہے' لیکن کوئی اطلاع اُنکے یہاں نہیں دی گئی - اگر مقصود جیل کے کھانے سے تھا تو جس وارڈ میں وہ رکھے گئے' وہاں کوئی انتظام کھانے کا نہ تھا -

اسکے بعد وہ یورروپین وارڈ میں پہنچادیے گئے' جہاں الگ الگ کمروں میں فوراً مقفل کردیا گیا - کمروں پر گورکھا سپاہیوں کا پہرہ تھا -

یہ وارڈ جیل کا بہتر حصہ سمجھا جاتا ہے - اور یہاں صرف انڈر ٹرایل یورروپین قیدی رکھے جاتے ہیں - یہ دو منزلہ عمارت ہے - اُوپر نیچے پانچ پانچ کمرے ہیں - ہر کمرہ دس فیٹ طول و عرض کا ہوگا - ہر کمرہ میں ایک صراحی' تام چینی کا کٹورا' اسٹول' اور ایک ٹیبل ہوتا ہے - سونے کیلیے ٹاٹ کی گدیلی اور دو کالے کمل ہوتے ہیں' جو جیل میں مستعمل ہیں - تکیہ کی جگہہ ٹاٹ کی ایک پتلی اور چھوٹی سی گدیلی سرہانے لگی ہوتی ہے -

مولانا نے بعد کو بیان کیا " ہم لوگ تقریباً سات بجے اپنے اپنے کمروں میں بند کیے گئے - ساڑھے سات بجے میں نے دروازہ کی سلاخوں سے آسمان کو دیکھا تو عشاء کا وقت اچھی طرح آچکا تھا - میں نے عشاء کی نماز پڑھی - دو چار گھونٹ پانی کے پیے اور لیٹ گیا - دو سال کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ مجھے اسقدر جلد اور ایسی گہری نیند آگئی - برسوں سے میری نیند بہت کمزور ہوگئی ہے - آجکل یہ حال تھا کہ گیارہ بارہ بجے لیٹتا تھا - ایک دو گھنٹے کے تکلیف دہ انتظار کے بعد کہیں نیند آتی تھی - وہ بھی اسقدر کمزور کہ ذرا سی کھڑکھڑاہٹ خلل ڈالدیتی تھی - لیکن اُس رات ساڑھے آٹھہ بجے لیٹا' اور لیٹتے ہی سوگیا - تین بجے

سے پہلے آنکھ نہ کھلی - سنتری کے فوجی بوٹوں کی آواز سیمنٹ کے برامدے میں بڑے زور سے ہورہی تھی - لیکن میری نیند میں ذرا بھی خلل نہ پڑا"

" یہ اطمینان اور بے فکری صرف اسلیے نہ تھی کہ جیل میں آگیا ' بلکہ اسلیے تھی کہ کاموں کی تکمیل کیلیے مجھے اپنی گرفتاری کے ضروری ہونے کا کامل یقین تھا - گرفتار ہونے کے بعد ایسا محسوس ہونے لگا 'گویا ایک بڑے پریشان کن بوجھہ سے دماغ ہلکا ہوگیا ہے ! "

پہلے اسی وارڈ میں مولوی عبد الرزاق ایڈیٹر پیغام ' بابو پدم راج جین ' مسٹر داس کے لڑکے ' اور کئی پولیٹکل قیدی رکھے گئے تھے' لیکن جب یہ دونوں صاحب یہاں لائےگئے تو دوسرے دن صبح ہی سب کو دوسرے وارڈ میں بھیجدیا گیا -

صبح کو کرنیل ہملٹن سپرنٹنڈنٹ اور جیلر وارڈ میں آے - کرنیل ہملٹن اپنی ذات سے ایک شریف سویلین ہیں - معلوم ہوتا تھا کہ حالات کی نوعیت سے وہ متاثر ہیں' اور ایک طرح کی شرمندگی محسوس کررہے ہیں - اگرچہ یہ بات بالکل واضح تھی مگر پھربھی وہ بار بار کہتے " مجھے اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں - میں صرف احکام کی تعمیل کررہا ہوں - ہم لوگوں کو جیل میں آپ جیسے لوگوں سے کبھی سابقہ نہیں پڑا - میں پریشان ہوں کہ کیا کروں ؟ - آپ کو مجھسے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے "

جواب میں انسے کہا گیا کہ " درخواست ' خواہش ' شکایت ' ان جذبات سے ہمارے دل بالکل خالی ہوچکے ہیں "

سپرنٹنڈنٹ نے یہ بھی کہا کہ میں صرف یہی ایک صورت اپنے اطمینان کی دیکھتا ہوں کہ آپکو اپنی جگہہ دیدوں اور خود آپکے ان کمروں میں چلا آؤں - مسٹر داس نے کہا " لیکن اگر میں سپرنٹنڈنٹ بنادیا گیا تو فوراً استعفا دیدونگا "

معلوم ہوا کہ انکے متعلق حکام جیل بلا چیف سکریٹری گورنمنٹ بنگال کے استصواب کے خود کچھہ نہیں کرسکتے - یہ حکم آچکا ہے کہ ان لوگوں کو کسی شخص سے ملنے نہ دیا جاے' حتی کہ عزیز و اقارب سے بھی - اخبارات کے دیکھنے کی بھی قطعی

ممانعت ہے - یورروپین وارڈ کو " انگلشمین " دیا جاتا ہے لیکن انکے لیے وہ بھی ممنوع قرار پایا کیونکہ باہر کی خبریں اُس میں بھی درج ہوتی ہیں - صرف بستر اور کھانا لے لیا گیا - اور سپرنٹنڈنٹ نے تھوڑی دیر کے بعد اپنے آفس سے دو کرسیاں بھیجدیں -

(" لا " اینڈ " آرڈر ")

" لا اینڈ آرڈر " کی جیسی پابندی آجکل کی جا رہی ہے' وہ ہرجگہ دیکھی جا سکتی ہے - انکے معاملہ میں بھی ابتدا سے اسکی نمایش شروع ہوگئی - گرفتاری جمعہ کے دن سہ پہر کو ہوئی - اُس دن کورٹ بند نہ تھا - وارنٹ لیا جاسکتا تھا لیکن کوئی وارنٹ حاصل نہیں کیا گیا - گرفتاری کے بعد حسب قاعدہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا چاہیے ' اور جب تک پیش نہ ہوں ' پولیس کے چارج میں رہنا چاہیے نہ کہ جیل میں - لیکن انہیں فوراً جیل میں بھیجدیا گیا - جیل میں ظاہر کیا گیا کہ آپ لوگ اسوقت تک گویا جیل میں نہیں ہیں - پولیس کے چارج میں ہیں -

لیکن بہر حال مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ناگزیر تھا - پیش کرنے کیلیے کورٹ میں لیجانا پڑتا اور اسمیں پبلک کے مظاہرہ کا خدشہ تھا - مجبوراً یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ چوتھے دن مسٹر کڈ ڈپٹی کمشنر پولیس کو بھیجا گیا - اور کہا گیا کہ: اسکی موجودگی مجسٹریٹ کی قائم مقامی کا حکم رکھتی ہے - خیال یہ تھا کہ نوان کو اپریشن کی وجہ سے کسی طرح کا قانونی اعتراض تو کیا نہیں جائیگا - مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنے اور مقدمہ کی تاریخ مقرر کرنے کی مشکل سے نجات مل جائیگی' لیکن مسٹر داس نے مذاق کرتے ہوے کہدیا کہ " شاید میرے پریکٹس چھوڑنے کے بعد سے قانون بدل گیا ہے " اس سے ایک گونہ پریشانی ہوئی اور خوف پیدا ہوا کہ کہیں کارروائی بالکل بے ضابطہ مشہور نہ ہو جاے - اسلیے مجبوراً تین بجے مسٹر اے - زیڈ - خاں فورتھہ پریسیڈنسی مجسٹریٹ کو ایک پیشکار کے ساتھہ جیل میں بھیجدیا گیا اور زیر دفعہ ۱۷ - ۲ - کرمینل لا امنڈمنٹ ایکٹ وارنٹ ' بھی طیار کرلیے گئے -

پہلي پيشي

(۱۳ - دسمبر)

يہ گويا پہلي پيشي تهي - ملزموں کو عدالت کے سامنے نہ جانا پڑا - خود عدالت ملزموں کے دروازے پر آ گئي ! انکے کمروں کے سامنے جو برامدا هے ' اُسي ميں وارڈر (محافظ وارڈ) کا ٹوٹا هوا ميز بچهايا گيا - اُسي کي ٹوٹي هوئي کرسي مجسٹريٹ کيليے رکهي گئي - سامنے ملزموں کيليے اِسٹول تهے - اس ساز و سامان کے ساتهہ عدالت کا اجلاس شروع هوا -

ليکن کارروائي نہايت هي مختصر تهی - اور مجسٹريٹ صاحب کي مضطربانہ عجلت اور زيادہ اختصار کا باعث هوئی - انہوں نے کہا " دفعہ ۱۷ ۲/۱ کے ماتحت آپ لوگ گرفتار کيے گئے هيں - مقدمہ کی تاريخ ۲۳ - دسمبر قرار دي جاتی هے " يہ کہکر جلدي سے انہوں نے وارنٹ پر مہر لگانے کيليے کہا اور اُٹهنے لگے - ليکن بيچارہ پيشکار زيادہ هوشمند ثابت هوا - اُس نے کہا کہ ضمانت کيليے تو حسب قاعدہ پوچهہ ليجيے - مجسٹريٹ صاحب کو بهی ياد آ گيا کہ واقعی ملزموں کو ضمانت دينے کا بهي حق هوا کرتا هے - ليکن اُنہوں نے کہا " يہ حضرات ضمانت نہيں دينگے اسليے ميں نے پوچهنا ضروري نہيں سمجها "

آخر ميں مسٹر خان نے معذرت کے لہجہ ميں کہا کہ وہ اس بارے ميں کچهہ نہيں جانتے اُنسے يہاں آنے کيليے کہا گيا ' وہ چلے آئے -

۲۳ - تاريخ کے تعين ميں يہ مصلحت تهي کہ ۲۴- سے کرسمس کي تعطيل تهي - ۲۳ - کو جب مقدمہ ملتوي کرديا جائيگا تو تعطيل کی وجہ سے ايک هفتہ خود بخود مہلت نکل آئيگی -

دوسری پیشی

(۲۳ - دسمبر)

۲۳ - کو چار بجے پھر مسٹر اے - زید - خاں بھیجے گئے - لیکن اس مرتبہ سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں عدالت کا اجلاس ہوا - میز کے سامنے ملزموں کیلیے بھی کرسیاں رکھدی گئی تھیں، لیکن کارروائی کے اختصار کی وجہ سے بیٹھنے کی ضرورت ھی نہیں ہوئی - کارروائی صرف اسقدر ہوئی کہ مقدمہ ۵ - جنوری پر ملتوی کردیا گیا، مجسٹریٹ نے اپنی لاعلمی اور بے تعلقی کا بار بار اظہار کیا -

(۵ - جنوری)

۵ - جنوری کی پیشی کی کارروائی یہ ھے کہ کوئی کارروائی نہ ہوئی - دس بجے مسٹر سی - آر- داس کو پریسیڈنسی کورٹ جانے کیلیے طلب کیا گیا، لیکن مولانا کی طلبی نہیں ہوئی -

بعد کو معلوم ہوا کہ گو ابتدا میں مسٹر داس اور اُنکی پیشی کیلیے ایک ھی تاریخ قرار دیدی گئی تھی، لیکن پھر کسی مصلحت سے مولانا کا مقدمہ ایک دن پیچھے ڈالدیا گیا - عدالت کے قوانین کی رو سے ضروری تھا کہ یہ التوا بھی عدالت کے حکم و تصدیق سے ہوتا - یعنی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا اور پھر کارروائی دوسرے دن کیلیے ملتوی کردی جاتی، لیکن موجودہ عہد قانون و نظم (لا اینڈ آرڈ) میں ان پابندیوں کے درد سر سے بھی عدالتوں کو نجات ملگئی ھے - نہ نوان کو اپریٹر ڈیفنس کرینگے، نہ بچنا چاھینگے - پھر قواعد وضوابط کی پابندی سے کیا حاصل -

۶ - کی کارروائی سے معلوم ہوگا کہ گورنمنٹ نے دفعہ ۱۷ - ۲ ۔ کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ واپس لے لیا اور کارروائی از سرنو دفعہ ۱۲۴ - الف پینل کوڈ کے ماتحت شروع ہوئی - گرفتاری کے بعد جو وارنٹ حاصل کیا گیا تھا، وہ دفعہ

۱۷ - ۲ - کا تھا - اسلیے ۱۲۴ - کا مقدمہ شروع نہیں ھوسکتا تھا جبتک از سرنو ۱۲۴ - کے ماتحت وارنٹ سرو نہ کیا جاے ' اور اسکی گرفتاري کا نفاذ نہو - لیکن پچھلے لطیفہ سے بھی بڑھکر لطیفہ یہ ھے کہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت کوئی ضابطہ کی کارروائی عمل میں نہیں آئی - نہ تو اُسکا وارنٹ سرو کیا گیا ' نہ ضابطہ کی گرفتاري ھي کا نفاذ ھوا - تاھم ۶ - کو مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر سی - آئی - ڈی نے اپنے حلفیہ بیان میں کہا کہ " اُس نے پریسیڈنسی جیل میں وارنٹ سرو کیا " مولانا اپنے بیان میں لکھتے ھیں " یہ معاملہ بے قاعدگي اور کذب بیانی ' دونوں کا انتہائی نمونہ ھے - ۶ - تاریخ تک تو مجھے اسکا بھی علم نہ تھا کہ ۱۲۴ - کے ماتحت دعوی کیا جائیگا ؟ وارنٹ کے نفاذ سے کیا تعلق ؟ نہ تو جیل میں کوئی شخص اس غرض سے آیا - نہ مجھپر وارنٹ سرو کیا گیا "

پس گویا ۵ - جنوري سے مولانا از روے قانون بالکل آزاد تھے اُنکی گرفتاري شام کے بعد کوئی وجود نہیں رکھتي تھی - اگر وہ جیل کے افسروں پر ھرجانے کي نالش کردیں کہ کیوں اُنہیں ۵ - کے بعد جیل میں مقید رکھا گیا ؟ تو وہ کیا جواب دینگے ؟ البتہ یہ سب کچھہ اُسي صورت میں ھے جبکہ " از روے قانون " کے کوئي معني ھوں - لیکن در اصل اسي کے کوئي معنے نہیں ھیں !

غرضکہ بجاے ۵ - کے ۶ - جنوري کو ساڑھے گیارہ بجے مولانا پریسیڈنسي کورٹ میں لاے گئے اور اسي پیشي سے کارروائي شروع ھوئي - مولانا جیل کي بند موٹرلاري میں لاے گئے تھے - مسلم فوجي پولیس کا کپتان محافظ تھا -

تیســـري پیشـــي

(٦ - جنوري کي کارروائي)

٦ - تاریخ کو ساڑھے بارہ بجے مولانا کا مقدمہ مسٹر سوینہو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي عدالت میں پیش ہوا -

کارروائي شروع ہونیسے پیشتر هي عدالت کا کمرہ مشتاقان زیارت سے پر ہوچکا تھا ' جس میں ہر قوم کے اشخاص مسلمان ' ہندو ' مار واڑي وغیرہ موجود تھے -

احاطہ عدالت اور سڑک پر بھي ایک جم غفیر موجود تھا ' اور لوگ جوق جوق چلے آرہے تھے -

جسوقت مولانا کٹھرے میں لاے گئے ' تمام حاضرین مع وکلاء تعظیم کیلیے سر و قد کھڑے ہوگئے -

مولانا نے سب کے سلام کا جواب نہایت هي خندہ پیشاني کے ساتھہ دیا - اسکے بعد مولانا کٹھرے میں اس انداز سے کھڑے ہوے کہ آپ کا ایک ہاتھہ کٹھرے پر تھا ' اور ہتیلي پر سر تھا - چہرہ پر ایک خفیف سي مسکراہٹ تھي - اور نہایت هي بے پروائي کے ساتھہ اپنے اِرد گرد کا تماشہ دیکھہ رہے تھے -

کارروائي شروع کرتے ہوے راے بہادر تارک ناتھہ سادھو سرکاري وکیل نے بیان کیا :

" مولانا ابو الکلام آزاد کے خلاف دو مقدمے ہیں - ایک دفعہ ۱۷ - ۲ ترمیم ضابطہ فوجداري کے ماتحت - دوسرا زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند (بغاوت) چونکہ موخر الزکر جرم نہایت هي سنگین ہے ' لہذا میں انکے خلاف قانون ترمیم شدہ ضابطہ فوجداري کے ماتحت کوئی کارروائي کرنا نہیں چاہتا - اور اپنے اس دعوی کو واپس لیتا ہوں ' مولانا اس دفعہ کے ماتحت آزاد ہیں - "

مجسٹریٹ : (مولانا کو مخاطب کرکے) " آپ رہا کردیے گئے " -

کورٹ انسپکٹر نے مجسٹریٹ کو بتایا کہ مولانا انگریزی نہیں سمجھتے -

مولانا — " میں کچھہ نہیں سمجھتا اور مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں "

لیکن مجسٹریٹ نے ایک اُردو مترجم کو بلوایا - بابو بی - سی - چٹرجی کے سپرد یہ خدمت ہوئی - سرکاری وکیل نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوے کہا :

" ملزم کے خلاف موجودہ مقدمہ زیر دفعہ ١٢٤ - الف تعزیرات ہند ہے - یہ انکی اُن دو تقریروںکی بنا پر ہے ' جو انہوں نے پہلی اور ١٥ جولائی سنہ ١٩٢١ کو مرزا پور پارک کلکتہ میں کی تھیں - پہلے جلسہ کا مقصد تین اشخاص : حکیم سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کی گرفتاری کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تھا - اسکے بعد ١٥ - جولائی کو ملزم نے اسی جگہہ ایک دوسری تقریر کی - اسمیں مذکورۂ بالا اشخاص کی سزا یابی پر صداے احتجاج بلند کرتے ہوے موجودہ وقت میں خلافت کے متعلق لوگوں کو اُنکا فرض بتایا - یہ تقریریں اُردو شارٹ ہینڈ میں لی گئیں تھیں - اسکے بعد انہیں صاف کرکے انگریزی ترجمہ کرایا گیا - یہ ترجمہ ابھی آپکے سامنے پیش کیا جائیگا - میں نے خود یہ تقریریں پڑھی ہیں ' اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ تقریریں دفعہ ١٢٤ - کے ماتحت آتی ہیں - لیکن خیر ' یہ تو میری راے ہے "

" میں ان تقریروںکا انگریزی ترجمہ پڑھتا ہوں - فیصلہ یورآنر پر منحصر ہے کہ آیا اس دفعہ کے ماتحت آتی ہیں یا نہیں ؟ مزید براں میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ نے زیر دفعہ ١٩٦ - (تعزیرات ہند) اس مقدمہ کیلیے سینکشن دیدیا ہے ' اور اسکے اثبات کے لیے میں سب سے پہلے مسٹر گولڈی کو پیش کرتا ہوں "

(مسٹر گولڈی)

اسکے بعد مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر اسپیشل برانچ شہادت کیلیے بلاے گئے - سرکاری وکیل نے دریافت کیا " کیا ملزم کو گرفتار کرنیکے لیے تمہیں گورنمنٹ آف بنگال سے کوئی اختیار دیا گیا تھا ؟ "

جواب ـــ " ھاں "

سوال ـــ " کیا انھي تقریرونکے لیے ؟ یہ کن تاریخوں میں کي گئي تھیں ؟ "

جواب ـــ " ھاں - یکم اور ۱۵ - جولائي سنہ ۱۹۲۱ کو " -

سوال ـــ " کیا یھي سینکشن تمھیں ملا تھا ؟ "

جواب ـــ " ھاں "

سوال ـــ " کیا اسیکے ذریعہ سے تمھیں مولانا ابو الکلام آزاد کو گرفتار کرنیکے لیے حکم دیا گیا تھا ؟ "

جواب ـــ " ھاں "

سوال ـــ "کیا اسپر گورنمنٹ آف بنگال کے چیف سکریٹري کا دستخط ثبت ھے ؟ "

جواب ـــ " ھاں - میں انکے دستخط کو پہچانتا ھوں "

سوال ـــ " سینکشن کس تاریخ کو دیا گیا تھا ؟ "

جواب ـــ " ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ کو "

سوال ـــ " کیا سینکشن ملنے کے بعد تم نے چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي خدمت میں کوئي درخواست پیش کي تھي ؟ "

جواب ـــ " ھاں "

سوال ـــ " تو پھر کیا تمھیں کوئي وارنٹ ملا ؟ "

جواب ـــ " ھاں - میں نے پریسیڈنسي جیل میں سرو کیا "

سوال ـــ " عام طور پر جب تمھیں کسي جلسہ کي اطلاع ملتي ھے تو کیا تم کوئي رپورٹر وھاں بھیجتے ھو ؟

جواب ـــ " ھاں "

سوال ـــ " کیا یھي وہ رپورٹ اور اسکي نقل ھے جو تمھیں دکھائي گئي تھي ؟ "

جواب ـــ " ھاں "

(ابو اللیث محمد)

اسکے بعد سرکاري شارٹ ھینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد پیش ھوا - اسنے بیان کیا " میں گورنمنٹ آف بنگال کا شارٹ ھینڈ رپورٹر ھوں - "

یہاں مجسٹریٹ نے مولانا کو مخاطب کرکے کہا : " کیا آپ چاہتے ھیں کہ آپکے لیے گواھي کا ترجمہ کرایا جاے ؟ "

جواب میں مولانا نے فرمایا " مجھے کسي ترجمہ کي ضرورت نہیں - ھاں اگر عدالت کو ضرورت ھو تو وہ خود ایسا کرسکتي ھے - "

مجسٹریٹ — " تو کیا آپ انگریزي سمجھتے ھیں ؟ "

مولانا — " نہیں "

مجسٹریٹ — مترجم سے " بہتر ھے کہ تم ترجمہ کرتے جاؤ "

گواہ نے اپنا بیان جاري رکھتے ھوے کہا :

" میں کلکتہ یونیورسیٹي کا تعلیم یافتہ ھوں - تقریباً ۱۸ - مہینہ تک لکھنؤ کرسچین کالج میں رہچکا ھوں - وھاں میں نے اُردو مختصر نویسي میں ایک آنر سرٹیفکٹ اور سند حاصل کي - "

" ۱۶۰ - حرف في منٹ میري رفتار ھے - میں اُردو سمجھتا ھوں - اُردو مختصر نویسي میں نے لکھنؤ میں سیکھي ھے - "

" یکم جولائي مجھے یاد ھے - اُس روز میں مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں مقرر ھوا تھا - اُردو میں وھاں جو جو تقریریں ھوئیں ' انکے میں نے نوٹ لیے تھے - ملزم نے وھاں اُردو میں تقریر کي تھي - او ر وھي اس جلسہ کے صدر تھے - "

" حتی الامکان میں نے بہتر نوٹ لیے ' اور حسب معمول مسٹر گولڈي کمشنر کے پاس بھیج دیا - مسٹر گولڈي نے اسپر ۲۵ - تاریخ کو دستخط کیا - اسکے بعد میں نے اسی تقریر کي نقل اردو لانگ ھینڈ میں لي - اور مسٹر گولڈي کے سامنے پیش کیا - "

" اسپر مسٹر گولڈي کا ۱۴ - دسمبر سنہ ۲۱ - کا دستخط موجود ھے - "

(بابو باما چرن چٹرجي)

اسکے بعد باما چرن چٹرجي سرکاري مترجم پیش ھوا - اسنے بیان کیا " وہ اردو اور ھندي کا مترجم ھے ' اور الہ آباد یونیورسٹي کا تعلیم یافتہ ھے "

سرکاري وکيل ـــ " پہلي جولائي کي اردو تقرير کو ذرا ديکھو ؟ "

گواہ ـــ " ميں نے هي اسکا ترجمہ کيا تھا - اسپر ميرا دستخط موجود ہے - ميں نے حتي الامکان اسکا بہتر ترجمہ کيا - "

سرکاري وکيل ـــ " دوسري تقرير کو ديکھو جو ۱۵ جولائي کي ہے - "

گواہ ـــ " ميں نے اسکا بھي صحيح ترجمہ کيا ہے - "

(انسپکٹر محمد اسمعيل)

اسکے بعد محمد اسمعيل انسپکٹر اسپيشل برانچ بلوايا گيا - اسنے بيان کيا :

" ميں مرزا پور پارک ميں متعين کيا گيا تھا - وهاں ميں نے ملزم کو ديکھا - انہوں نے وهاں ايک تقرير کي تھي - ميں نے اردو لانگ هينڈ ميں پہلي جولائي کي تقرير کا نوٹ ليا تھا - ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - اور اسي حيثيت سے تقرير کی تھي - "

سرکاري وکيل ـــ " جلسہ کس غرض سے هوا تھا ؟ "

گواہ ـــ " مبلغين خلافت : حکيم سعيد الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھيا پرشاد کي گرفتاري کے متعلق - "

" جلسہ ميں تقريباً ۱۲ - هزار آدميونکا مجمع تھا - هر قسم کے لوگ جلسہ ميں موجود تھے ' ليکن ۵۰ - في صدي مسلمان تھے - ميں نے صحيح نوٹ ليے تھے - انسپکٹر کے - ايس گھوسال اور دوسرے افسر ميرے همراہ تھے - اور يہ (مولانا ابوالکلام آزاد) صدر جلسہ کي اردو تقرير کا نوٹ ہے - اسکے بعد بابو پنچکوري بنرجي نے تقرير کي تھي - "

" بابو پنچکوري بنرجي کي تقرير صدر جلسہ کي تقرير کے ساتھہ شامل ہے - "

" ۱۵ - جولائي کو بھي ميں مرزا پور پارک ميں متعين کيا گيا تھا - ميں وهاں گيا تھا - ميں نے وهانکي تقريروں کے نوٹ ليے - انسپکٹر مکرجي اور مسٹر کر بھي ميرے همراہ تھے - مولوي نجم الدين اور ملزم نے اس جلسہ ميں تقرير کي تھي - ميں نے ان تقريرونکا نوٹ لانگ هينڈ ميں ليا - ميں نے تقرير کے صرف انھي حصونکا صحيح نوٹ ليا جنھيں ميں نے ضروري سمجھا تھا - "

" ميں کلکتہ يونيورسٹي کا تعليم يافتہ اور بي - ايس - سي - هوں - ميں اردو سمجھتا هوں - تقريباً ۱۰ - اور ۱۲ - هزار کے درميان جلسہ ميں لوگونکا مجمع تھا - "

یہاں سرکاري وکیل نے گواہ سے کہا " نوٹ دیکھکر ذرا اپنے حافظہ کو درست کرو " گواہ نے نوٹ دیکھکر بتایا " ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - اور ہم نے ایک مشترکہ نوٹ داخل کیا تھا "

(پولیس انسپکٹر کے - ایس - گھوسال)

اسکے بعد کے - ایس - گھوسال انسپکٹر اسپیشل برانچ کی شہادت لیگئي - اسنے بیان کیا :

" میں کلکتہ یونیورسٹی کا گریجوئٹ ہوں - یکم جولائی سنہ ۱۹۲۱ کو مرزا پور اسکوئر کے جلسہ میں میں گیا تھا - ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - میں نے تقریروں کے نوٹ لانگ ہینڈ میں لیے تھے - میں تقریر کے صرف انہی حصوں کا نوٹ لیا کرتا ہوں جنہیں میں ضروري سمجھتا ہوں - میں نے انکے صحیح نوٹ لیے تھے (نوٹ پیش کرتے ہوے) یہ پہلي جولائی کي متفقہ ریپورٹ ہے - اسمیں صدر (ملزم) کي تقریر بھي شامل ہے - یہ نوٹ مسٹر گولڈي کي خدمت میں پیش کردیے گئے تھے - جنپر انہوں نے اپنا دستخط کردیا تھا - "

سرکاري وکیل - " جلسہ کس غرض سے ہوا تھا ؟ "

جواب — " سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنیکي غرض سے - تقریباً ۱۲ - ہزار آدمیوں کا مجمع تھا - ہر قسم کے لوگ اسمیں شریک تھے - لیکن نصف کے قریب ہندوستانی مسلمان تھے - بقیہ نصف ہندوستاني ہندو اور بنگالي تھے "

(انسپکٹر بي - بي - مکرجي)

اسکے بعد بي - بي مکر جي انسپکٹر سي - آئي - ڈي پیش ہوا - اسنے بیان کیا :

" مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں نوٹ لینے کیلیے میں مقرر ہوا تھا - میں نے نوٹ لیے اور ۱۵ - جولائي سنہ ۱۹۱۲ - کو ڈپٹي کمشنر کي خدمت میں پیش کردیا - "

" ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - انہوں نے وہاں ایک تقریر کی تھی - میں نے اُسکے صحیح نوٹ لیے تھے - یہ نوٹ اُسی روز شام کو مسٹر گولڈی کے سامنے پیش کردیے گئے - اسپر انکا دستخط موجود ہے - محمد اسمعیل اور میں ' دونوں نے ایک مشترکہ نوٹ داخل کیا تھا - ملزم نے اُردو میں تقریر کی تھی - میں کچھہ کچھہ اس زبان کو سمجھتا ہوں - "

" یہ جلسہ تین مبلغین خلافت: حکیم سعید الرحمن '، جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کی گرفتاری کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنے اور لوگوں کو جیل جانے کی ترغیب دینے اور شوق دلانے کی غرض سے ہوا تھا "

تقریباً ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - مسلمان ' ہندو ' اور ہوڑا اور للوا کے ملوں کے بہت سے مزدور اسمیں شریک تھے - تقریبا ۵۰ - والنٹیر بیج لگاے ہوے تھے جسپر یہ لکھا تھا " جیل جانے کیلیے طیار ہیں "

(مسٹر گولڈی دو بارہ)

مسٹر گولڈی پھر بلواے گئے - انہوں نے رپورٹ اور نوٹ پر جو وہاں پیش کیے گئے تھے ' اپنے دستخط ہونیکی تصدیق کی -

اسکے بعد سرکاری وکیل نے پہلی جولائی کی تقریر کا انگریزی ترجمہ پڑھکر سنایا - اور کہا " ۱۵ - جولائی کو بھی اسی قسم کی تقریر ہوئی تھی "

پھر اسنے چارج مجسٹریٹ کے حوالہ کردیا - اسکے بعد لنچ کیلیے کارروائی ملتوی کی گئی -

(لنچ بعد کی کارروائی)

۳ بجکر ۲۰ - منٹ پر مجسٹریٹ عدالت میں داخل ہوا - مولانا کو بلوایا گیا - جسوقت مولانا صحن سے ہوکر عدالت کے کمرہ میں لاے جارہے تھے ' تو باہر کے عظیم الشان مجمع نے جو سڑک پر کھڑا تھا - مولانا کی ایک ذرا سی جھلک دیکھہ پائی ' اور اللہ اکبر کی گونج سے در و دیوار ہل نے لگے -

جب مولانا کمرہ میں داخل ہوے تو تمام حاضرین سروقد اُٹھہ کھڑے ہوے ' بھی اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا اگرچہ خود مولانا ہاتھہ کے اشارے

سے روکتے رہے - مجسٹریٹ نے گھبرا کر فوراً سرجنٹ کو کمرہ خالي کرا دینے کا حکم دیا
جسپر فوراً عمل کیا گیا - صرف چند آدمي جو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اندر رہگئے -

شارٹ ہینڈ اُردو رپورٹر نے ان دونوں تقریروں کو جنکي بنا پر دعوی کیا گیا ہے ' پڑھکر سنایا -

اسکے بعد ۱۲۴ - الف کے ماتحت فرد قرارداد جرم لگا دي گئي -

مجسٹریٹ ـــ مولانا سے - " کیا آپ کچھہ کہنا چاہتے ہیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں "

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپ کوئي گواہ پیش کرنا چاہتے ہیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں - اگر میں نے ضرورت دیکھي تو آخر میں اپنا تحریري بیان پیش کردونگا " -

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپکو کاغذ کي ضرورت ہے ؟ "

مولانا ـــ " نہیں "

مجسٹریٹ ـــ کیا آپکو اور کسي چیز کي ضرورت ہے ؟ "

مولانا ـــ میں اپني تقریروں کي نقل چاہتا ہوں ۰ (جو انہیں دے دي گئي)

یہاں سرکاري وکیل نے مجسٹریٹ سے درخواست کي کہ عرضي دعوی کي بھي ایک نقل ملزم کو دے دي جاے -

اسکے بعد مقدمہ ۱۱ - جنوري تک کیلیے ملتوي کردیا گیا ' مقدمہ کے تمام دوران میں عدالت کے احاطہ اور سڑک پر عظیم الشان مظاہرہ جاري تھا - قومي نعروں کي آوازیں برابر بلند ہو رہي تھیں - جونہي مولانا جیل کي گاڑي میں سوار ہونے لگے ! ابو الکلام آزاد کي جے ' بندے ماترم ' مہاتما گاندھي کي جے ' ہندو مسلمانوں کي جے ' اور اللہ اکبر کے پر شکوہ نعروں سے تمام فضا گونج اُٹھي !

لوگوں کي اسقدر کثرت تھي کہ کچھہ عرصہ تک گاڑیوں کي آمد و رفت بھي رک گئي تھي -

نقـــل اِستغـــاثـــه

بعدالت چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کلکته

براے گرفتــاري زیر دفعه ۱۲۴ - الف تعــزیرات هنـــد

جے - اے - ایم - گولڈي - ڈپٹي کمشنر آف پولیس - اسپیشل برانچ کالکته - مدعي

مــولانا ابــوالکـــلام آزاد - مدعا علیه

مذکورۂ بالا مدعی کا بیان حسب ذیل هے :

(۱) یکم جولائي سنه ۱۹۲۱ کو مدعا علیه نے مرزا پور پارک میں نان کواپریشن اور بائیکاٹ کے مضمون پر اُردو میں ایک تقریر کي تهي -

ایک اُردو مختصر نویس نے انکي پوري تقریر کے نوٹ اُردو میں لیے - مذکورۂ بالا نوٹ کے نقل کي ایک اردو کاپي جسپر انگریزي حرف " اے " کا نشان بنا هے ' منسلک درخواست هذا هے - مذکورۂ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمه بهي شامل هے ' جسے گورنمنت آف بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا هے - اُس پر انگریزي حرف " بي " کا نشان هے -

(۲) پهر ۱۵ - جولائي سنـــه ۱۹۲۱ کو ملزم مذکور نے اردو میں ایک دوسري تقریر اُسي جگهه اور اُسي مضمون پر کي - اور ایک اردو رپورٹر نے انکي پوري تقریر کا اردو شارٹ هینڈ میں نوٹ لیا - اُس نوٹ کي ایک نقل جسپر حرف " سي " کا نشان هے ' منسلک هے - اور دوسرا کاغذ جسپر حرف " ڈي " کا نشان هے ' مذکورۂ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمه هے ' جسے گورنمنت بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا هے -

(۳) دونوں موقعوں پر اسپیشل برانچ کے تین اور افسروں نے بھي لانگ هینڈ میں نوٹ لیے تھے - اور وہ اُس شارٹ هینڈ رپورٹ کي تصدیق کرتے هیں -

(۴) تقریروں کے دیکھنے سے اندازہ هوسکتا ھے کہ مقرر نے اپني ان تقریروں سے گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں حقارت و نفرت پھیلانے کي کوشش کي - اور اسطرح ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جسکي وجہ سے ۱۲۴ - الف تعزیرات هند کے ماتحت سزا کا مستوجب قرار پاسکتا ھے -

(۵) گورنر ان کونسل نے مدعي کو یہ حکم اور اختیار دیا ھے کہ وہ مولانا ابو الکلام آزاد کو مذکورۂ بالا جرم کي بنا پر زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات هند گرفتار کرے ' اور انکے خلاف چارہ جوئي کرے - سینکشن کي اصل کاپي منسلک ھے ' اور اسپر حرف " اِي " کا نشان ھے - لهذا مدعي یہ درخواست کرتا ھے کہ ملزم کے خلاف حکم نامہ جاري کیا جاے کہ وہ مذکورۂ بالا الزامات کي جوابدهي کرے ' اور اسکے حاضر هونے پر مقدمہ چلایا جاٴے ' نیز قانون کے مطابق کارروائي عمل میں لائي جاے -

چوتھي پیشي

(۱۱ - جنوري)

۱۱ تاریخ کو مسٹر سوینهو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي عدالت میں چوتھي پیشي هوئي - حسب معمول کمرہ اور احاطۂ عدالت لوگوں سے پرتھا - لیکن قبل اسکے کہ کارروائي شروع هو' سارجنٹ نے کمرہ لوگوں سے خالي کرالیا - حتی کہ ان لوگوں کو بھي رهنے نہ دیا جو کرسیوں پر بیٹھے هوے تھے -

اسکے بعد مولانا لاٴے گئے - جونهي انهوں نے کٹهرے میں قدم رکھا ' تمام وکلاء جو وهاں موجود تھے ' تعظیم کیلیے اٹھہ کھڑے هوے -

مجسٹریٹ نے مولانا سے دریافت کیا :

" کیا آپ کوئي بیان دینا چاهتے هیں ؟ "

مولانا - " هاں "

" اگر عدالت کو کوئی اعتراض نہ ہو، تو میں ایک تحریری بیان پیش کرونگا - "

مجسٹریٹ — " کیا وہ آپکے ساتھہ ہے ؟ "

مولانا — " هاں - یہ اُردو میں ہے - لیکن میں چاہتا ہوں، اسکا انگریزی ترجمہ عدالت میں داخل کروں "

مجسٹریٹ — " تو کیا آپ خود اسکا ترجمہ کرالینگے ؟ "

مولانا — " هاں اگر عدالت کو اسمیں کوئی اعتراض نہ ہو "

مجسٹریٹ — " کیا آپ کو اور کسی چیز کی ضرورت ہے ؟ "

مولانا — اگر کوئی حرج نہ ہو تو میں اپنی اس تقریر کا جسے مغویانہ بتایا گیا ہے انگریزی ترجمہ دیکھنا چاہتا ہوں "

مجسٹریٹ — " کیا بیان کیلیے اسکی ضرورت ہے ؟ "

مولانا — " - میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں "

مجسٹریٹ نے عدالت سے دریافت کیا کہ انگریزی ترجمہ ملزم کو پہلے ہی کیوں نہ دیا گیا ؟ اب انہیں فوراً دیدیا جاے - سرکاری وکیل نے ایک پولیس افسر سے کہا - اسنے بیان کیا کہ اسوقت وہ وہاں موجود نہیں ہے - جیل میں بھیجدیا جایگا -

اسکے بعد مقدمہ ۱۷ - جنوری سنہ ۱۹۲۲ تک کیلیے ملتوی کردیا گیا -

سابق کی طرح آج بھی ایک بہت بڑا مجمع سڑک پر موجود تھا، اور برابر قومی نعرے لگا رہا تھا -

---

پانچــویں پیشــی

(۱۷ - جنوری)

۱۷ - جنوری کو مولانا کے مقدمہ کی سماعت پریسیڈنسی سول جیل میں ہوئی - حسب معمول ہزاروں آدمی وقت مقررہ پر پریسیڈنسی کورٹ پہنچ گئے تھے - لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ مقدمہ کورٹ کے بجاے جیل میں ہوگا،

تو اپنے اپنے گھروں کو مایوس واپس گئے - پھر بھي ایک معقول تعداد هندو مسلمانوں کي فوراً ٹکسیوں پر سوارھوکر جیل پہنچ گئي - مگر وهاں انہیں احاطہ جیل کے اندر جانیکي اجازت نہ دي گئي - بعد کو معلوم هوا کہ مولانا کے اعزاء اور اخبارات کے نمایندونکو بھي اندر جانے کي اجازت نہیں ملیگي - عدالت کے اندر صرف مسٹر گرلڈي ڈپٹي کمشنر اسپیشل برانچ اور چند سي - آئي - ڈي - پولیس افسر موجود تھے - ۱۲ بجے مسٹر سوینھو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ بمعیت راے بہادر تارک ناتھہ سادھو سرکاري وکیل آئے -

اخبارات کے نمائندوں نے اندر جانے کي پھر کوشش کي لیکن عدالت کے پیشکار نے کہا - حکام جیل سے اسکي درخواست کرني چاهیئے - وهي اسکي اجازت دیسکتے هیں - چنانچہ اسکي تعمیل میں جیلر سے کہا گیا - اُسنے کہا - وہ کمرہ اب عدالت کو دیدیا گیا ھے - انکا اسمیں کوئي اختیار باقي نہیں - چنانچہ مجسٹریٹ کو اسکي اطلاع دي گئي - لیکن جواب ملا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے پاس درخواست دي جاے - سپرنٹنڈنٹ اسوقت موجود نہ تھا ' اسلیے ملاقات نہ هوسکي - لیکن بعد کو سپرنٹنڈنٹ نے مولانا سے کہا کہ نہ تو اسکے طرف سے کوئي روک تھي ' اور نہ وہ روکنے کا مجاز تھا - اسکا اختیار تو صرف مجسٹریٹ کو ھے -

ٹھیک پونے ۱۲ - بجے جیلر کے همراہ مولانا آئے - مولانا نے کمرۂ عدالت کے اندر قدم رکھتے هي دریافت کیا " یہ کارروائي پبلک ھے یا پرائیوٹ ؟

مجسٹریٹ — " پرائیوٹ ؟ "

مجسٹریٹ — " آپ تشریف رکھیں "

مولانا — " کیا آپنے یہ مجھسے کہا ھے ؟ غالباً آپکو یاد نہیں رہا کہ پہلے بھي میں دو مرتبہ آپکے سامنے پیش هوچکا هوں "

مجسٹریٹ — " مجھے یاد ھے "

مولانا — " گذشتہ موقعوں پر جب میں دو تین گھنٹے تک مسلسل کھڑا رهسکا - تو آج بھي کھڑے رهنے میں مجھے کوئي تکلیف نہیں هوسکتي "

مجسٹریٹ — " افسوس ھے کہ مجھے ان موقعوں پر یاد نہ رہا '

مولانا — " (آپکے اس اعتراف کا) شکریہ "

مجسٹریٹ — " کیا آپ اپنا بیان لاے ھیں ؟ "

مولانا نے اپنا اُردو بیان پیش کردیا اور کہا کہ انکے سکریٹری کي عدم موجودگي کہ وجہ سے انگریزي ترجمہ مکمل نہ ھوسکا -

مجسٹریٹ — " تو کیا آپ اسکے ترجمہ کیلیے اور مہلت چاھتے ھیں ؟ "

مولانا — " نہیں - میں نہیں چاھتا کہ محض ترجمہ کیلیے مقدمہ میں تاخیر ھو - "

مجسٹریٹ — " لیکن اگر اسکا انگریزي ترجمہ ھو جاتا تو عدالت کیلیے اسمیں بڑي آسانی ھوتي "

اسکے بعد مقدمہ ۱۹ - تاریخ تک کیلیے ملتوي کردیا گیا - لیکن بعد کو خود بخود ۱۹ - کے بجاے ۲۴ - تاریخ کردي گئي -

چھٹي پیشي

—•••(**)•••—

(۲۴ - جنوري)

۲۴ - جنوري کو مولانا کا مقدمہ سول جیل میں چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کے سامنے پیش ھوا - آج خلاف معمول پبلک کي ایک معقول تعداد کو اندر جانیکي اجازت ملگئي تھي -

ایک بجے کے قریب مولانا تشریف لاے' اور صرف یہ کارروائي ھوئي کہ مولانا کا بیان عدالت نے لے لیا اور ۳۱ - جنوري آئندہ پیشي کیلیے قرار پائي -

ساتویں پیشي

—•••[:*:]•••—

(۳۱ - جنوري)

مولانا کي طبیعت کئي دن سے سخت علیل تھي - جگر کا فعل ناقص ھوجانے کي وجہ سے اسہال کي شکایت لاحق ھوگئي - ۳۱ - کو ایک مرتبہ استفراغ

بهي هوا - جيل کے ڈاکٹر نے کہا - ايسي حالت ميں انکا عدالت ميں جانا نہايت مضر هوگا - سپرنٹنڈنٹ طيار ھے کہ عدالت کو اطلاع ديکر پيشي ملتوي کرادي جاے - ليکن مولانا نے پسند نہيں کيا نہ اُنکي وجہ سے کارروائي ميں کسي طرح کا التوا يا تاخير هو - انہوں نے کہا - جب کارروائي جيل هي کے احاطہ ميں هوتي ھے تو تهوڑي دير کيليے چند قدم چلا جانا کچهہ دشوار نہ هوگا - جيل سے کوئي اطلاع عدالت کو نہ دي جاے -

ليکن تهوڑي دير کے بعد سپرنٹنڈنٹ جيل مسٹر سوينهو پريسيڈنسي مجسٹريٹ کي چٹهي ليکر آے جو ۳۰ - کي لکهي هوئي تهي اور اس ميں لکها تها کہ مولانا کا مقدمہ ۹ - فروري پر ملتوي کرديا گيا -

۵ - جنوري کي کارروائي کے مقابلے ميں يہ کارروائي غنيمت تهي - کم از کم اطلاع تو ديدي گئي - مگر سوال يہ ھے کہ کيا اس طرح کي چٹهي مجسٹريٹ کي موجودگي اور ملزم کي حاضري کے قائم مقام هوسکتي ھے ؟ اگر جواب اثبات ميں هو تو يہ گويا قوانين مسلمۂ عدالت ميں ايک نئے قاعدہ کا اضافہ هوگا - هم اسے " ترميم " بهي کہہ سکتے تهے ' مگر جہانتک معلوم ھے ' سنہ ۱۹۰۸ ميں صرف ضابطۂ فوجداري هي کي " ترميم " هوئي تهي ' ضابطۂ عدالت کي نہيں هوئي تهي !

اب هم پہلے مولانا کا بيان درج کرتے هيں - اُسکے بعد آخري پيشي کي روئداد اور عدالت کا فيصلہ نقل کرينگے - بيان آئندہ صفحہ سے شروع هوتا ھے !

مولانا ابوالکلام کا تحریری بیان

—*:):[:*:]:(:*—

الحمد للہ وحدہ

—*::*::*—

(عارضی وقفہ)

میرا ارادہ نہ تھا کہ کوئی تقریری یا تحریری بیان یہاں پیش کروں - یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے لیے نہ تو کسی طرح کی اُمید ہے ' نہ طلب ہے ' نہ شکایت ہے - یہ ایک موڑ ہے جس سے گذرے بغیر ہم منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے ' اسلیے تھوڑی دیر کیلیے اپنی مرضی کے خلاف یہاں دم لے لینا پڑتا ہے - یہ نہ ہوتی تو ہم سیدھے جیل چلے جاتے -

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دو سال کے اندر میں نے ہمیشہ اسکی مخالفت کی کہ کوئی نان کوا پریٹر کسی طرح کا بھی حصہ عدالت کی کارروائی میں لے - آل اِنڈیا کانگرس کمیٹی ' سنٹرل خلافت کمیٹی ' اور جمعیۃ العلماء ھند نے اگرچہ اسکی اجازت دیدی ہے کہ پبلک کی واقفیت کیلیے تحریری بیان دیا جاسکتا ہے' لیکن ذاتی طور پر میں لوگوں کو یہی مشورہ دیتا رہا کہ خاموشی کو ترجیح ہے - میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اسلیئے بیان دیتا ہے کہ مجرم نہیں ' اگرچہ اسکا مقصد پبلک کی واقفیت ہو' تاہم وہ اشتباہ سے محفوظ نہیں ہے - ہوسکتا ہے کہ اپنے بچاؤ کی ایک ہلکی سی خواہش اور سماعت حق کی ایک کمزور سی توقع اسکے اندر کام کر رہی ہو - حالانکہ نان کو اپریشن کی راہ بالکل قطعی اور یک سو ہے - وہ اس بارے میں اِشتباہ بھی گوارا نہیں کرسکتی -

(کامل مایوسی ' اسلیے کامل تبدیلی کا عزم)

" نان کو اپریشن " موجودہ حالت سے کامل مایوسی کا نتیجہ ہے' اور اسی مایوسی سے کامل تبدیلی کا عزم پیدا ہوا ہے - ایک شخص جب گورنمنٹ سے

نان کو اپریشن کرتا ھے' تو گویا اعلان کرتا ھے کہ وہ گورنمنٹ کے انصاف اور حق پسندي سے مایوس ھوچکا - وہ اسکي غیر منصف طاقت کے جواز سے منکر ھے ' اور اسی لیے تبدیلي کا خواھشمند ھے - پس جس چیز سے وہ اس درجہ مایوس ھوچکا کہ تبدیلي کے سوا کوئي چارہ نہیں دیکھتا ' اس سے کیونکر اُمید کرسکتا ھے کہ ایک منصف اور قابل بقا طاقت کیطرح اسکے ساتھہ انصاف کریگي ؟

اس اصولی حقیقت سے اگر قطع نظر کرلیا جاے ' جب بھي موجودہ حالت میں بریت کي امید رکھنا ایک بے سود زحمت سے زیادہ نہیں ھے - یہ گویا اپني معلومات سے انکار ھوگا - گورنمنٹ کے سوا کوئي ذي حواس اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ بحالت موجودہ سرکاري عدالتوں سے انصاف کي کوئي امید نہیں ھے - اسلیے نہیں کہ وہ ایسے اشخاص سے مرکب ھیں جو انصاف کرنا پسند نہیں کرتے - بلکہ اسلیے کہ ایسے نظام (سسٹم) پر مبني ھیں جنمیں رھکر کوئي مجسٹریٹ ان ملزموں کے ساتھہ انصاف نہیں کرسکتا ' جنکے ساتھہ خود گورنمنٹ انصاف کرنا پسند نہ کرتي ھو -

میں یہاں ~~واضع~~ واضح کردینا چاھتا ھوں کہ " نان کو اپریشن " کا خطاب صرف گورنمنٹ ' گورنمنٹ کے سسٹم ' اور موجودہ حکومتي اور قومی اُصولوں سے ھے - افراد و اشخاص سے نہیں ھے -

(عدالت گاہ نا انصافي کا قدیم ترین ذریعہ ھے)

ھمارے اس دور کے تمام حالات کیطرح یہ حالت بھی نئی نہیں ھے - تاریخ شاھد ھے کہ جب کبھی حکمراں طاقتوں نے آزادي اور حق کے مقابلہ میں ھتیار اُٹھاے ھیں' تو عدالت گاھوں نے سب سے زیادہ آسان اور بے خطا ھتیار کا کام دیا ھے - عدالت کا اختیار ایک طاقت ھے ' اور وہ انصاف اور نا انصافي' دونوں کے لیے استعمال کی جاسکتی ھے - منصف گورنمنٹ کے ھاتھہ میں وہ عدل و حق کا سب سے بہتر ذریعہ ھے لیکن جابر اور مستبد حکومتوں کیلیے اس سے بڑھکر انتقام اور نا انصافی کا کوئی آلہ بھی نہیں -

تاریخ عالم کی سب سے بڑی نا انصافیاں میدان جنگ کے بعد عدالت کے ایوانوں ھی میں ھوئی ھیں - دنیا کے مقدس بانیان مذھب سے لیکر سائنس کے محققین اور مکتشفین تک ' کوئی پاک اور حق پسند جماعت نہیں ھے جو مجرموں کی طرح عدالت کے سامنے کھڑی نہ کی گئی ھو - بلا شبہ زمانے کے انقلاب سے عہد قدیم کی بہت سی برائیاں مٹ گئیں - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اب دنیا میں دوسری صدی عیسوی کی خوفناک رومی عدالتیں' اور راز منۂ متوسطہ (مڈل ایجز) کی پراسرار " انکویزیشن " وجود نہیں رکھتی ' لیکن میں یہ ماننے کیلیے طیار نہیں کہ جو جذبات ان عدالتوں میں کام کرتے تھے' ان سے بھی ھمارے زمانے کو نجات ملگئی ھے - وہ عمارتیں ضرور گرادی گئیں جنکے اندر خوفناک اسرار بند تھے ' لیکن ان دلوں کو کون بدل سکتا ھے جو انسانی خود غرضی اور نا انصافی کے خوفناک رازوں کا دفینہ ھیں ؟

(ایک عجیب مگر عظیم الشان جگہ)

عدالت کی نا انصافیوں کی فہرست بڑی ھی طولانی ھے - تاریخ آج تک اسکے ماتم سے فارغ نہ ھوسکی - ھم اسمیں حضرت مسیح جیسے پاک انسان کو دیکھتے ھیں جو اپنے عہد کی اجنبی عدالت کے سامنے چوروں کے ساتھہ کھڑے کیے گئے - ھم کو اسمیں سقراط نظر آتا ھے' جسکو صرف اسلیے زھر کا پیالہ پینا پڑا کہ وہ اپنے ملک کا سب سے زیادہ سچا انسان تھا - ھم کو اسمیں فلورنس کے فدا کار حقیقت گلیلیو کا نام بھی ملتا ھے ' جو اپنی معلومات و مشاھدات کو اسلیے جھٹلا نہ سکا کہ وقت کی عدالت کے نزدیک انکا اظہار جرم تھا - میں نے حضرت مسیح کو انسان کہا ' کیونکہ میرے اعتقاد میں وہ ایک مقدس انسان تھے جو نیکی اور محبت کا آسمانی پیام لیکر آئے تھے - لیکن کروڑوں انسانوں کے اعتقاد میں تو وہ اس سے بھی بڑھکر ھیں ؟ تاھم یہ مجرموں کا کٹہرا کیسی عجیب مگر عظیم الشان جگہ ھے' جہاں سب سے اچھے اور سب سے برے' دونوں طرح کے آدمی کھڑے کیے جاتے ھیں ؟ اتنی بڑی ھستی کیلیے بھی یہ ناموزوں جگہ نہیں !

(حمد و شکر !)

اس جگهه کي عظیم الشان اور عمیق تاریخ پر جب میں غور کرتا هوں ' اور دیکهتا هوں که اسي جگهه کهڑے هونیکي عزت آج میرے حصه میں آئي هے ' تو بے اختیار میري روح خدا کے حمد و شکر میں ڈوب جاتي هے ' اور صرف وهي جان سکتا هے که میرے دل کے سرور و نشاط کا کیا عالم هوتا هے ؟ میں مجرموں کے اس کٹهرے میں محسوس کرتا هوں که بادشاهوں کیلیے قابل رشک هوں - انکو اپني خوابگاه عیش میں وه خوشي اور راحت کہاں نصیب جس سے میرے دل کا ایک ایک ریشه معمور هو رها هے ؟ کاش غافل اور نفس پرست انسان اسکي ایک جهلک هي دیکهه پاے ! اگر ایسا هوتا تو میں سچ کہتا هوں که لوگ اس جگهه کیلیے دعائیں مانگتے !

(میں بیان کیوں دیتا هوں ؟)

بهر حال میرا اراده نه تها که بیان دوں - لیکن ۹ - جنوري کو جب میرا مقدمه پیش هوا ' تو میں نے دیکها - گورنمنٹ مجهے سزا دلانے کے معاملے میں نهایت عاجز اور پریشان هو رهي هے ' حالانکه میں ایسا شخص هوں جسکو اسکي خواهش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیاده سزا ملني چاهیے -

پہلے میرے خلاف دفعه ۱۷ - ۲ ترمیم ضابطهٔ فوجداري کا دعوی کیا گیا تها - لیکن جب اسکا ویسا ثبوت بهي بهم نه هوسکا ' جیسا آجکل اثبات جرم کیلیے کافي تصور کیا جاتا هے ' تو مجبوراً واپس لے لیگئي - اب ۱۲۴ - الف کا مقدمه چلایا گیا هے - لیکن بد قسمتي سے یه بهي مقصد براري کیلیے کافي نهیں - کیونکه جو تقریریں ثبوت میں پیش کي گئي هیں ' وه اُن بهت سي باتوں سے بالکل خالي هیں جو اپني بے شمار تقریروں اور تحریروں میں همیشه کہتا رها هوں اور جو شاید گورنمنٹ کیلیے زیاده کار آمد هوتیں -

یه دیکهکر میري راے بدل گئي - میں نے محسوس کیا که جو سبب بیان نه دینے کا تها ' وهي اب متقاضي هے که خاموش نه رهوں - اور جس بات کو گورنمنٹ

باوجود جاننے کے دکھلا نہیں سکتي ' اسے خود کامل اقرار کے ساتھہ اپنے قلم سے لکھدوں - میں جانتا ھوں کہ قانون عدالت کي رو سے یہ میرے فرائض میں داخل نہیں ھے - میري جانب سے پراسکیوشن کیلیے یہي بہت بڑي مدد ھے کہ میں نے ڈیفنس نہیں کیا - لیکن حقیقت کا قانون عدالتي قواعد کي حیلہ جوئیوں کا پابند نہیں ھے - یقیناً یہ سچائي کے خلاف ھوگا کہ ایک بات صرف اسلیے پوشیدہ رہنے دي جاے کہ مخالف اپني عاجزي کیوجہ سے ثابت نہ کرسکا -

(اقــرار " جــرم ")

(۱) ھندوستان کي موجودہ بیورو کریسي ایک ویسا ھي حاکمانہ اقتدار ھے جیسا اقتدار ملک و قوم کي کمزوري کي وجہ سے ھمیشہ طاقتور انسان حاصل کرتے رھے ھیں - قدرتي طور پر یہ اقتدار قومي بیداري کے نشو و نما اور آزادي و انصاف کي جد و جہد کو مبغوض رکھتا ھے - کیونکہ اِسکا لازمي نتیجہ اُسکي غیر منصفانہ طاقت کا زوال ھے ' اور کوئي وجود اپنا زوال پسند نہیں کرسکتا اگرچہ از روے انصاف کتنا ھي ضروري ھو - یہ گویا تنازع للبقاء (Struggle for Existance) کي ایک جنگ ھوتي ھے جسمیں دونوں فریق اپنے اپنے فوائد کیلیے جد و جہد کرتے ھیں - قومي بیداري چاھتي ھے کہ اپنا حق حاصل کرے - قابض طاقت چاھتي ھے کہ اپني جگہہ سے نہ ھٹے - کہا جاسکتا ھے کہ پہلے فریق کیطرح آخر الذکر بھي قابل ملامت نہیں - کیونکہ وہ بھی اپنے بچاؤ کے لیے ھاتھہ پاؤں مارتا ھے - یہ دوسري بات ھے کہ اسکا وجود انصاف کے خلاف واقع ھوا ھو - ھم طبیعت کي مقتضیات سے تو انکار نہیں کر سکتے ؟ یہ واقعہ ھے کہ دنیا میں نیکي کي طرح برائي بھی زندہ رھنا چاھتي ھے - وہ خود کتني ھی قابل ملامت ھو ' لیکن زندگي کي خواھش تو قابل ملامت نہیں ھے -

ھندوستان میں بھی یہ مقابلہ شروع ھوگیا ھے - اسلیے یہ کوئي غیر معمولي بات نہیں ھے اگر بیورو کریسي کے نزدیک آزادي اور حق طلبي کي جد و جہد جرم ھو' اور وہ اُن لوگوں کو سخت سزاؤں کا مستحق خیال کرے جو انصاف کے نام سے اسکي غیر منصفانہ ھستي کے خلاف جنگ کر رھے ھیں - میں اقرار کرتا ھوں کہ میں نہ صرف

اسکا مجرم هوں ' بلکه ان لوگوں میں هوں جنهوں نے اس جرم کی اپني قوم کے دلوں میں تخم ریزي کي هے ' اور اسکي آبیاري کیلیے اپني پوري زندگي وقف کردي هے - میں مسلمانان هند میں پہلا شخص هوں جس نے سنه ۱۹۱۲ - میں اپني قوم کو اس جرم کي عام دعوت دي ' اور تین سال کے اندر اس غلامانه روش سے انکا رخ پهیر دیا جس میں گورنمنت کے پر پیچ فریب نے مبتلا کر رکها تها - پس اگر گورنمنت مجهے اپنے خیال میں مجرم سمجهتي هے اور اسلیے سزا دلانا چاهتي هے ' تو میں پوري صاف دلي کے ساتهه تسلیم کرتا هوں که یه کوئي خلاف توقع بات نہیں هے جسکے لیے مجهے شکایت هو -

میں جانتا هوں که گورنمنت فرشته کے طرح معصوم هونے کا دعوی رکهتي هے کیونکه اس نے خطاؤں کے اقرار سے همیشه انکار کیا ' لیکن مجهے یه بهي معلوم هے که اس نے مسیح هونے کا کبهي دعوی نہیں کیا - پهر میں کیوں امید کروں که وہ اپنے مخالفوں کو پیار کریگي ؟ وہ تو وهي کریگي جو کررهي هے ' اور جو همیشه استبداد نے آزادي کے مقابله میں کیا هے - پس یه ایک ایسا قدرتي معامله هے جسمیں دونوں فریق کیلیے شکوہ و شکایت کا کوئي موقعه نہیں - دونوں کو اپنا اپنا کام کیے جانا چاهیے -

(گورنمنت بنگال اور میري گرفتاري)

(۲) میں یه بهي ظاهر کردینا چاهتا هوں که میرا معامله جو کچهه تها ' گورنمنت آف انڈیا سے تها - وہ کسي خاص معین الزام کي بنا پر نہیں بلکه موجودہ تحریک کي عام مشغولیت کیوجه سے مجهے گرفتار کرسکتي تهي ' اور جیسا که قاعدہ هے گرفتاري کیلیے کوئي حیله پیدا کرلیتي - چنانچه ملک میں عام طور پر خیال کیا جاتا تها که علي برادر سے مجهے زیادہ مہلت دي گئي مگر اب زیادہ عرصه تک تغافل نہیں کیا جائیگا - لیکن یه واقعه هے که گورنمنت بنگال کے سامنے اس وقت میرا معامله نه تها - نه وہ دفعه ۱۲۴ - الف کا مقدمه چلانا چاهتي تهي - اس دفعه کے ثبوت میں جو تقریریں پیش کي گئي هیں ' وہ نصف سال پہلے کلکته میں کي گئي هیں ' اور گورنمنت نے مقدمه کي اجازت ۲۲ - دسمبر کو دي

ھے- یعني میري گرفتاري سے بارہ دن بعد - اگر فی الواقع ان تقریروں میں سڈیشن تھا ' تو کیوں مجھے چھہ ماہ تک گرفتار نہیں کیا گیا ؟ اور اب گرفتار کیا بھي تو گرفتاري کے بارہ دن بعد ؟ ہر شخص ان دو واقعات سے صاف صاف سمجھہ لے سکتا ھے کہ صورت حال کیا ھے ؟ خصوصاً جب یہ تیسرا واقعہ بھي بڑھا دیا جاے کہ ابتدا میں جو دفعہ ظاھر کي گئي ' وہ ۱۲۴ - نہ تھي - ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداري تھی - پچیس دن کے بعد مجھسے کہا جاتا ھے کہ وہ واپس لے لیگئي ھے !

(گرفتاري کا اصلي باعث)

حقیقت یہ ھے کہ میري گرفتاري میں اس دفعہ کو کوئي دخل نہیں - یہ قطعي ھے کہ مجھے اُنھی حالات کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا جو ۱۷ - نومبر کے بعد رو نما ھوے ھیں ' اگر میں پہلي دسمبر کو کلکتہ نہ آتا ' یا ۱۰ - دسمبر سے پہلے باھر چلا جاتا - جسکي جلسۂ جمعیۃ العلماء بدایون کي وجہ سے توقع تھي ' تو گورنمنٹ بنگال مجھسے کوئي تعرض نہ کرتي -

۱۷ - نومبر کے بعد دنیا کي تمام چیزوں میں سے جو چاھي جاسکتي ھیں ' وہ صرف یہ چاھتي تھي کہ ۲۴ - نومبر کو جب پرنس کلکتہ پہنچیں تو ھڑتال نہو ' اور جو جابرانہ بے وقوفي ترمیم ضابطہ فوجداري سنہ ۱۹۰۸ کے نفاذ میں ھوگئي ھے ' وہ ایک دن کیلیے بھي قبول کرلي جاے - وہ خیال کرتي تھي کہ میري اور مسٹر سي - آر - داس کي موجودگي اس میں حارج ھے ' اسلیے کچھہ عرصہ کے تذبذب اور غور و فکر کے بعد ھم دونوں گرفتار کرلیے گئے - گرفتاري بلا وارنٹ کے ھوئي تھي ' لیکن جب دوسرے دن ضابطہ کي نمائش پوري کرنے کیلیے مجسٹریٹ جیل میں بھیجا گیا ' تو مسٹر داس کي طرح میري گرفتاري کیلیے بھي دفعہ ۱۷ - ۲ - ترمیم ضابطہ فوجداري کے ماتحت وارنٹ پیش کیا گیا -

میں گذشتہ دو سال کے اندر بہت کم کلکتہ میں رھسکا ھوں - میرا تمام وقت زیادہ تر تحریک خلافت کي مرکزي مشغولیت میں صرف ھوا - یا ملک کے پیہم دوروں میں - اکثر ایسا ھوا کہ مہینے دو مہینے کے بعد چند دنوں کیلیے کلکتہ آیا

اور بنگال پر اونشیل خلافت کمیٹي کے کاموں کي دیکھہ بھال کرکے پھر باھر چلا گیا - وسط نومبر سے بھي میں سفر میں تھا - ۱۶ کو کلکتہ سے روانہ ھوا تاکہ جمعیۃ العلماء ھند کے سالانہ اجلاس لاھور میں شریک ھوں - وھاں مہاتما گاندھي کے تار سے بمبئي کي شورش کا حال معلوم ھوا اور میں بمبئي چلا گیا - جنوري تک میرا ارادہ واپسي کا نہ تھا - کیونکہ ۱۰ - دسمبر کو جمعیۃ العلماء کا اسپیشل اجلاس بدایوں میں تھا - اُس میں شرکت ضروري تھي - اسکے علاوہ مجھے تمام وقت انگورہ فنڈ کي فراھمي میں صرف کرنا تھا - لیکن یکایک گورنمنت بنگال کے تازہ جبر و تشدد اور ۱۸ - کے کمیونک کي اطلاع بمبئي میں ملي ' اور میرے لیے ناممکن ھوگیا کہ ایسي حالت میں کلکتہ سے باھر رھوں - میں نے مہاتما گاندھي سے مشورہ کیا - اُنکي بھي یھي راے ھوئي کہ مجھے تمام پروگرام ملتوي کرکے کلکتہ چلا جانا چاھیے - زیادہ خیال ھمیں اس بات کا تھا کہ کہیں ایسا نہو - گورنمنت کا جبر و تشدد لوگوں کو بے قابو کردے اور کوئي بات صبر و ضبط کے خلاف کر بیٹھیں - علی الخصوص جبکہ " سول گارڈ " کے قیام کي خبریں بھي آچکي تھیں ' اور اس بارے میں ھمیں کوئي غلطي نہیں ھوسکتي تھي کہ یہ نئي اسلحہ بندي کن شریفانہ او ر پر امن اغراض کیلیے وجود میں آئي ھے ؟

میں پہلي دسمبر کو کلکتہ پہنچا - میں نے ظلم او ر برداشت ' دونوں کے انتہائي مناظر اپنے سامنے پاے !

میں نے دیکھا کہ ۱۷ - نومبر کي یادگار ھڑتال سے بے بس ھوکر گورنمنت اُس آدمي کي طرح ھوگئي ھے جو جوش اور غصہ میں آپے سے باھر ھو جاے ' اور غیظ و غضب کي کوئي حرکت بھي اُس سے بعید نہو - سنہ ۱۹۰۸ کے کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت قومي رضا کارونکي تمام جماعتیں " مجمع خلاف قانون " (ان لافل) قرار دیدي گئي ھیں ' پبلک اجتماعات یکقلم روک دیے ھیں ' قانون صرف پولیس کي مرضي کا نام ھے ' وہ " ان لافل جماعت " کي تفتیش اور شبہہ میں جو چاھے کرسکتي ھے - حتی کہ راہ چلتوں کي جان و آبرو بھي محفوظ نہیں

گورنمنٹ نے پہلے ۱۸ - نومبر کے کمیونک میں صرف سابق و موجودہ رضاکار جماعتوں کا ذکر کیا تھا ' لیکن ۲۴ - کو دوسرا کمیونک جاری کرکے تمام آئندہ جماعتیں بھی خلاف قانون قرار دیدیں' اور پولیس نے بلا امتیاز ہر شخص کو جو اُسکے سامنے آگیا ' گرفتار کرنا شروع کردیا - کوئی بات بھی جس سے ۲۴ - کی ھڑتال کے رکنے کا امکان ہو' پولیس اور پولیس سے بھی زیادہ " شریف قوم " سول گارڈ کیلیے ناجائز نہیں - سول گارڈ گویا قومی رضا کاروں کا جواب ہے - وہ بالکل نہتے ہونے پر بھی " جبر و تشدد " سے ھڑتال کرادیتے تھے - یہ ریوالور سے مسلح ہونے پر بھی " امن و صلح " کے ذریعہ ھڑتال روکدینگے !

اسکے مقابلہ میں لوگوں نے بھی برداشت اور استقامت ' دونوں کا گویا آخری عہد کرلیا ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اپنی راہ سے ھٹینگے - نہ تشدد کا مقابلہ کرینگے !

ان حالات میں میرے لیے فرض کی راہ بالکل صاف اور یکسو تھی - میں نے اپنے سامنے دو حقیقتیں بے نقاب دیکھیں : ایک یہ کہ گورنمنٹ کی تمام طاقت کلکتہ میں سمٹ آئی ہے - اسلیے فتح و شکست کا پہلا فیصلہ یہیں ہوگا دوسری یہ کہ ہم کل تک پوری آزادی کیلیے جد و جہد کر رہے تھے - لیکن موجودہ حالت نے بتلا دیا کہ ھماری آزادی کی مبادیات تک محفوظ نہیں ھیں - آزادی تقریر اور آزادی اجتماع انسان کے پیدائشی حقوق ھیں - انکی پامالی مشہور فلاسفر مل کی زبان میں " انسانیت کے قتل عام سے کچھہ ھی کم " کہی جاسکتی ہے ' لیکن یہ پامالی بلا کسی جھجھک کے علانیہ ہو رہی ہے - پس میں نے باہر کا تمام پروگرام منسوخ کردیا ' اور فیصلہ کرلیا کہ اُسوقت تک کلکتہ ھی میں رھونگا جب تک دوباتوں میں سے کوئی ایک بات ظہور میں نہ آجاے : یا گورنمنٹ اپنا کمیونک اور آرڈر واپس لیلیے - یا مجھے گرفتار کرلے -

گورنمنٹ نے ۱۰ - دسمبر کو مجھے گرفتار کرلیا - میں پورے اطمینان اور مسرت کے ساتھہ جیل کی طرف روانہ ہوا - کیونکہ میں اپنے پیچھے ایک فتح مند

میدان چھوڑ رہا تھا - میرا دل خوشي سے معمور ھے کہ کلکتہ اور بنگال نے میري توقعات پوري کردیں - وہ پہلے جسقدر پیچھے تھا - اُتنا ھي آج سب سے آگے ھے - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اس کامیابي کیلیے گورنمنٹ کي امداد کا ھمیں پوري طرح اعتراف کرنا چاھیے - اگر وہ ۱۷ - نومبر کے بعد یہ طرز عمل اختیار نہ کرتي' تو فی الواقع ھمارے لیے آئندہ کاموں کے انتخاب میں چند در چند مشکلات تھیں - ھم ۲۲ - کو بمبئي میں انھي مشکلات پر باھم غور و خوض کررھے تھے -

(دو حقیقتیں)

حقیقت یہ ھے کہ اِن گذشتہ ایام نے بہ یک وقت دونوں حقیقتیں صفحات تاریخ کیلیے مہیا کردیں - اگر ایک طرف گورنمنٹ کے چھرے سے اِدعا ؤ نمائش کے تمام نقاب دور ھوگئے' تو دوسري طرف ملکي طاقت بھي ایک سخت آزمائش میں پڑ کر پوري طرح نمایاں ھوگئي - دنیا نے دیکھہ لیا کہ اگر گورنمنٹ ھر طرح کے جبر و تشدد میں بالکل بے حجاب اور بے لگام ھے' تو ملک میں بھي صبر و برداشت کي طاقت روز افزوں نشو ؤ نما پا رھي ھے - جیسا کہ ھمیشہ انکار کیا گیا ھے' آج بھي اس کا موقعہ حاصل ھے کہ انکار کردیا جاے' لیکن کل تاریخ کیلیے یہ ایک نہایت ھی عبرت انگیز داستان ھوگي - یہ مستقبل کي رھنمائي کریگي کہ کیونکر اخلاقی مدافعت مادي طاقت کے جارحانہ گھمنڈ کو شکست دیسکتي ھے ؟ اور یہ کیسے ھوسکتا ھے کہ صرف برداشت اور قرباني کے ذریعہ خونریز اسلحہ کا مقابلہ کیا جائے ؟ البتہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں فریقوں میں سے کس فریق کے اندر اس بڑے انسان کي تعلیم تلاش کي جاے جو برائي کے مقابلہ میں صبر و عفو کي تعلیم لیکر آیا تھا ؟ گورنمنٹ میں یا ملک میں ؟ میں خیال کرتا ھوں کہ بیورو کریسي کے حکام اسکے نام سے ناواقف نہ ھونگے - اُسکا نام " مسیح " تھا -

(گورنمنٹ کا فیصلہ اور شکست)

(۳) فلسفۂ تاریخ ھمیں بتلاتا ھے کہ ناداني اور نا عاقبت اندیشی ھمیشہ زوال پذیر طاقتوں کي رفیق ھوتي ھے - گورنمنٹ نے خیال کیا کہ وہ جبر و تشدد

سے تحریک خلافت و سواراج کو پامال کردیگي ' اور ۲۴ - کي هڑتال رک جائیگي - اس نے والنٹیر کورز کو خلاف قانون قرار دیا ' اور بلا امتیاز تمام کارکن گرفتار کرلیے گئے - وہ سمجھتي تھي کہ والنٹیرز کي ممانعت اور کارکنوں کي گرفتاري کے بعد خلافت اور کانگریس کا نظام معطل ہو جائیگا ' اور اس طرح خود بخود هڑتال رک جائیگي - لیکن بہت جلد گورنمنٹ کو معلوم ہوگیا کہ جبر و تشدد جب قومي بیداري کے مقابلہ میں نمایاں ہو ' تو وہ کوئي مہلک چیز نہیں ہوتی - نہ تو هڑتال رک سکي ' نہ خلافت اور کانگریس کمیٹیاں معطل ہوئیں ' اور نہ والنٹیرز کا کام ایک دن کیلیے بھي بند ہوا ' بلکہ هماري غیر موجودگي میں یہ ساري چیزیں زیادہ طاقتور اور غیر مسخر ہوگئیں - میں نے ۸ - دسمبر کو جو پیغام ملک کے نام لکھا تھا ' اسمیں گورنمنٹ بنگال کیلیے بھي یہ پیغام تھا : " میري اور مسٹر سي - آر - داس کي گرفتاري کے بعد کام زیادہ طاقت اور مستعدي کے ساتھہ جاري رهیگا ' اور ۲۴ - کو هڑتال اس سے زیادہ مکمل ہوگي ' جسقدر هماري موجودگي میں ہوسکتي تھي " چنانچہ ایسا هی ہوا - گورنمنٹ خود اپنے پسند کیے ہوے میدان میں هارگئي - اب وہ اپني شرمندگي چھپانے کیلیے هاتھہ پانوں مار رهي ہے ' اور جن لوگوں کو گرفتار کرچکي ہے ' انہیں کسي نہ کسي طرح سزا دلانا چاهتي ہے - لیکن یہ بالکل بے سود ہے - طاقتور آدمي کو شکست کے بعد زیادہ غصہ آتا ہے ' لیکن کوئي شکست اس لیے فتح نہیں بن جاسکتي کہ هم بہت زیادہ جھنجھلا سکتے هیں !

(دفعہ ۱۲۴ - الف)

غرضکہ میري گرفتاري صریح طور پر انهي واقعات کا نتیجہ ہے ' اور اسي لیے دو هفتہ تک میرے خلاف دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطہ فوجداري هي کا دعوی قائم رها ' لیکن جب اس بارے میں کوئي سہارا نہ ملا تو میرے پریس اور مکان کي تلاشي لیگئي - تاکہ میري کوئي تحریر حاصل کرکے بناے مقدمہ قرار دي جاے - جب وهاں سے بھی کوئی مواد هاتھہ نہ آیا ' تو مجبوراً سي - آئي - ڈي کے محفوظ ذخیرہ کي طرف توجہ کي گئي - یہ ذخیرہ همیشہ اس

شریفانہ کام کیلیے مستعد رهتا ہے ، اور ضرورت کو کبھی مایوس نہیں کرتا -
پس اس طرح بہ ہزار زحمت دفعہ ۱۲۴ - الف کا دعوی طیار ہوگیا -

(اجتمـــاع ضـــدین)

(۴) یہ پریشانی گورنمنٹ کو خود اسی کی منافقانہ روش کی وجہ سے پیش آرهی ہے - ایک طرف تو وہ چاهتی ہے کہ شخصی حکمرانوں کی طرح بے دریغ جبر و تشدد کرے - دوسری طرف چاهتی ہے کہ نمائشی قانون و عدالت کی آڑ بهی قائم رہے - یہ دونوں باتیں متضاد هیں - جمع نہیں هوسکتیں - نتیجہ یہ ہے کہ اسکی پریشانی و درماندگی روز بروز بڑهتی جاتی ہے - جو لوگ اسکے خیال میں سب سے زیادہ مستحق تعزیر هیں ، اُنهی کو سزا دلانا اسکے لیے مشکل هوگیا ہے - ابهی چند هی مہینے گزرے هیں کہ هم کرانچی میں گورنمنٹ کی سراسیمگی و درماندگی کا تمسخر انگیز تماشا دیکهہ رہے تهے - جو سرکاری اِستغاثہ اس دعوی اور اهتمام کے ساتهہ شروع کیا گیا تها ، اس سے خود گورنمنٹ کی پسندیدہ اور انتخاب کردہ جیوری بهی اتفاق نہ کرسکی !

لطف یہ ہے کہ یہ مشکلات گورنمنٹ کو ایسی حالت میں پیش آ رهی هیں جبکہ وہ جانتی ہے کہ نان کو اپریٹرز کی جانب سے ڈیفنس نہیں کیا جائیگا ، اور سخت سے سخت غلط بیانی اور قانون شکنی کی حالت میں بهی پردہ دری اور شکست کا کوئی کهٹکا نہیں ہے -

(نئی قانونی تشریحات)

گورنمنٹ نے اس اطمینان سے پوری طرح کام لینے میں کوئی کوتاهی بهی نہیں کی ہے - نان کو اپریٹرز کے مقدمات آجکل جسطرح چکاے جا رہے هیں ، اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ " لا " اور " آرڈر " کے معنی بیورو کریٹک اصطلاح میں کیا هیں ؟ " لا " اور " آرڈر " کی طرح اب دعوی ، ثبوت ، شہادت ، تشخیص ، (آئی - ڈینٹی فائی) وغیرہ تمام عدالتی مصطلحات کے معانی میں بهی انقلاب هوگیا ہے - گویا نان کو اپریٹرز کو جلد سزا دیدینے کیلیے هر طرح کی بے قاعدگی اور

قانون شکني جائز ھے - حتی کہ اس بات کی بھي تحقیق ضروري نہیں کہ جس انسان کے ملزم ھونے کا دعوی کیا گیا ھے' کٹھرے کا ملزم وھي آدمی ھے بھي یا نہیں ؟ ابھی اِسی ھفتہ جورڑا بگان کی عدالت سے ایک شخص " عبد الرحمن ھاشم " کو اس پر زور قانوني اور منطقی ثبوت پر چھہ ماہ کی سزا دیدیگئی ھے کہ " اعظم ھاشم " نامي ایک خلافت والنثیر دنیا میں وجود رکھتا ھے' اور دونوں کے نام میں لفظ " ھاشم " مشترک ھے ! خود میرے مقدمہ میں جو صریح بے ضابطگیاں کی گئی ھیں' انکا ذکر لا حاصل سمجھکر نہیں کرنا چاھتا ' ورنہ وھی اس حقیقت کے انکشاف کیلیے کافي تھیں - مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ کا ذکر کرونگا جو بے قاعدگي اور غلط بیاني' دونوں کا مجموعہ ھے - مجھے دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداري سے بري کردیا گیا اور ۱۲۴ - الف کے ماتحت وارنٹ حاصل کیا گیا - قاعدہ کي رو سے رھائي اور از سرنو گرفتاري ' دونوں باتیں وقوع میں آني چاھیے تھیں - لیکن مگر یہ واقعہ ھے کہ ۱۲۴ - کا کوئي وارنٹ مجھپر تعمیل نہیں کیا گیا - حتی کہ ۲ - جنوري تک مجھے اسکا علم بھی نہیں ھوا - لیکن میرے سامنے مسٹر گولڈي ڈپٹي کمشنر پولیس نے یہ حلفیہ شہادت دي ھے کہ اس نے پریسیڈنسي جیل میں مجھپر وارنٹ سرو کیا ھے !

یہ سچ ھے کہ نان کو اپریٹر کسي طرح کا ڈیفنس نہیں کرتے ' لیکن میں سمجھتا ھوں کہ یہ کوئي اچھي بات نہیں ھے کہ آدمي اپنے تمام کپڑے اُتار ڈالے - اسلیے کہ شریف آدمي آنکھیں بند کرلینگے - شریف آدمیوں نے تو سچ مچ آنکھیں بند کرلي ھیں ' لیکن دنیا کی آنکھیں بند نہیں ھیں !

(قانـــون کا ڈرامـــا !)

في الحقیقت " لا " اور " آرڈر " کا ایک ڈراما کھیلا جا رھا ھے جسے ھم کامیڈي اور ٹریجڈي ' دونوں کہہ سکتے ھیں -

وہ تماشہ کی طرح مضحک بھي ھے اور مقتل کی طرح درد انگیز بھی - لیکن میں ٹریجڈي کہنا زیادہ پسند کرونگا - حسن اتفاق سے اسکا چیف ایکٹر انگلستان کا سابق چیف جسٹس ھے !

(میری تقریریں)

(۵) پراسیکیوشن کی جانب سے میری دو تقریریں ثبوت میں پیش کیگئی ہیں' جو میں نے پہلی اور پندرھویں جولائی کو مرزا پور پارک کے جلسے میں کی تہیں - اُس زمانہ میں گورنمنٹ بنگال نے گرفتاریوں کیطرف پہلا قدم اُٹھایا تھا اور چار مبلغین خلافت پر مقدمہ چلاکر سزائیں دلائی تہیں - میں اُس وقت سفر سے بیمار واپس آیا تھا - میں نے دیکھا کہ لوگوں میں بے حد جوش پھیلا ہوا ہے' اور ہر طرح کے مظاہرے کیلیے لوگ بیقرار ہیں - چونکہ میرے خیال میں گرفتاریوں پر مظاہرہ کرنا نون کو اپریشن کے اُصول کے خلاف تھا' اسلیے میں نے ہڑتال اور جلوس یک قلم روکدیے - اس پر عوام کو شکایت ہوئی' تو میں نے یہ جلسے منعقد کیے' اور لوگوں کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ہوے سمجھایا کہ نان وایلنس نان کو اپریشن کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ گرفتاریوں پر صبر و سکون کے خلاف کوئی بات نہ کی جاے - اگر فی الواقع ان گرفتاریوں کا تمہارے دل میں درد ہے تو چاہیے کہ اصلی کام کرو' اور بیرونی کپڑا ترک کرکے دیسی گاڑھا پہن لو -

اِستغاثہ نے جو نقل پیش کی ہے' وہ نہایت ناقص' غلط' اور مسخ شدہ صورت ہے' اور محض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معنی جملوں کا مجموعہ ہے' جیسا کہ اسکے پڑھنے سے ہر شخص سمجھہ لے سکتا ہے - تاہم میں اسکے غلط اور بے ربط جملوں کو چھوڑ کر (کیونکہ اسکے اعتراف سے میرا ادبی ذوق اِبا کرتا ہے) باقی وہ تمام حصہ تسلیم کرلیتا ہوں جسمیں گورنمنٹ کی نسبت خیالات کا اظہار ہے' یا پبلک سے گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد کی اپیل کی گئی ہے -

اِستغاثہ کی جانب سے صرف تقریریں پیش کردی گئی ہیں - یہ نہیں بتلایا ہے کہ انکے کن جملوں کو وہ ثبوت میں پیش کرنا چاہتا ہے ؟ یا اسکے خیال میں " مائی ڈیر برادرن " سے لیکر آخر تک سب ۱۲۴ - الف ہے ؟ میں نے بھی دریافت نہیں کیا - کیونکہ دونوں صورتیں میرے لیے یکساں ہیں - تاہم ان نقول کو دیکھتا ہوں تو اِستغاثہ کے خیال کے مطابق زیادہ سے زیادہ قابل ذکر جملے حسب ذیل ہیں :

" ایسي گورنمنٹ ظالم ھے - جوگورنمنٹ نا انصافي کے ساتھہ قائم ھو' ایسي گورنمنٹ کو یا تو انصاف کے آگے جھکنا چاھیے یا دنیا سے مٹا دینا چاھیے "

" اگر فی الحقیقت تمھارے دلوں میں اپنے گرفتار بھائیوں کا درد ھے' تو تم میں سے ھر شخص کا فرض ھے کہ وہ آج سونچ لے - کیا وہ اس بات کیلیے راضي ھے کہ جس جابرانہ قوت نے انھیں گرفتار کیا ھے ' وہ اس براعظم میں اُسي طرح قائم رھے جس طرح اُن کي گرفتاري کے وقت تھي ؟ "

" اگر تم ملک کو آزاد کرانا چاھتے ھو' تو اسکا راستہ یہ ھے کہ جن چالاک دشمنوں کے پاس خونریزي کا بے شمار سامان موجود ھے' اُنھیں رائي برابر بھي اُسکے استعمال کا موقعہ نہ دو - اور کامل امن و برداشت کے ساتھہ کام کرو . . . . بعض لوگوں کا خیال ھے کہ جب تقریروں میں کوئي ایسي بات کہي جاتي ھے تو اُس سے مقرر کا مطلب یہ ھوتا ھے کہ اپنے بچاؤ کا سامان کرلے' ورنہ اُسکي دلی خواھش یہ نہیں ھوتي - لیکن میں سمجھتا ھوں کہ جو لوگ آج تمھارے لیے کام کر رھے ھیں' تم میں سے کوئي آدمي بھي یہ ماننے کیلیے طیار نہ ھوگا کہ وہ جیل جانے یا نظربند ھونے سے ڈرتے ھیں - (پس) اگر وہ یہ کہتے ھیں کہ امن و نظم کے ساتھہ کام کرنا چاھیے' تو انکا مطلب یہ نہیں (ھوسکتا) کہ اس ظالمانہ گورنمنٹ (کے ساتھہ) وفاداري کرني چاھتے ھیں - جو گورنمنٹ' اُسکي طاقت' اور (اُسکا) تخت آج دنیا میں سب سے بڑا گناہ ھے' یقیناً وہ اس گورنمنٹ کے وفادار نہیں ھوسکتے "

اِسکے بعد میں نے کہا ھوگا' مگر کاپي مین نہیں ھے " وہ تو صرف اسلیے یہ کہتے ھیں کہ خود تمھاري کامیابي با امن رھنے پر موقوف ھے - تمھارے پاس وہ شیطاني ھتیار نہیں ھیں' جن سے یہ گورنمنٹ مسلح ھے - تمھارے پاس صرف ایمان ھے' دل ھے' قرباني کي طاقت ھے - تم اِنھي طاقتوں سے (اصل میں " ھتیاروں سے " ھوگا) کام لو - اگر تم چاھو کہ اُسلحہ کے ذریعہ فتح کرو' تو تم نہیں کرسکتے - آج امن وسکون سے بڑھکر (تمھارے لیے) کوئي چیز نہیں " -

" اگر تم صرف چند گھڑیوں کیلیے گورنمنٹ کو حیران کرنا چاھتے ھو' تو اُسکے لیے میرے پاس بہت سے نسخے ھیں - اگر خدا نخواستہ میں اِس گورنمنٹ کا اِستحکام چاھتا' تو وہ نسخے بتلادیتا . . . . (لیکن) میں تو ایسی جنگ چاھتا ھوں (جو) ایک ھی دن میں ختم نہ ھو جاے' بلکہ فیصلہ کے آخری دن تک' (جاری رھے) اور جب فیصلہ کی گھڑی آجائے' تو پھر یا تو یہ گورنمنٹ باقی نہ رھے' یا تیس کروڑ (انسان) باقی نہ رھیں "

جو الفاظ بریکٹ کے اندر ھیں' وہ تقریر کی پیش کردہ کاپیوں میں نہیں ھیں لیکن عبارت کے با معنی ھونے کیلیے ضروری ھیں - میں نے اسلیے تصحیح کردی کہ پراسیکیوشن کو استدلال میں مدد ملے - اگر اسکے مقصد کیلیے پوری تقریر کی تصحیح و تکمیل ضروری ھو' تو میں اسی طرح کردینے کیلیے تیار ھوں -

ان کے علاوہ دونوں تقریروں میں لوگوں کو نان کو اپریشن کی دعوت دی ھے' مطالبات خلافت اور سواراج کو دھرایا ھے' پنجاب کے مظالم کو وحشیانہ کہا ھے' لوگوں کو بتلایا ھے کہ جو گورنمنٹ جلیانوالا باغ امرتسر میں چند منٹوں کے اندر سینکڑوں انسانوں کو قتل کرڈالے اور اسکو جائز فعل بتلاے' اس سے نا انصافی کی کوئی بات بھی بعید نہیں -

(اقــرار)

(۶) میں اقرار کرتا ھوں کہ میں نے نہ صرف انھی دو موقعوں پر بلکہ گذشتہ دو سال کے اندر اپنی بے شمار تقریروں میں یہ' اور اسی مطلب کے لیے اس سے زیادہ واضح اور قطعی جملے کہے ھیں - ایسا کہنا میرے اعتقاد میں میرا فرض ھے - میں فرض کی تعمیل سے اسلیے باز نہیں رھسکتا کہ وہ ۱۲۴ - الف - کا جرم قرار دیا جائیگا - میں اب بھی ایسا ھی کہنا چاھتا ھوں' اور جب تک بول سکتا ھوں' ایسا ھی کہتا رھونگا - اگر میں ایسا نہ کہوں تو اپنے آپ کو خدا اور اسکے بندوں کے آگے بدترین گناہ کا مرتکب سمجھوں -

(موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے)

(۷) یقیناً میں نے کہا ہے " موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے " لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں ؟ میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھسے یہ توقع کی جاے کہ ایک چیز کو اسکے اصلی نام سے نہ پکاروں ؟ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ہوں -

میں کم سے کم اور نرم سے نرم لفظ جو اس بارے میں بول سکتا ہوں یہی ہے- ایسی ملفوظ صداقت جو اس سے کم ہو' میرے علم میں کوئی نہیں -

میں یقیناً یہ کہتا رہا ہوں کہ ہمارے فرض کے سامنے دو ہی راہیں ہیں : گورنمنٹ نا انصافی اور حق تلفی سے باز آجاے - اگر باز نہیں آسکتی تو مٹا دی جاے- میں نہیں جانتا کہ اسکے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے ؟ یہ تو انسانی عقائد کی اتنی پرانی سچائی ہے کہ صرف پہاڑ اور سمندر ہی اسکے ہم عمر کہے جاسکتے ہیں - جو چیز بری ہے' اسے یا تو درست ہوجانا چاہیے' یا مٹ جانا چاہیے - تیسری بات کیا ہوسکتی ہے ؟ جبکہ میں اس گورنمنٹ کی برائیوں پر یقین رکھتا ہوں' تو یقیناً یہ دعا نہیں مانگ سکتا کہ درست بھی نہ ہو اور اسکی عمر بھی دراز ہو !

(میرا یہ اعتقاد کیوں ہے ؟)

(۸) میرا اور میرے کروروں ہم وطنوں کا ایسا اعتقاد کیوں ہے ؟

اسکے وجوہ و دلائل اب اسقدر آشکارا ہوچکے ہیں کہ ملٹن کے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے " سورج کے بعد دنیا کی ہر چیز سے زیادہ واضح اور محسوس " محسوسات کیلیے ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ انکار نہ کرو - تاہم میں کہنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ اعتقاد اسلیے ہے کہ میں ہندوستانی ہوں' اسلیے ہے کہ میں مسلمان ہوں' اسلیے ہے کہ میں انسان ہوں -

(شخصی اقتدار بالذات ظلم ہے)

میرا اعتقاد ہے کہ آزاد رہنا ہر فرد اور قوم کا پیدائشی حق ہے - کوئی انسان یا انسانوں کی گڑھی ہوئی بیوروکریسی یہ حق نہیں رکھتی کہ خدا کے بندوں کو اپنا

محکوم بنائے - محکومي اور غلامي کیلیے کیسے هي خوشنما نام کیوں نہ رکھہ لیے جائیں' لیکن وہ غلامي هي هے ' اور خدا کي مرضي اور اسکے قانون کے خلاف هے - پس میں موجودہ گورنمنٹ کو جائز حکومت تسلیم نہیں کرتا' اور اپنا ملکي' مذهبي' اور انساني فرض سمجھتا هوں کہ اس کي محکومي سے ملک وقوم کو نجات دلاؤں -

" ~~اصطلاحات~~ اصلاحات " اور " بتدریج توسیع اختیارات" کا مشہور مغالطہ میرے اس صاف اور قطعي اعتقاد میں کوئي غلط فہمي پیدا نہیں کرسکتا - آزادي انسان کا پیدائشي حق هے ' اور کسي انسان کو اختیار نہیں کہ حقوق کي ادایگي میں حد بندي اور تقسیم کرے یہ کہنا کہ کسي قوم کو اسکي آزادي بتدریج ملني چاهیے ' بعینہ ایسي هي بات هے جیسے کہا جاے کہ مالک کو اسکي جائداد اور قرضدار کو اسکا قرض ٹکڑے ٹکڑے کرکے دینا چاهیے - میں تسلیم کرتا هوں کہ اگر مقروض سے ایک هي دفعہ قرض واپس نہ ملسکے تو قرضدار کو یہي کرنا پڑیگا کہ قسط کي صورت میں وصول کرے - لیکن یہ ایک مجبوري کا سمجھوتا هوگا - اس سے بہ یک دفعہ وصولي کا حق زائل نہیں هو جاسکتا -

" رفارم " کي نسبت میں روس کے عظیم الشان لیو ٹالسٹائي (Leo Talstoy) کے لفظوں میں کہونگا " اگر قیدیوں کو اپنے ووٹ سے اپنا جیلر منتخب کرلینے کا اختیار ملجاے ' تو اس سے وہ آزاد نہیں هو جائینگے "

میرے لیے اسکے اچھے برے کاموں کا سوال ایک ثانوي سوال هے - پہلا سوال خود اسکے وجود کا هے - میں ایسے حاکمانہ اقتدار کو بہ اعتبار اسکي خلقت هي کے ناجائز یقین کرتا هوں - اگر وہ تمام نا انصافیاں ظہور میں نہ آتیں جو اس کثرت سے واقع هوچکي هیں ' جب بھي میرے اعتقاد میں وہ ظلم تھا - کیونکہ اسکي هستي هي سب سے بڑي نا انصافي هے ' اور اسکي برائي کیلیے اسقدر کافي هے کہ وہ موجود هو - اگر وہ اچھے کام کرے' تو اسکي اچھائي تسلیم کرلي جائیگي ' لیکن اسکا وجود ناجائز اور نا انصافي هي رهیگا - اگر ایک شخص هماري جائداد پر قابض هوکر بہت اچھے اور نیک کام انجام دیے' تو اسکے کاموں کي خوبي کي وجہ اسکا قبضہ جائز نہیں هو جاسکتا -

برائی میں کم و کیفیت کے اعتبار سے تقسیم کی جاسکتی ہے ' لیکن حسن و قبح کے اعتبار سے اُسکی ایک ہی قسم ہے - یعنی اس اعتبار سے تقسیم ہوسکتی ہے کہ وہ کتنی ہے اور کیسی ہے ؟ اس اعتبار سے نہیں ہوسکتی کہ وہ اچھی ہے یا بری ہے ؟ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ " زیادہ بری چوری " اور " کم بری چوری " لیکن یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ " اچھی چوری " اور " بری چوری " ؟ پس میں بیوروکریسی کی اچھائی اور جائز ہونے کا کسی حال میں بھی تصور نہیں کرسکتا - کیونکہ وہ فی نفسہ ایک ناجائز عمل ہے - البتہ اسکی برائی کم اور زیادہ ہوسکتی ہے - لیکن ہندوستان کی بیوروکریسی تو اتنا بھی نہ کرسکی کہ اپنی خلقی برائی ہی پر قانع رہتی - جب اُسکی خلقی برائی پر اُسکی بے شمار عملی برائیوں کا بھی برابر اضافہ ہورہا ہے ' تو پھر کیونکر اِسکا تصور بھی کیا جاسکتا ہے کہ اسکے ظلم کا اعلان نہ کیا جاے ؟

(اسلام اور بیوروکریسی)

(۹) میں مسلمان ہوں' اور بحیثیت مسلمان ہونے کے بھی میرا مذہبی فرض یہی ہے -

اسلام کسی ایسے اقتدار کو جائز تسلیم نہیں کرتا جو شخصی ہو' یا چند تنخواہ دار حاکموں کی بیوروکریسی ہو - وہ آزادی اور جمہوریت کا ایک مکمل نظام ہے' جو نوع انسانی کو اسکی چھینی ہوئی آزادی واپس دلانے کیلیے آیا تھا - یہ آزادی بادشاہوں ' اجنبی حکومتوں ' خود غرض مذہبی پیشواؤں ' اور سوسایٹی کی طاقتور جماعتوں نے غصب کر رکھی تھی - وہ سمجھتے تیے کہ حق طاقت اور قبضہ ہے - لیکن اسلام نے ظاہر ہوتے ہی اعلان کیا کہ حق طاقت نہیں ہے بلکہ خود حق ہے' اور خدا کے سوا کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ بندگان خدا کو اپنا محکوم اور غلام بناے - اُس نے اِمتیاز اور بالا دستی کے تمام قومی اور نسلی مراتب یکقلم مٹادیے' اور دنیا کو بتلادیا کہ سب انسان درجے میں برابر ہیں' اور سب کے حقوق مساوی ہیں - نسل ' قومیت ' رنگ ' معیار فضیلت نہیں ہے ' بلکہ صرف عمل ہے - اور سب سے بڑا وہی ہے' جسکے کام سب سے اچھے ہوں : یا ایها الناس !

سفاکوں کے زمانے میں بھی وہ مسلمان موجود رہے جنکی زبانیں اعلان حق میں انکی تلواروں سے بھی زیادہ تیز تھیں - شیخ سعدی شیرازی نے (جنکی "گلستاں" کا نام اس کورٹ نے بھی سنا ہوگا) ھلاکو خاں کے منھہ پر اُسے ظالم کہا - شمس الدین تیاری نے مذکور خاں کے دربار میں اسکی ہلاکت کی دعا مانگی - شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ نے ابا قاآن پر بر سر دربار لعنت بھیجی - تاتاریوں کے پاس بے دریغ قتل کردینے کا قانون تھا - تاہم " تورۂ چنگیز خانی " (قوانین چنگیز خاں) میں کوئی دفعہ ۱۲۴ - الف نہ تھی !

(" حجاج " اور " ریڈنگ ")

ھم مسلمانوں کا جب اپنی قومی گورنمنٹوں کے ساتھہ (جنکی اطاعت از روے شرع ھم پر واجب ہے) ایسا سلوک رھا ہے ' تو پھر ایک اجنبی گورنمنٹ کے کارندے ھم سے کیا امید رکھتے ھیں ؟ کیا ھندوستان کی " از روے قانون قائم شدہ " گورنمنٹ ھمارے لیے اُس گورنمنٹ سے بھی زیادہ محترم ہے جو " از روے شریعت اسلام " واجب الاطاعت ہے ؟ کیا انگلستان کی پادشاھت اور لارڈ ریڈنگ کی نیابت عبد الملک کی خلافت اور حجاج بن یوسف کی نیابت سے بھی ھمارے لیے زیادہ مقتدر ھوسکتی ہے ؟ اگر ھم " اجنبی و غیر مسلم " اور " قومی و مسلم " کا عظیم الشان اور شرعی فرق بالکل نظر انداز کردیں ' جب بھی ھم سے صرف یہی امید کی جاسکتی ہے کہ جو کچھہ حجاج بن یوسف اور خالد قسری کی گورنمنٹوں کیلیے کہہ چکے ھیں' وھی " چمسفورڈ " اور " ریڈنگ " کی گورنمنٹوں کیلیے بھی کہیں - ھم نے اُنسے کہا تھا " اتق اللہ فقد ملاءت الارض ظلما و جورا " خدا سے ڈرو کیونکہ تمھارے ظلم سے زمین بھرگئی ہے ! یہی ھم آج بھی کہتے ھیں !

حقیقت یہ ہے کہ ھم اپنی کمزوری اور بے بسی کی وجہ سے آج ھندوستان میں جو کچھہ کر رہے ھیں ' وہ در اصل قومی حکمرانوں کے ظلم و جور کیلیے ھمیں بتلایا گیا تھا ' نہ کہ ایک اجنبی قبضۂ و تصرف کے مقابلے میں - اگر برٹش گورنمنٹ کے ارکان اس حقیقت کو سمجھتے تو انہیں تسلیم کرنا پڑتا کہ مسلمانوں کے تسامح اور

درگذر کي حد هوگئي هے - اس سے زیادہ وہ اسلام کو برطانیہ کیلیے نہیں چھوڑ سکتے !

اسلام نے حکمرانوں کے ظلم کے مقابلہ میں دو طرح کے طرز عمل کا حکم دیا هے کیونکہ حالتیں بهي دو مختلف هیں: ایک ظلم اجنبي قبضهٔ و تسلط کا هے - ایک خود مسلمان حکمرانوں کا هے - پہلے کیلیے اسلام کا حکم هے کہ تلوار سے مقابلہ کیا جاے - دوسرے کیلیے حکم هے کہ تلوار سے مقابلہ تو نہ کیاجاے لیکن " امر بالمعروف " اور " اعلان حق " جسقدر بهي امکان میں هو ' هر مسلمان کرتا رهے - پہلي صورت میں دشمنوں کے هاتھوں قتل هونا پڑیگا - دوسري صورت میں ظالم حکمرانوں کے هاتھوں طرح طرح کي اذیتیں اور سزائیں جهیلني پڑینگي - مسلمانوں کو دونوں حالتوں میں دونوں طرح کي قربانیاں کرني چاهئیں ' اور دونوں کا نتیجہ کامیابي و فتح مندي هے - چنانچہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں مسلمانوں نے دونوں طرح کي قربانیاں کیں - اجنبیوں کے مقابلے میں سر فروشي بهي کي ' اور اپنوں کے مقابلے میں صبر و استقامت بهي دکھلائي - پہلي صورتوں میں جس طرح انکي " جنگي جد و جهد " کوئي مثال نہیں رکھتی - اسي طرح دوسري صورت میں اُنکي " شهري جد و جهد " بهي عدیم النظیر هے -

هندوستان میں آج مسلمانوں نے دوسري صورت اختیار کي هے ' حالانکہ مقابلہ انکا پہلي حالت سے هے - اُنکے لیے " جنگي جد و جهد " کا وقت آ گیا تھا - لیکن انہوں نے " شهري جد و جهد " کو اختیار کیا - انہوں نے " نوان و ایلنس " رهنے کا فیصلہ کرکے تسلیم کرلیا هے کہ وہ هتیار سے مقابلہ نہ کرینگے - یعني صرف وهی کرینگے ' جو اُنہیں مسلمان حکومتوں کے ظلم کے مقابلے میں کرنا چاهیے - بلاشبہ اس طرز عمل میں هندوستان کي ایک خاص طرح کي حالت کو بهي دخل هے - لیکن گورنمنت کو سونچنا چاهیے کہ اس سے زیادہ بدبخت مسلمان آور کیا کرسکتے هیں ؟ حد هوگئي کہ اجنبیوں کے ظلم کے مقابلے میں وہ بات کر رهے هیں ' جو اُنہیں اپنوں کے مقابلے میں کرني تھي !

(انقلاب حال !)

میں سچ کہتا ہوں - مجھے اسکي رائي برابر بھي شکایت نہیں کہ سزا دلانے کیلیے مجھہ پر مقدمہ چلایا گیا ہے - یہ بات تو بہرحال ہونی ہي تھي - لیکن حالات کا یہ انقلاب میرے لیے بڑا ہي درد انگیز ہے کہ ایک مسلمان سے کتمان شہادت کي توقع کي جاتي ہے ' اور کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم کو صرف اسلیے ظلم نہ کہے کہ دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ چلایا جائیگا !

مسلمانوں کو حق گوئي کا جو نمونہ انکی قومي تاریخ دکھلاتي ہے' وہ تو یہ ہے کہ ایک جابر حکمران کے سامنے ایک بے پروا انسان کھڑا ہے - اسپر الزام یہي ہے کہ اس نے حکمراں کے ظلم کا اعلان کیا - اِسکي پاداش میں اُسکا ایک ایک عضو کاٹا جا رہا ہے - لیکن جب تک زبان نہیں کٹ جاتي' وہ یہي اعلان کرتي رہتي ہے کہ حکمراں ظالم ہے ! یہ واقعہ خلیفۂ عبد الملک کے زمانے کا ہے جسکي حکومت افریقہ سے سندھہ تک پھیلي ہوئي تھي - تم دفعہ ۱۲۴ - الف کو اس سزا کے ساتھہ تول لے سکتے ہو !

میں اس درد انگیز اور جانکاہ حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ اس انقلاب حالت کے ذمہ دار خود مسلمان ہي ہیں - انہوں نے اسلامي زندگي کے تمام خصائص کھو دیے ' اور انکي جگہ غلامانہ زندگی کے تمام رذائل قبول کرلیے - اُنکی موجودہ حالت سے بڑھکر دنیا میں اسلام کیلیے کوئي فتنہ نہیں - جبکہ میں یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' تو میرا دل شرمندگی کے غم سے پارہ پارہ ہو رہا ہے کہ اسي ہندوستان میں وہ مسلمان بھی موجود ہیں جو اپني ایمانی کمزوري کی وجہ سے علانیہ ظلم کي پرستش کر رہے ہیں !

(آزادي یا موت)

لیکن انسانوں کي بدعملی سے کسی تعلیم کی حقیقت نہیں جھٹلائي جاسکتي - اسلام کی تعلیم اُسکي کتاب میں موجود ہے - وہ کسی حال میں بھي

جائز نہیں رکھتی کہ آزادي کھوکر مسلمان زندگي بسر کریں - مسلمانوں کو مٹ جانا چاهیے - یا آزاد رهنا چاهیے - تیسري راہ اسلام میں کوئی نہیں -

اسی لیے میں نے آج سے بارہ سال پہلے " الهلال " کے ذریعہ مسلمانوں کو یاد دلایا تھا کہ آزادي کی راہ میں قربانی و جان فروشي انکا قدیم اسلامی ورثہ ہے - اُنکا اسلامي فرض یہ ہے کہ هندوستان کی تمام جماعتوں کو اس راہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیں - میري صدائیں بیکار نہ گئیں - مسلمانوں نے اب آخري فیصلہ کرلیا ہے کہ اپنے هندو، سکھہ، عیسائي، پارسي بھائیوں کے ساتھہ ملکر اپنے ملک کو غلامي سے نجات دلائینگے -

(مسئلۂ خلافت و پنجاب)

(۱۰) میں یہاں گورنمنٹ کي اُن نا انصافیوں کا افسانہ نہیں چھیڑونگا جو مسئلۂ " خلافت " اور مظالم " پنجاب " کا عالمگیر افسانہ هیں - لیکن میں اقرار کرونگا کہ گذشتہ دو سال کے اندر کوئي صبح و شام مجھہ پر ایسي نہیں گذري ہے، جسمیں میں نے " خلافت " اور " پنجاب " کیلیے گورنمنٹ کے مظالم کا اعلان نہ کیا هو - میں تسلیم کرتا هوں کہ میں نے همیشہ یہ کہا ہے - جو گورنمنٹ اسلامي خلافت کو پامال کر رهي هو، اور مظالم پنجاب کیلیے کوئي تلافي اور شرمندگي نہ رکھتی هو، ایسی گورنمنٹ کیلیے کسي هندوستانی کے دل میں وفاداري نہیں هوسکتی- گورنمنٹ کي جگہ وہ ایک فریق محارب کي حیثیت رکھتي ہے -

میں نے ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ - کو (جب میں رانچي میں گورنمنٹ آف اِنڈیا کے حکم سے نظر بند تھا) لارڈ چمسفورڈ کو ایک مفصل چٹھي لکھي تھي - اسمیں واضح کردیا تھا کہ خلافت اور جزیرۃ العرب کے بارے میں اسلامي احکام کیا هیں ؟ میں نے لکھا تھا کہ اگر برٹش گورنمنٹ اسلامي خلافت اور اسلامي ممالک پر خلاف وعدہ متصرف هوگئي، تو اسلامي قانون کي رُو سے هندوستاني مسلمان ایک انتہائي کشمکش میں مبتلا هو جائینگے - اُنکے لیے صرف دو هي راهیں رهجائیںگي - یا اسلام کا ساتھہ دیں، یا برٹش گورنمنٹ کا - وہ مجبور هونگے کہ اسلام کاساتھہ دیں -

بالاخر وهي هوا - گورنمنٹ صریح وعدہ خلافي سے باز نہ رهی - اُس وعدہ کا بهی ایفا ضروري نہ سمجها گیا جو گورنمنٹ آف انڈیا نے ۲ - نومبر سنہ ۱۹۱۴ - کے اعلان میں کیا تها ' اور وہ وعدہ بهي فریب وقت ثابت هوا جو مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے ٥ - جنوري سنہ ۱۹۱۸ - کو هاؤس آف کامنس کی تقریر میں کیا تها - شریف آدمیوں کیلیے وعدہ خلافي عیب هے ' لیکن طاقتور حکومتوں کیلیے کوئي بات بهی عیب نہیں هے !

اس حالت نے مسلمانوں کیلیے آخري درجہ کي کشمکش پیدا کردي - اسلامی قانون کي رو سے کم ازکم بات جو انکے فرائض میں داخل تهی ' یہ تهی کہ ایسی گورنمنٹ کي اعانت اور کوا پریشن سے هاتهہ کهینچ لیں - چنانچہ انہوں نے ایسا هی کیا - وہ اُسوقت تک اسپر قائم رهینگے ' جب تک اُنہیں اپنا مذهب اور مذهب کے اٹل احکام عزیز هیں -

مسلمانوں کو یقین هوگیا هے کہ اگر وہ حق و انصاف چاهتے هیں تو اسکی راہ صرف ایک هی هے - سواراج کا حصول - یعنی ایسي قومی گورنمنٹ کا حصول جو هندوستانیوں کی هو ' هندوستان میں هو ' اور هندوستان کیلیے هو -

(اگر ظلم نہیں تو کیا عدل هے ؟)

(۱۱) غرضکہ اس بارے میں میرا اقرار بالکل صاف اور واضح هے - موجودہ گورنمنٹ محض ایک ناجائز بیوروکریسی هے ' وہ کروروں انسانوں کی مرضی اور خواهش کیلیے محض نفی هے ' وہ همیشہ انصاف اور سچائی پر پرسٹیج کو ترجیح دیتي هے ' وہ جلیانوالا باغ امرتسر کا وحشیانہ قتل عام جایز رکهتي هے ' وہ انسانوں کیلیے اس حکم میں کوئي نا انصافی نہیں مانتي کہ چارپایوں کي طرح پیٹ کے بل چلائیں جائیں ' وہ بے گناہ لڑکوں کو صرف اسلیے تازیانے کي ضرب سے بے هوش هو جانے دیتي هے کہ کیوں ایک بت کي طرح " یونین جیک " کو سلام نہیں کرتے ؟ وہ تیس کرور انسانوں کي پیهم التجاؤں پر بهي اسلامي خلافت کي پامالي سے باز نہیں آتي ' وہ اپنے تمام وعدوں کے توڑ دینے میں کوئي عیب

نہیں سمجھتی' وہ سمرنا اور تھریس کو صریح نا منصفانہ طور پر یونانیوں کے حوالہ کردیتی ہے' اور پھر تمام اسلامی آبادی کے قتل و غارت کا تماشا دیکھتی ہے -

انصاف کی پامالی میں اُسکی جراَت آن تھک اور دلیری بالکل بے باک ہے اور حقیقت کو جھٹلاتے ہوے اسکے منھہ میں کوئی لگام نہیں - سمرنا میں ۷۰ - فی صدی مسلمانوں کی آبادی ہے ' مگر وزیر اعظم بغیر کسی شرمندگی کے مسیحی آبادی کی کثرت کا اعلان کردیتا ہے - یونانی حکومت تمام اسلامی آبادی کو خون اور آگ کے سیلاب میں غرق کردیتی ہے ' لیکن وہ بے دھڑک ترکی مظالم کی فرضی داستانیں بیان کرتا رہتا ہے ' اور خود انگلستان کے بھیجے ہوے امریکن کمیشن کی رپورٹ پوشیدہ کردی جاتی ہے !

پھر نہ تو ان تمام مظالم و جرائم کیلیے اسکے پاس اعتراف ہے' نہ تلافی - بلکہ ملک کی جایز اور با امن جد و جہد کو پامال کرنے کیلیے ہر طرح کا جبر و تشدد شروع کردیا جاتا ہے ' اور وہ سب کچھہ کیا جاتا ہے جو گذشتہ ایک سال کے اندر ہوچکا ہے' اور ۱۸ - نومبر سے اسوقت تک ملک کے ہر حصہ میں ہو رہا ہے - میں اگر ایسی گورنمنٹ کو " ظالم " اور " یا درست ہو جاؤ یا مٹ جاؤ " نہ کہوں ' تو کیا " عادل " اور " نہ تو درست ہو' نہ مٹو " کہوں ؟

کیا صرف اسلیے کہ ظلم طاقتور ہے اور اسکے پاس جیل ہے ' اِسکا حق دار ہو جاتا ہے کہ اُسکا نام بدلدیا جاے ؟ میں اِٹلی کے نیک اور حریت پرست جوزف میزینی (~~Massini~~ Mazzini) کی زبان میں کہونگا " ہم صرف اسلیے کہ تمہارے ساتھہ عارضی طاقت ہے' تمہاری برائیوں سے انکار نہیں کرسکتے " -

(" جرم " کا قدیم اور نا قابل شمار ارتکاب)

(۱۲) میں نہایت متعجب ہوں کہ میرے خلاف صرف یہی دو ناتمام اور نا کافی تقریریں کیوں پیش کیگئی ہیں ؟ کیا ان ہزاروں صفحات سے جو میرے قلم سے نکل چکے ہیں ' اور ان بے شمار تقریروں سے جنکی صدائیں ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں گونج چکی ہیں' صرف یہی سرمایہ گورنمنٹ بہم پہنچا سکی ؟

میں اقرار کرتا ہوں کہ میری کوئی تقریر گذشتہ دو سال کے اندر ایسی نہیں ہوئی ہے جسمیں یہ تمام باتیں میں نے بیان نہ کی ہوں -

میں متصل بارہ سال سے اپنی قوم و ملک کو آزادی و حق طلبی کی تعلیم دے رہا ہوں - میری ١٨ - برس کی عمر تھی جب میں نے اس راہ میں تقریر و تحریر شروع کی - میں نے زندگی کا بہترین حصہ یعنی عہد شباب صرف اسی مقصد کے عشق میں قربان کردیا - میں اسی کی خاطر چار سال تک نظر بند رہا ' مگر نظر بندی میں بھی میری ہر صبح و شام اِسی کی تعلیم و تبلیغ میں بسر ہوئی - " رانچی " کے در و دیوار اسکی شہادت دے سکتے ہیں جہاں میں نے نظر بندی کا زمانہ بسر کیا ہے - یہ تو میری زندگی کا دائمی مقصد ہے - میں صرف اسی ایک کام کیلیے جی سکتا ہوں : ان صلاتی ' و نسکی ' و محیای ' و مماتی ' للہ رب العالمین !

(آخری اسلامی تحریک)

(١٣) میں اس " جرم " سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں جبکہ میں ہندوستان کی اس آخری " اسلامی تحریک " کا داعی ہوں ' جس نے مسلمانان ہند کے پولیٹکل مسلک میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا - اور بالاخر وہاں تک پہونچا دیا جہاں آج نظر آ رہے ہیں - یعنی اُن میں سے ہر فرد میرے اس جرم میں شریک ہوگیا ہے - میں نے سنہ ١٩١٢ - میں ایک اردو جرنل " الہلال " جاری کیا جو اس تحریک کا آرگن تھا ' اور جسکی اشاعت کا تمام تر مقصد وہی تھا جو اوپر ظاہر کرچکا ہوں - یہ امر واقعہ ہے کہ الہلال نے تین سال کے اندر مسلمانان ہند کی مذہبی اور سیاسی حالت میں ایک بالکل نئی حرکت پیدا کردی - پہلے وہ اپنے ہندو بھائیوں کی پولیٹکل سرگرمیوں سے نہ صرف الگ تھے ' بلکہ اسکی مخالفت کیلیے بیورو کریسی کے ہاتھہ میں ایک ہتیار کی طرح کام دیتے تھے - گورنمنٹ کی تفرقہ انداز پالیسی نے انہیں اس فریب میں مبتلا کر رکھا تھا کہ ملک میں ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے ' ہندوستان اگر آزاد ہوگیا تو ہندو گورنمنٹ قائم ہوجائیگی - مگر الہلال نے مسلمانوں کو تعداد کی جگہ ایمان پر اعتماد کرنے کی تلقین کی '

اور بے خوف ہوکر ہندوؤں کے ساتھہ ملجانے کي دعوت دي - اسي سے وہ تبدیلیاں رو نما ہوئیں جنکا نتیجہ آج متحدہ تحریک خلافت و سواراج ہے - بیورو کریسي ایک ایسي تحریک کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتي تھي - اسلیے پہلے الہلال کي ضمانت ضبط کي گئي - پھر جب "البلاغ" کے نام سے دوبارہ جاري کیا گیا تو سنہ ۱۹۱۶ - میں گورنمنٹ آف انڈیا نے مجھے نظر بند کردیا -

میں بتلانا چاھتا ہوں کہ "الہلال" تمامتر "آزادي یا موت" کي دعوت تھي- اسلام کي مذہبي تعلیمات کے متعلق اس نے جس مسلک بحث و نظر کی بنیاد ڈالی' اسکا ذکر یہاں غیر ضروري ہے - صرف اسقدر اشارا کرونگا کہ ہندوؤں میں آج مہاتما گاندھي مذہبی زندگی کی جو روح پیدا کر رہے ہیں' الہلال اس کام سے سنہ ۱۹۱۴ - میں فارغ ہوچکا تھا - یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں' دونوں کی نئی اور طاقتور سرگرمي اُسی وقت شروع ہوئی' جب دونوں میں مغربی تہذیب کی جگہ مذہبی تعلیم کی تحریکوں نے پوري طرح فروغ پالیا -

(خلافت کانفرنس کلکتہ)

(۱۴) چار سال کے بعد پہلي جنوري سنہ ۱۹۲۰ - کو میں رہا کیا گیا - اسوقت سے گرفتاري کے لمحہ تک' میرا تمام وقت انھي مقاصد کي اشاعت و تبلیغ میں صرف ہوا ہے - ۲۸ - ۲۹ - فروري سنہ ۱۹۲۰ - کو اسي کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں خلافت کانفرنس کا جلسہ ہوا تھا' اور مسلمانوں نے مایوس ہوکر اپنا آخري اعلان کردیا تھا :

" اگر برٹش گورنمنٹ نے مطالبات خلافت کي اب بھی سماعت نہ کی' تو مسلمان اپنے شرعی احکام کی رو سے مجبور ہو جائینگے کہ تمام وفادارانہ تعلقات منقطع کرلیں " -

میں اس کانفرنس کا پریسیڈنٹ تھا -

میں نے اسکے طولانی پریسیڈنشل ایڈرس میں وہ تمام امور بہ تفصیل بیان کردیے تھے جو اسقدر ناقص شکل میں ان دو تقریروں کے اندر دکھلائے گئے ہیں -

(مـــوالات اور فـــوجي مـــلازمت)

میں نے اسي ایڈریس میں اُس اسلامي حکم کي بھي تشریح کردي تھي جسکي بنا پر مسلمانوں کا مذھبي فرض ھے کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ سے " ترک موالات " کریں - یعني کواپریشن اور اعانت سے ھاتھہ کھینچ لیں - یھي " ترک موالات " ھے، جو آگے چلکر " نان کواپریشن " کي شکل میں نمودار ھوا، اور مہاتما گاندھي جي نے اسکي سربراھي کي -

اسي کانفرنس میں فوج کے متعلق وہ رزولیوشن منظور ' تھا ' جسمیں اسلامي قانون کے بموجب مسلمانوں کیلیے فوجي نوکري ناجائز بتلائي گئي تھي - کیونکہ گورنمنٹ اسلامي خلافت اور اسلامي ملکوں کے خلاف برسرپیکار ھے، کرانچي کا مقدمہ اسي رزولیوشن کي بنا پر چلایا گیا - میں بار بار اخبارات اور تقریروں میں اعلان کرچکا ھوں کہ یہ رزولیوشن سب سے پہلے میں نے ھي طیار کیا تھا ' اور میري ھي صدارت میں تین مرتبہ منظور ھوا - سب سے پہلے کلکتہ میں - پھر بریلي اور لاھور میں - پس اس "جرم" کي تعزیر کا بھي پہلا حقدار میں ھي ھوں -

میں نے اس اڈرس کو مزید اضافہ کے بعد کتاب کي شکل میں بھي مرتب کیا ' جو انگریزي ترجمہ کے ساتھہ بار بار شائع ھوچکا ھے - اور گویا میرے " جرائم " کا ایک تحریري ریکارڈ ھے -

(میري زندگي سرتا سر ١٢۴ - ھے)

(١٥) میں نے گذشتہ دو سال کے اندر تنہا اور مہاتما گاندھي کے ساتھہ تمام ھندوستان کا بار بار دورہ کیا - کوئي شہر ایسا نہیں ھے جہاں میں نے خلافت ' پنجاب ' سواراج ' اور نان کواپریشن پر بار بار تقریریں نہ کي ھوں ' اور وہ تمام باتیں نہ کہي ھوں جو میري ان دو تقریروں میں دکھلائي گئي ھیں -

دسمبر سنہ ٢٠ - میں انڈین نیشنل کانگرس کے ساتھہ آل انڈیا خلافت کانفرنس کا بھي اجلاس ھوا ' اپریل سنہ ٢١ - میں جمعیۃ العلماء کا بریلي میں جلسہ

ھوا ' گذشتہ اکتوبر میں یو - پي پراونشیل خلافت کانفرنس آگرہ میں منعقد ھوئي '
نومبر میں آل انڈیا علماء کانفرنس کا لاھور میں اجلاس ھوا - ان تمام کانفرنسوں کا
بھي میں ھي صدر تھا - لیکن ان میں بھي تمام مقررین نے جو کچھہ کہا ' اور صدارتي
تقریروں میں میں نے جو خیالات ظاھر کیے ' اُن سب میں وہ تمام باتیں موجود
نہیں ' جو ان دو تقریروں میں دکھلائي گئي ھیں - بلکہ میں اقرار کرتا ھوں کہ ان سے
بہت زیادہ قطعي و واضح خیالات ظاھر کیے گئے تھے !

اگر میري ان دو تقریروں کے مطالب دفعہ ۱۲۴ - الف کا جرم ھیں ' تو
میں نہیں سمجھتا کہ صرف پہلي اور پندرھویں جولائی ھی کا ارتکاب کیوں منتخب
کیا گیا ھے ؟ میں تو اس کثرت کے ساتھہ اس کا ارتکاب کرچکا ھوں کہ فی الواقع
اسکا شمار میرے لیے ناممکن ھوگیا ھے - مجھے کہنا پڑیگا کہ میں نے گذشتہ سالوں کے
اندر بجز ۱۲۴ - الف کے اور کوئی کام ھي نہیں کیا !

(نوان وایلنس نوان کواپریشن)

(۱۶) ھم نے آزادي اور حق طلبي کي اس جنگ میں " نان وایلنس
نوان کواپریشن " کي راہ اختیار کی ھے - ھمارے مقابلے میں طاقت اپنے تمام
جبر و تشدد اور خونریز وسائل کے ساتھہ کھڑي ھے ' لیکن ھمارا اعتماد صرف خدا پر
ھے اور اپنی غیر متغیر قرباني اور غیر متزلزل استقامت پر - مہاتما گاندھي کي طرح
میرا یہ اعتقاد نہیں ھے کہ کسی حال میں بھی ھتیار کا مقابلہ ھتیار سے نہیں کرنا
چاھیے - اسلام نے جن حالتوں میں اسکی اجازت دي ھے ' میں اسے فطرۃ الٰھی اور
عدل و اخلاق کے مطابق یقین کرتا ھوں - لیکن ساتھہ ھي ھندوستان کی آزادي اور
موجودہ جد و جہد کیلیے مہاتما گاندھی کے تمام دلائل سے متفق ھوں ' اور اُن دلائل
کي سچائی پر پورا اعتقاد رکھتا ھوں - میرا یقین ھے کہ ھندوستان نان وایلنس
جد و جہد کے ذریعہ فتح مند ھوگا ' اور اسکی فتح مندي اخلاقی و ایماني طاقت
کی فتحمندي کی ایک " یادگار مثال ھوگی -

یہی وجہ ہے کہ میں نے ہمیشہ لوگوں کو با امن جد و جہد کی تلقین کی اور اسکو کامیابی کی سب سے پہلی شرط قرار دیا - خود یہ تقریریں بھی اسی موضوع پر تھیں جیساکہ پیش کردہ نقول سے بھی ثابت ہوتا ہے - میں اُن چند مسلمانوں میں سے ہوں جو بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے نہایت مضبوطی کے ساتھہ مسلمانوں کو با امن جد و جہد پر قائم نہ رکھا ہوتا ' تو نہیں معلوم ' مسئلۂ خلافت کی وجہ سے انکا صبر آزما اضطراب کیسی خوفناک شکل اختیار کرلیتا ؟ کم از کم ھندوستان کے ھر حصہ میں ایک " مالیبار " کا منظر تو ضرور نظر آ جاتا -

(سي - آئي - ڈي کے رپورٹرز)

(۱۷) اب جبکہ میں ان دو تقریروں کے تمام اُن حصوں کا اقرار کرچکا ھوں جن سے پراسیکیوشن استدلال کرسکتا ہے ' تو کوئی مضائقہ نہیں ' اگر چند الفاظ انکی پیش کردہ صورت کی نسبت بھی کہدوں -

سي - آئي - ڈي کے گواھوں نے بیان کیا ہے کہ میري تقریروں کے نوٹس بھي لیے گئے اور مختصر نویسي کے ذریعہ بھي قلمبند کي گئیں - جو کاپي داخل کي گئي ہے (اگزیبٹ اے - او ر- سي) وہ مختصر نویس کي مرتب کی ہوئي ہے ' لیکن یہ میري تقریروں کي ایک ایسي مسخ شدہ صورت ہے کہ اگر چند ناموں اور واقعات کي طرف اشارہ نہ ہوتا تو میرے لیے شناخت کرنا بھي بہت مشکل تھا - وہ بلا شبہ ایک چیز ہے جو دور تک پھیلاتي ہوئي چلي گئي ہے ' لیکن میں نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے ؟ محض بے جوڑ ' بے تعلق ' اور اکثر مقامات پر بے معني جملے ھیں ' جو بغیر کسي ربط اور سلسلہ کے صفحوں پر بکھیر دیے ھیں - گرامر اور محاورہ دونوں سے انہیں یکقلم انکار ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹر تقریر سمجھنے اور قلمبند کرنے سے عاجز تھا - اسلیے درمیان سے جملوں کے جملے چھوڑتا جاتا ہے ' اور تمام حروف ربط و تعلیل تو بالکل ھی حذف کردیے ھیں ہے - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ تمام وہ الفاظ جنکي آواز یا اسپلنگ (إملا) میں ذرا سا بھي تشابہ ہے ' بالکل ھي بدل گئے ھیں ' اور عبارت یا تو بے معني ہوگئي ہے یا مضحک -

مثلاً میں نے یکم جولائی کی تقریر میں مشہور فرنچ شاعر اور ادیب وکٹر ہیوگو کا قول نقل کیا تھا :

" آزادی کا بیج کبھی بار آور نہیں ہوسکتا جب تک ظلم کے پانی سے اُسکی آبیاری نہ ہو "

مختصر نویس نے " ظلم " کی جگہ " دھرم " لکھدیا ہے جو صریح غلط اور بے موقعہ ہے - البتہ اسکی آواز " ظلم " سے مشابہہ ہے -

اسی طرح ایک مقام پر ہے :

" اُنھوں نے جیل خانے کی مصیبت کو برباد کیا ہے "

حالانکہ مصیبت کو برباد کرنے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے - غالباً میں نے " برداشت کیا ہے " کہا ہوگا - یعنی اُنھوں نے جیل کی مصیبت جھیل لی ہے - چونکہ دونوں لفظوں کی آواز ملتی جلتی ہے اور مختصر نویس خود فہم و امتیاز سے محروم ہے ' اسلیے " برداشت " کی جگہ " برباد " لکھہ گیا !

(اُردو مختصر نویسی)

اصل یہ ہے کہ اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ اور مختصر نویس کی نا قابلیت ' دونوں ان نقائص کیلیے ذمہ دار ہیں -

اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ سنہ ۱۹۰۵ - میں کرسچیسن کالج لکھنؤ کے دو پروفیسروں نے ایجاد کیا ' جن میں سے ایک کا نام مرزا محمد ہادی - بی - اے ہے - میں اُس وقت لکھنؤ ہی میں تھا ' اسلیے مجھے ذاتی طور پر اُسکے دیکھنے اور موجدوں سے گفتگو کرنے کا بارہا اتفاق ہوا - مجھے معلوم ہے کہ اسکے موجدوں نے انگریزی علامات کو بہت تھوڑے سے تغیر کے ساتھہ منتقل کرلیا ہے ' لیکن وہ اُردو حروف و املاء کو پوری طرح محفوظ کردینے میں کامیاب نہ ہوسکے - خود انھیں بھی اس نقص کا ایک حد تک اعتراف تھا - لیکن وہ خیال کرتے تھے کہ مختصر نویس کی ذاتی قابلیت اور حافظہ و مناسبت سے اسکی تلافی ہوجائیگی - میں اپنے ذاتی معلومات کی بنا پر کہتا ہوں کہ تجربے سے انکا خیال درست نہ نکلا -

صوبجات متحدہ کي گورنمنٹ نے ابتدائي تجربے کیلیے دو پولیس سب انسپکٹروں کو تعلیم دلائي تھي - انھوں نے سب سے پہلے آزمائشي طور پر جن پبلک تقریروں کو قلمبند کیا' میں بتلانا چاھتا ھوں کہ وہ میري اور شمس العلماء مولانا شبلي نعماني مرحوم کي تقریریں تھیں - ھم دونوں نے انجمن اسلامیہ ھردوئي کے سالانہ جلسے میں لکچر دیے تھے - مجھے اچھي طرح یاد ھے کہ مولانا شبلي نے في منٹ ساٹھہ لفظوں کے رفتار سے تقریر کي تھي' اور میري تقریر في منٹ ۷۰ - سے ۹۰ تک تھي جیسا کہ خود مختصر نویسوں نے ظاھر کیا تھا - ظاھر ھے کہ یہ کوئي تیز رفتار نہ تھي - تاھم جب انھوں نے اپنا کام مرتب کرکے دکھلایا تو بالکل ناقص اور غلط تھا - اسکے بعد بھي مجھے بارھا اپني تقریروں کے قلمبند کرانے کا اتفاق ھوا' لیکن ھمیشہ ایسا ھي نتیجہ نکلا - ابھي حال کي بات ھے کہ خلافت کانفرنس آگرہ میں میرا زباني پریزیڈنشل ایڈرس ایک مشاق مختصر نویس سید غلام حسنین نے قلمبند کیا جو عرصہ تک یو - پی کے محکمہ سی - آئي - ڈي میں کام کرنے کے بعد مستعفی ھوا ھے - لیکن جب لانگ ھینڈ میں مرتب کرکے مجھے دکھلایا گیا تو اسکا کوئی حصہ صحیح اور مکمل نہ تھا -

یہ تو اصل قاعدہ کا نقص ھے' لیکن جب اسپر مختصر نویس کی نا قابلیت کا بھی اضافہ ھوجاے' تو پھر کوئی خرابی ایسی نہیں ھے جس سے انسانی تقریر مسخ نہ کی جاسکے - کلکتہ اور بنگال کی مخصوص حالت نے اس نقص کو اور زیادہ پر مصیبت بنا دیا ھے - یہاں کے دیسی اور یوروپین افسر خود اردو زبان سے بالکل واقفیت نہیں رکھتے - حتی کہ معمولی طور پر بول بھي نہیں سکتے - انکے نزدیک ھر وہ آدمي جو انگریزي زبان سے کسی مختلف لہجہ میں آواز نکالے' اردو کا اسکالر ھے - نتیجہ یہ ھے کہ پولیس اور عدالت ان رپورٹروں اور مختصر نویسوں کو بطور سند کے استعمال کررھي ھے' جن بیچاروں کي استعداد پر ھمیشہ ھم لوگ تمسخر کیا کرتے ھیں -

میں وثوق کے ساتھہ کہہ سکتا ہوں کہ کلکتہ کی پولیس اور عدالتوں میں ایک شخص بھی اردو زبان کیلیے قابل اعتماد نہیں ہے - اگر یہاں اس حقیقت کا کچھہ بھی احساس ہوتا ' تو صرف یہی بات بطور ایک عجیب واقعہ کے خیال کی جاتی کہ میری تقریروں کیلیے پولیس اور سی - آئی - ڈی کے غریب رپورٹروں کی شہادت لی جارہی ہے ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ کم ازکم یہ منظر ضرور میرے لیے تکلیف دہ ہے !

(مشرقی لٹریچر اور سرکاری وسائل علم)

یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں اپنے ڈیفنس کی غرض سے ان شہادتوں کی بے اعتمادی ثابت نہیں کر رہا ہوں - میں تو پورا پورا اقرار کرچکا - مقصود صرف دو باتوں کا اظہار ہے :

اولاً ' جو سرکاری مقدمات اردو تقریر و تحریر کی بنا پر چلائے جاتے ہیں ' انکے وسایل ثبوت کس درجہ ناکارہ اور نا قابل اعتماد ہیں ؟

ثانیاً ' ہندوستان کی بیوروکریسی کی ناکامیابی اور ناموافقت - وہ ڈیڑھہ سو برس تک حکومت کرکے بھی اس قابل نہیں ہوئی کہ ہندوستانی زبانوں کے متعلق صحیح اور مستند ذرایع سے معلومات حاصل کرسکتی - مجھے یاد ہے کہ جب اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ میں نظر بند کیاگیا ' اور بہار گورنمنٹ کے حکام اور پولیس افسر (جنکو اردو زبان سے بمقابلۂ بنگال زیادہ تعلق ہے) تلاشی کیلیے آئے ' تو انہوں نے میری تمام کتابوں کو بھی ایک خوفناک لٹریچر سمجھکر نہایت احتیاط کے ساتھہ قبضہ میں کرلیا - یہ تمام کتابیں عربی اور فارسی زبان میں تھیں' اور تاریخ' فقہ' فلسفہ کا معمولی مطبوعہ ذخیرہ تھا جو بازاروں میں فروخت ہوتا رہتا ہے - صرف ایک کتاب " مطالب عالیہ " نامی قلمی تھی جو سب سے زیادہ پر اسرار سمجھی گئی - لطف یہ ہے کہ انکی فہرست ڈپٹی کمشنر کی درخواست سے مجھے ہی مرتب کرنی پڑی - کیونکہ تفتیش جرائم کے اس پورے کمیشن میں ایک شخص بھی اس قابل نہ تھا کہ کتابوں کے ٹائیٹل پیج کو صحت کے ساتھہ پڑھہ لیتا !

میں نے نظر بندی کے زمانے میں چارسال تک اپنی ڈاک کیلیے خود ہی سنسر شپ کے فرائض بھی انجام دیے ہیں کیونکہ جو سرکاری افسر اس غرض سے مقرر کیا گیا تھا وہ اسقدر قابل آدمی تھا کہ اردو کے معمولی لکھے ہوے خطوط بھی نہیں پڑھ سکتا تھا - وہ اکثر میری ڈاک صرف دستخط کرکے بھیج دیتا اور شب کو آکر مجھسے اسکا ترجمہ لکھوا لیتا !

جبکہ نظر بندی میں میں اپنی ڈاک کی خود ہی نگرانی کررہا تھا ' تو شملہ اور دہلی کے حکام اپنی کار فرمائی پر نہایت نازاں تھے' اور سمجھتے تھے کہ انہوں نے اپنے ایک خطرناک دشمن کو بالکل مجبور اور معطل کردیا ہے !

اِسوقت بھی میرے قلمی مسودات کلکتہ پولیس کے قبضہ میں ہیں - ان میں سب سے زیادہ خوفناک جرم ' تاریخ ' تفسیر قرآن ' اور لٹریچر ہے !

میں یہاں عربی داں اشخاص کی دلچسپی کیلیے ان کتابوں کے چند نام درج کردیتا ہوں ' جنھیں نہایت خوفناک سمجھکر پولیس نے شملہ بھیجا تھا ' اور عرصہ تک سر چارلس کلیو لینڈ کے حکم سے میری نظر بندی کے دیگر معاملات کی طرح انکی بھی تحقیقات ہوتی رہی :

فتح القدیر شرح ہدایہ - طبقات الشافعیہ سبکی - ازالۃ الخفا - کتاب الام - مدونۂ امام مالک - مطالب عالیہ امام رازی - شرح حکمۃ الاشراق - شرح مسلم الثبوت بحر العلوم - کتاب المستصفی - کتاب اللمع -

اصل یہ ہے کہ کسی جرم کیلیے جو لٹریچر سے تعلق رکھتا ہو' کوئی ایسی عدالت منصفانہ کارروائی نہیں کرسکتی جو ذاتی طور پر راے قائم نہ کرسکے - یعنے خود اس زبان سے واقف نہو - لیکن موجودہ بیورو کریسی علاوہ بیورو کریسی ہونے کے غیر ملکی بھی ہے ' اسلیے ہر گوشہ میں اجنبی اقتدار کی غلامی کے نتائج کام کر رہے ہیں - عدالتیں ہندوستان کی ہیں اور ہندوستانیوں کیلیے ہیں ' لیکن انکی زبان جزیرۂ برطانیہ کی ہے' اور اکثر حالتوں میں ایسے افراد سے مرکب ہیں جو ملکی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے !

یہي وجه هے که اب هم اس گورنمنٹ سے اور کچھه نہیں چاهتے - صرف یه چاهتے هیں که جسقدر بهي جلد ممکن هو' وه اپنے سے بہتر اور حقدار کیلیے اپني جگه خالي کردے -

(موجوده حالت قدرتي هے)

(۱۸) میں جیسا که ابتدا میں لکھه چکا هوں' خاتمۂ سخن میں بهي دهراؤنگا - آج گورنمنٹ جو کچهه همارے ساتهه کر رهي هے' وه کوئي غیر معمولي بات نہیں هے جسکے لیے خاص طور پر اُسے ملامت کي جاے - قومي بیداري کے مقابلے میں مقاومت اور جبر و تشدد تمام قابض حکومتوں کیلیے طبیعت ثانیه (سکینڈ نیچر) کا حکم رکهتا هے' اور همیں یه توقع نہیں رکهني چاهیےکه هماري خاطر انساني طبیعت بدل دي جائیگي -

یه قدرتي کمزوري افراد اور جماعت' دونوں میں یکساں طور پر نمود رکهتي هے - دنیا میں کتنے آدمي هیں جو اپنے قبضه میں آئي هوئي چیز صرف اسلیے لوٹا دینگے که وه اُسکے حقدار نہیں ؟ پهر ایک پورے بر اعظم کیلیے ایسي امید کیونکر کي جا سکتي هے ؟ طاقت کبهي کسي بات کو صرف اس لیے نہیں مان لیتي که وه معقول اور مدلل هے - وه تو خود بهي طاقت کي نمود کا انتظار کرتي هے' اور جب وه نمودار هو جاتي هے تو پهر نا واجب سے نا واجب مطالبه کے آگے بهي جهک جاتي هے - پس کشمکش اور انتظار ناگزیر هے' اور ایک ایسی قدرتی بات هے جسکو بالکل دنیا کے معمولی اور روز مره کاموں کیطرح بلا کسي تعجب و شکایت کے انجام پانا چاهیے -

میں یه بهي تسلیم کرتا هوں که تاریخ نے اس بارے میں انساني ظلم و تعدي کے جو هیبت ناک مناظر دکهلائے هیں' انکے مقابلے میں موجوده جبر و تشدد کسي طرح بهي زیاده نہیں کہا جاسکتا - البته میں نہیں کہه سکتا که یه کمي اسلیے هے که ابهي ملک کا جذبۂ قرباني ناتمام هے' یا اسلیے هے که ظلم زیاده مکمل نہیں ؟ مستقبل اسکو واضح کردیگا -

جس طرح اس کشمکش کا آغاز ہمیشہ یکساں طور پر ہوا ہے، اُسی طرح خاتمہ بھی ایک ہی طرح ہوا ہے - ہمیں معلوم ہے کہ اگر ہمارا جذبۂ آزادی و حق طلبی سچا اور اٹل ثابت ہوا، تو یہی گورنمنٹ جو آج ہمیں مجرم ٹھہرا رہی ہے، کل کو فتح مند محب الوطنوں کی طرح ہمارے استقبال پر مجبور ہوگی !

(بـــغـــاوت)

(۱۹) مجھ پر سڈیشن کا الزام عائد کیا گیا ہے، لیکن مجھے " بغاوت " کے معنی سمجھ لینے دو - کیا " بغاوت " آزادی کی اُس جد و جہد کو کہتے ہیں جو ابھی کامیاب نہیں ہوئی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو میں اقرار کرتا ہوں - لیکن ساتھ ہی یاد دلاتا ہوں کہ اسی کا نام قابل احترام حب الوطنی بھی ہے جب وہ کامیاب ہو جائے - کل تک آیر لینڈ کے مسلم لیڈر باغی تھے، لیکن آج ڈی ویلرا اور گریفتھ کیلیے برطانیۂ عظمی کونسا لقب تجویز کرتی ہے ؟

اسی آیر لینڈ کے پارنل (Parnel) نے ایک مرتبہ کہا تھا : "ہمارا کام ہمیشہ ابتدا میں بغاوت اور آخر میں حب الوطنی کی مقدس جنگ تسلیم کیا گیا ہے "

(قانون " قضاء بالحق ")

(۲۰) میں مسلمان ہوں، اور میرے یقین کیلیے وہ بس کرتا ہے، جو میری کتاب شریعت نے بتلایا ہے - قرآن کہتا ہے - جسطرح مادہ اور اجسام میں انتخاب طبیعی (Natural Selection) اور بقاء اصلح (Survival of the fittest) کا قانون جاری ہے، اور فطرۃ صرف اسی وجود کو باقی رہنے دیتی ہے جو صحیح و اصلح ہو - ٹھیک اسیطرح تمام عقائد و اعمال میں بھی یہی قانون کام کر رہا ہے - آخری فتح اسی عمل کی ہوتی ہے جو حق اور سچ ہو، اور اسلیے باقی و قائم رہنے کا حقدار ہو - پس جب کبھی انصاف اور نا انصافی میں مقابلہ ہوگا، تو آخر کی جیت انصاف ہی کے حصہ میں آئیگی : و اما ما ینفع النـــاس فیمکث فی الارض کـــذلـــک یضرب اللہ الامثال - (۱۳ : ۱۸) زمین پر وہی چیز باقی رہیگی جو نافع ہو - غیر نافع چھانٹ دی جائیگی -

یہی وجہ ہے کہ قرآن کی اصطلاح میں سچائی کا نام " حق " ہے ' جسکے معنی هی جم جانے اور ثابت ہو جانے کے هیں - اور جھوٹ اور بدی کا نام باطل ہے' جسکے معنی هی مٹ جانے کے هیں : ان الباطل کان زھوقا - باطل تو صرف اسی لیے ہے کہ مٹ جاے !

پس آج جو کچھہ هورها ہے ' اسکا فیصلہ کل هوگا - انصاف باقی رهیگا - نا انصافی مٹادی جائیگی - هم مستقبل کے فیصلہ پر ایمان رکھتے هیں !

البتہ یہ قدرتی بات ہے کہ بدلیوں کو دیکھکر بارش کا انتظار کیا جاے - هم دیکھہ رہے هیں کہ موسم نے تبدیلی کی تمام نشانیاں قبول کرلی هیں - افسوس ان آنکھوں پر جو نشانیوں سے انکار کریں !

میں نے انھی تقریروں میں جو میرے خلاف داخل کی گئی هیں' کہا تھا : " آزادی کا بیج کبھی بار آور نہیں هوسکتا جب تک جبر و تشدد کے پانی سے اُسکی آبیاری نہو "

لیکن گورنمنٹ نے آبیاری شروع کردی ہے !

میں نے انھی میں کہا تھا : " مبلغین خلافت کی گرفتاریوں پر کیوں مغموم هو ؟ اگر تم فی الحقیقت انصاف اور آزادی کے طلبگار هو ' تو جیل جانے کیلیے طیار هو جاؤ - علی پور کا جیل اسطرح بھر جاے کہ اسکی کوٹھریوں میں چوروں کیلیے جگہ باقی نہ رہے "

فی الحقیقت جگہ باقی نہیں رهی ہے - پریسیڈنسی اور سنٹرل جیل کا بڑا حصہ معمولی قیدیوں سے خالی کردیا گیا - پھر بھی جگہ کافی نہ هوئی - نیا جیل بنایا گیا - وہ بھی آناً فآناً بھر گیا - جگہ نکالنے کیلیے سینکڑوں قیدی رہا کردیے گئے ' لیکن ان سے دگنے نئے آگئے - اب مزید نئے جیل بنائے جا رہے هیں !

(سرکاری وکیل ' پولیس ' اور مجسٹریٹ)

(۲۱) قبل اسکے کہ میں اپنا بیان ختم کروں ' اپنے اُن هم وطن بھائیوں کی نسبت بھی ایک دو جملے کہونگا ' جو اس مقدمہ میں میرے خلاف کام کر رہے هیں -

میں نے اوپر کہیں کہا ہے کہ " سي - آئی - ڈي کا کام جہالت اور شرارت دونوں سے مرکب ہوتا ہے" یہ میں نے اس ذاتي علم کي بنا پر کہا جو بے شمار مقدمات کي نسبت مجھے حاصل ہے - تاہم میں تسلیم کرتا ہوں کہ سي - آئی - ڈي کے جن آدمیوں نے میرے خلاف شہادت دي ہے ' اُنہوں نے اُس اعتماد کے سوا جو اپنے کام پر ظاہر کیا ہے ' کوئي بات بھي غلط نہیں کہی ہے -

میري تقریریں جو پیش کیگئي ہیں' ان میں بھي میں کوئي بات شرارت کي نہیں پاتا - جسقدر انکے اغلاط اور نقایص ہیں' غالباً صرف ناقابلیت کا نتیجہ ہیں - ایک دو مقامات ایسے ہیں جنکي نسبت خیال کیا جاسکتا ہے کہ دانستہ خراب کرکے دکھلاے ہیں - مثلاً جہاں جہاں میں نے لوگوں کو با امن رہنے ' ہڑتال نہ کرنے ' ہر طرح کے مظاہرات سے مجتنب رہنے کي تلقین کي ہے ' وہ بقیہ حصوں سے بھي زیادہ اُلجھے ہوے اور بے ربط ہیں - متعدد مقامات پر " امن " کو " ایمان " کردیا ہے جو وہاں بالکل بے ربط ہے - تاہم میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھي قاعدہ کے نقص اور ذاتي ناقابلیت کیوجہ سے ہے نہ کہ شرارت سے -

البتہ میرا یقین ہے کہ انہوں نے اپنے کام پر جو اعتماد ظاہر کیا ہے' اور جس غرض سے یہ کام انجام دیا ہے ' وہ ضرور معصیت ہے - لیکن ساتھہ ھي مجھے اُنکی کمزوري بھي معلوم ہے - وہ محض چند روپیوں کي نوکري کیوجہ سے ایسا کر رہے ہیں' اور اتنا قوي ضمیر نہیں رکھتے کہ سچائي کو ہر بات پر ترجیح دیں - پس میرے دل میں انکے لیے کوئی رنج اور ملامت نہیں ہے - میں اس کام کیلیے اُنہیں معاف کرتا ہوں ' اور دعا کرتا ہوں کہ خدا بھی معاف کردے -

پبلک پراسیکوٹر بھي جو ان مقدمات میں کام کر رہا ہے ' میرا ایک ہم وطن بھائي ہے - اسکي ضمیر یا راے میرے سامنے نہیں ہے - محض مزدوري ہے ' جو اس کام کیلیے وہ گورنمنٹ سے حاصل کرتا ہے - پس اسکي طرف سے بھي میرے دل میں کوئي رنج نہیں - البتہ میں ان سب کے لیے وھي دعا مانگونگا جو پیغمبر اسلام نے ایک موقعہ پر مانگي تھي : " خدایا ! ان پر راہ کھول دے ' کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں ؟ "

(فاقض ما انت قاض !)

میں مجسٹریٹ کي نسبت بھي کچھہ کہنا چاھتا ھوں - زیادہ سے زیادہ سزا جو اسکے اختیار میں ھے' بلا تامل مجھے دیدے - مجھے شکایت یا رنج کا کوئي احساس نہ ھوگا - میرا معاملہ پوري مشینري سے ھے - کسي ایک پرزے سے نہیں ھے - میں جانتا ھوں کہ جب تک مشین نہیں بدلیگي' پرزے اپنا فعل نہیں بدل سکتے -

میں اپنا بیان اٹلي کے قتیل صداقت گارڈینیو برونو کے لفظوں پر ختم کرتا ھوں' جو میري ھي طرح عدالت کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا :

" زیادہ سے زیادہ سزا جو دي جاسکتي ھے' بلا تامل دیدو - میں یقین دلاتا ھوں کہ سزا کا حکم لکھتے ھوے جسقدر جنبش تمھارے دل میں پیدا ھوگي' اسکا عُشرِ عشیر اِضطراب بھي سزا سنکر میرے دل کو نہ ھوگا "

(خـــاتمـــہ)

مسٹر مجسٹریت ! اب میں اور زیادہ وقت کورٹ کا نہ لونگا - یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ھے' جسکي ترتیب میں ھم دونوں یکساں طور پر مشغول ھیں - ھمارے حصہ میں یہ مجرموں کا کٹھرا آیا ھے - تمھارے حصہ میں وہ مجسٹریت کي کرسي - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اس کام کیلیے وہ کرسي بھي اُتني ھي ضروري چیز ھے' جسقدر یہ کٹھرا - آؤ' اِس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردیں - مورخ ھمارے اِنتظار میں ھے' اور مستقبل کب سے ھماري راہ تک رھا ھے - ھمیں جلد جلد یہاں آنے دو' اور تم بھي جلد جلد فیصلہ لکھتے رھو - ابھي کچھہ دنوں تک یہ کام جاري رھیگا - یہانتک کہ ایک دوسري عدالت کا دروازہ کھل جاے - یہ خدا کے قانون کي عدالت ھے - وقت اُس کا جج ھے - وہ فیصلہ لکھیگا' اور اُسي کا فیصلہ آخري فیصلہ ھوگا ! و الحمد للہ اولا و اخرا -

۱۱ - جنوري سنہ ۱۹۲۲ع

احمــــد

پریسیڈنسي جیل - علي پور ــــ کلکتہ

آخــــري پيشـــي

(۹ - فروري سنه ۱۹۲۲ع)

صـــرف ايک ســـال قيـــد با مشقت !

" يـه اُس سے بہت کـم ہے جس کا ميں متـــوقع تها "

۹ - فروري سے پہلے مولانا کي جانب سے حسب ذيل اُمور کا زباني اور بذريعه اخبار اعلان کيا گيا :

(۱) ۹ - فروري کو کوئي شخص عدالت کي کار روائي ديکهنے کيليے نه آے - نه کسي طرح کا هجوم سڑکوں پر هو -

(۲) يه يقيني ہے که اُنهيں سزا کا حکم سنايا جائيگا - پبلک کو چاهيے که پورے صبر و سکون کے ساتهه اسکي منتظر اور متوقع رہے - کوئي هڑتال نهيں هوني چاهيے - نه کسي طرح کا غير معمولي مظاهره کرنا چاهيے -

(۳) ۹ - کو لوگ جيل کي طرف بهي هجوم نه کريں - اور نه اُنهيں ديکهنے کيليے جد و جهد کريں - صرف اپني معمولي روزانه جد و جهد جاري رکهيں ' اور جهانتک ممکن هو اسکي سرگرمي بڑهائيں -

بعض کارکنان خلافت و کانگرس نے غلطی سے کارخانوں اور سرکاري محکموں ميں کام کرنے والوں کو هڑتال کے ارادے سے نهيں روکا تها اور خاموشي اختيار کرلی تهی - ۷ - کو جب مولانا کو معلوم هوا تو اُنهوں نے فوراً رکواديا ' اور هر جگهه يه بات پہنچا دي گئی که جو شخص انکے ليے کچهه کرنا چاهتا ہے ' اُس کے اظهار محبت و عقيدت کی صرف يهی راه ہے که والنٹير بن جاے اور جيل جانے کيليے طيار هو جاے - هڑتال اور مظاهره نه صرف اصول کے خلاف ہے ' بلکه مقاصد کيليے مضر بهی ہے -

اگرچہ یہ تمام کار روائیاں علانیہ ہو رہی تھیں - افسران جیل کی موجودگی میں وہ تمام پیغامات دیتے تھے اور لکھواتے تھے' اور پھر اخبارات میں بھی شائع ہو جاتے تھے ' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ارکان حکومت کو اطمینان نہ تھا -

مولانا اور مسٹر داس کے مقدمات میں عدالت کی جانب سے پے درپے التواء کیا گیا - گورنمنٹ کا تذبذب اور اضطراب بھی برابر ظاہر ہوتا رہا - نیز راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی تجویز اور نام نہاد مصالحت کی کارروائیاں بھی جاری رہیں - ان تمام اسباب سے پبلک کو یہ توقع ہوگئی تھی کہ شاید انہیں رہا کردیا جاے - زیادہ تائید اس بات کی کلکتہ اور بنگال کی مخصوص حالت سے بھی ہوتی تھی جس کی طرف سے مقامی گورنمنٹ کی تشویش روز بروز بڑھتی جاتی تھی ' اور بار بار یہ افواہیں مشہور کی جاتی تھیں کہ بہت جلد انہیں رہا کردیا جائیگا - گورنمنٹ کو بڑی تشویش مزدوروں کے ہڑتال سے تھی - علی الخصوص خضر پور ڈک کے مزدوروں اور شہر کے تمام خانساموں وغیرہ سے جو پندرہ بیس ہزار کی تعداد میں ہوٹلوں اور انگریزوں کے پرائیوٹ مکانوں میں کام کرتے ہیں - اُن کا ایک دن کیلیے بھی ہڑتال کرنا تمام انگریزی آبادی کی زندگی دشوار کردے سکتا ہے - اسی طرح ڈک کے مزدوروں کی جماعت بھی ایک ایسی جماعت ہے جو اگر کام چھوڑدے تو اس کا کام ایک دن کیلیے بھی دوسرے آدمی نہیں چلا سکتے - تمام تجارت اور مال کی درامد برامد اسی پر موقوف ہے -

خانساموں اور ڈک کے مزدوروں کی باقاعدہ یونین قائم ہے - دونوں نے فی الواقع ہڑتال کا ارادہ کرلیا تھا - ڈک کے مزدور تو انکی گرفتاری پر ہڑتال کر بھی چکے تھے لیکن کانگریس کمیٹی نے بہ مشکل سمجھا بجھا کے کام پر لگایا -

اسی طرح تمام سرکاری کالجوں کے طلبا کی نسبت بھی گورنمنٹ کا خیال تھا کہ بمجرد اعلان سزا کے کالجوں سے نکل آئینگے - انہی اسباب سے فیصلہ میں تاخیر کی جارہی تھی -

لیکن مولانا نے ۷ - کو ایک پیغام تمام اخبارات میں اس مضمون کا شائع کرایا کہ انکے مقدمہ کی نسبت کوئی غلط توقع لوگ نہ باندھہ لیں - یہ قطعی ہے کہ

انہیں سزا دي جائیگي - لوگوں کو چاهیے که پورے نظم و سکون کے ساتهه اُسکے سننے کیلیے طیار رهیں - هڑتال وغیرہ کیلیے اُنھوں نے کہا که " هم ایک سال سے کہتے آئے هیں که کامیابي اسي پر موقوف هے که خاموشي کے ساتهه لوگ گرفتار هوجائیں - چنانچه هزاروں آدمیوں نے اپنے تئیں گرفتار کرادیا - اب جب هم خود گرفتار هوے هیں تو همیں بهي اپنے لیے وهي پسند کرنا چاهیے جو همنے دوسروں کیلیے پسند کیا تها - یه نہایت افسوس ناک غلطي هوگی اگر هماري سزا یابي کیلیے هڑتالیں کي گئیں ' یا همیں چهوڑ دینے کیلیے کسي ایک هندوستاني نے بهي کام چهوڑا "

اس پیغام نے نہایت تعجب انگیز اثر پیدا کیا جسکي خود گورنمنٹ کو بهي توقع نه تهی - تمام لوگ جو جوش و اضطراب میں بے قابو هو رهے تهے' پتهر کي طرح اپني اپني جگهه جم گئے - هڑتال کا ارادہ بالکل فسخ کردیا گیا - اور ۹ - کو عدالت اور جیل میں بهي کسي طرح کا هجوم نہیں هوا

با ایں همه گورنمنٹ کے ارکان مطمئن نه تهے اور دیکهه رهے تهے که گیارہ بجے کے بعد کیا صورت پیش آتي هے ؟ اسلیے گیارہ بجے تک بعد میں کوئی خبر نہیں دي گئي که کارروائي کہاں هوگي ؟ کورٹ میں یا جیل میں ؟ جب بارہ بج چکے اور کسي طرح کي بهیڑ عدالت میں نہیں هوئي ' تو مولانا طلب کیے گئے - بارہ بجے وہ پہنچے - اُسوقت ایک مقدمه کي کارروائي هورهي تهی - لیکن مجسٹریٹ نے عارضي طور پر اُسے ملتوي کرکے مولانا کو طلب کیا - اور فیصله سنایا - فیصله یه تها که ایک برس قید با مشقت -

مولانا نے فیصله سنکر مجسٹریٹ سے مسکراتے هوے کہا " یه تو اُس سے بہت کم هے جسکی مجهے توقع تهي ! " مجسٹریٹ هسنے لگا اور مولانا برامدے میں واپس آگئے -

یہاں کورٹ انسپکٹر موجود تها جو اُنہیں اپنے آفس روم میں لے گیا اور کہا مجهے آپ معاف کرینگے اگر میں چند منٹ آپکو یہاں بٹهاؤں اور ضابطه کي کارروائي انجام دیدوں - مولانا نے کہا میں یه " چند منٹ " ایک سال با مشقت

میں شمار نه کرونگا - یہاں اُس نے سزا کے رجسٹر میں حسب قاعدہ اُنکا نام، ولدیت عمر، حلیہ، قد، اور دستخط کا اندراج کرلیا - اُسکے بعد وہ جیل کي گاڑي میں مسلح پولیس کے ساتھہ روانه کردیے گئے -

اس طرح کامل ساٹھہ دن کے بعد یہ کہاني ختم ہوگئي - اور جس شخص کو ایک دن کیلیے بھي قید کرنا گورنمنٹ کیلیے آسان نه تھا، اور بغیر اسکے ممکن نه تھا که لاکھوں انسانوں کے اضطراب پر غلبه حاصل کیا جاے، وہ اس آساني اور خاموشي کے ساتھہ ایک برس کیلیے قید خانے میں بھیجدیا گیا ! یه فی الحقیقت نواں کواپریشن کے نظم و طاقت کا ایک حیرت انگیز ثبوت ہے !

عدالت کا فیصله (جیساکه توقع تھي) نہایت مختصر ہے - نه تو استغاثه کي تشریح کي گئي ہے، نه الزام کے اثبات کے وجوہ و دلائل بیان کیے ہیں - حتی که یه بات بھي اُس سے معلوم نہیں ہوسکتي که ملزم نے کن الفاظ کے ذریعه ۱۲۴ - الف کا ارتکاب کیا ہے ؟ اور کیونکر اسکي تقریریں اس دفعه کے ماتحت آتي ہیں ؟ البته اس امر پر زور دیا گیا ہے که ملزم نے تقریروں کے تمام وہ حصے تسلیم کرلیے جو گورنمنٹ کے متعلق تھے - مگر وہ کیا ہیں ؟ ان پر کوئي توجه نہیں کي گئي - بہتر یه تھا که سزا کي بنیاد اسي بات پر رکھدي جاتي که ملزم نے نہایت صفائي کے ساتھہ اپنے " مجرم " ہونے کا بار بار اظہار کیا ہے اور تسلیم کیا ہے که بحالت موجودہ آزادي اور حق کا مطالبه ہی جرم ہے !

نقل و ترجمہ فیصلۂ عـــدالت

مقدمہ نمبری ۲۸ - سنہ ۱۹۲۲

قیصـــر هنـــد

بنام

محي الدین احمد عرف مولانا ابوالکلام آزاد

فیصلـــہ

اس مقدمہ میں مولانا ابوالکلام آزاد زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات هند مجرم قرار دیے جاتے هیں ' کیونکہ اُنہوں نے پہلي جولائي سنہ ۲۱ - کو مرزا پور اسکوائر کلکتہ میں مسئلۂ خلافت' پنجاب ' اور آزادي وطن کے مضامین پر' اور نیز ۱۵ - جولائي سنہ ۲۱ - کو اُسي مقام پر مسئلہ ترک موالات وغیرہ پر اُردو میں تقریر کرتے هوے' ایسے الفاظ استعمال کیے' جن کے ذریعہ گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں نفرت و حقارت پهیلانے کي کوشش کی -

اِستغاثہ کي طرف سے جو شہادتیں پیش هوئي هیں ' اُن سے حسب ذیل واقعات ثابت هوتے هیں : مسٹر گولڈي ڈپٹي کمشنر پولیس اسپیشل برانچ نے یہ اطلاع پاتے هي کہ یکم جولائی کو مرزا پور پارک میں کوئي جلسہ هونیوالا هے ' اپنے اُردو شارٹ هینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد ' انسکٹر ایس - کے - گهوسال سب انسپکٹر محمد اسمعیل' اور ایس - سي کر کو جلسہ کي کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لینے کے لیے متعین کیا -

افسران مذکور جلسہ میں شریک هوے - اُنہوں نے تمام کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لیے - ان میں ملزم کي تقریر بهي هے جو اُس جلسہ کے صدر تہے - جلسہ میں تقریباً بارہ سو آدمیوں کا اجتماع تہا - جاسہ کا مقصد خلافت کے تین مبلغ :. سعید الرحمن' اجودهیا پرشاد ' اور جگدمبا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تهي -

منجملہ اور مقرروں کے ملزم نے بھي اُردو میں ایک طویل تقریر کی - اُنکي تقریروں کے نوٹ اُردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابواللیث محمد نے اور کچھہ حصے دوسرے پولیس کے افسروں نے لیے - یہ نوٹ مسٹر گولڈي کے سامنے پیش ہوے - اُنہوں نے اُنپر اپنے دستخط ثبت کردیے -

ابواللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اُسکي نقل مسٹر گولڈي کے پاس بھیجدي - دوسرے پولیس افسروں نے بھي اپنے اُسي لانگ ہینڈ نوٹ کي ایک مشترکہ رپورٹ افسر مذکور کے پاس بھیجدي تھي -

۱۵ - جولائي سنہ ۲۱ - کو مسٹر گولڈي نے اُسي اُردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد ' انسپکٹر بي - بي مکرجی ' سب انسپکٹر محمد اسمعیل ' اور ایس - سي کر کو ایک دوسرے جلسہ کی کارروائیوں اور تقریروں کے نوٹ لینے کے لیے متعین کیا جو اسی مقام پر ہونے والا تھا -

ملزم حاضرین جلسہ میں تھے - اُنہوں نے مذکورۂ بالا خلافت کے تین مبلغین: سعید الرحمن' - جگدمبا پرشاد اور اجودھیا پرشاد ' کی سزا یابی کے خلاف اُردو میں تقریر کی' اور لوگوں کو اس بات کی تلقین کی اور شوق دلایا:کہ وہ بھی انکی پیروی کریں اور جیل جائیں - جلسہ میں ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - ابواللیث نے ملزم کی تقریر کے نوٹ اُردو شارٹ ہینڈ میں لیے - اور دوسرے افسروں نے اُنکے کچھہ حصے لانگ ہینڈ میں لیے -

ابواللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اسکی نقل ' اور دیگر افسروں نے ایک مشترکہ رپورٹ مسٹر گولڈي کے سامنے پیش کردي -

ابو اللیث کی اُردو کی دونوں نقلوں کا ترجمہ سرکاري مترجم مسٹر باما چرن چٹرجی نے کیا ہے - مسٹر گولڈي نے نقل اور ترجمہ ملنے کے بعد ملزم کی مذکورہ تقریروں کے خلاف دفعہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت گرفتار کرنے کی درخواست گورنمنٹ آف بنگال سے کی - اور ۲۲ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ - کو سینکشن حاصل کیا - اسلئے اس سیکشن کي تصدیق بھي کردي ہے -

ابواللیث اور دوسرے افسروں نے حلفیہ بیان کیا ہے کہ جو نوٹ انہوں نے لیے ہیں، اور جو مشترکہ رپورٹ انہوں نے داخل کی ہے، وہ درست اور سچی ہیں -

باما چرن چٹرجي نے بھي حلفیہ بیان کیا ہے کہ دونوں نقلوں کا جو ترجمہ اسنے کیا ہے ' وہ صحیح اور اصلي ہے - لہذا کوئي وجہ نہیں کہ میں انکي سچائي میں شبہہ کروں - '

ملزم نے ایک طویل بیان داخل کیا ہے جو گورنمنٹ کي برائیوں کي داستان سے پر ہے - اسمیں نہایت تشریح کے ساتھہ ان تمام کارروائیوں کو دکھایا ہے جنکي وجہ سے وہ گورنمنٹ کو " ظالم گورنمنٹ " کے نام سے تعبیر کرتا ہے، اور نیز اپني ان تمام کارروائیوں کا ذکر کیا ہے جو ان غیر قانوني کارروائیوں کے خلاف اُس نے کي ہے - وہ کہتا ہے کہ اُسکي تقریروں کی نقل بالکل ناقص، غلط ' اور مسخ شدہ ہے، اور بعض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معنی جملوں کا مجموعہ ہے - لیکن بہر کیف وہ اُن تمام حصوں کو تسلیم کرتا ہے جنمیں گورنمنٹ کي نسبت خیالات کا اظہار کیا گیا ہے - یا پبلک سے گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد کي اپیل کي گئي ہے

میں نے نہایت احتیاط سے یہ تقریریں پڑھي ہیں اور انپر کامل غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ باغیانہ ہیں -

اور یہ کہ ملزم نے ان تقریروں کے ذریعہ گورنمنٹ قائم شدہ از روے قانون کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے کي کوشش کي -

میں ملزم کو حسب دعوی استغاثہ مجرم پاتا ہوں - اور زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند ایک سال قید با مشقت کي سزا دیتا ہوں -

(دستخط)   ٹي - سوینہو

چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ - کلکتہ   ۹ - فروري سنہ ۱۹۲۲

ضمیمہ

۱

(از پیغام ۹ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ع)

آخری منزل کے آثار پھر شروع ہوگئے

باز ہوائے چمنم آرزوست

وقت آگیا ہے کہ اسلام اور ملک کا ہر فرزند بھی

آخری آزمائش کے لیے طیار ہوجاے

وکم من فئۃ قلیلۃ [illegible] ہ ' واللہ مع الصابرین !

" کتنی ہی چھوٹی [illegible] جماعتیں ہیں ' جو اللہ کے

حکم سے بڑی [illegible] مگر شرط [illegible] ہے

کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں ہی کا ساتھ دیتا ہے ! "

مقدمۂ کراچی کی گرفتاریوں کے بعد حیرانی و درماندگی [illegible] خاموشی چھا گئی تھی ' بالاخر توتی اورگورنمنٹ نے آخری حملے کے لیے ہتیار اُٹھا لیے - وہ اب ایک نئی شان کے ساتھہ آگے بڑھی ہے - اُس میں طاقت سے زیادہ طیش ہے ' اور طیش کے ساتھہ غصہ کی گھبراہٹ بھی مل گئی ہے - وہ گویا ضبط کرتے کرتے اُکتا گئی - اب حریف کی طرح مقابلہ نہیں کرے گی - غیظ و غضب میں بھرے ہوے آدمی کی طرح ٹوٹ پڑیگی - بنگال ' آسام ' یوپی ' دھلی ' اور پنجاب میں والنٹیر کورز توڑ ڈالی گئی ہیں - خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے دفتروں پر چھاپے مارے گئے ہیں - عہدہ داروں کو بے دریغ گرفتار کیا جا رہا ہے - اکثر حالتوں میں سفید ٹوپی اور گاڑھے کا لباس گرفتاری کیلیے

کافي جرم ھے - بنگال و آسام میں صرف پولیس افسروں کي مرضي کا نام حکومت اور قانون ھے - کلکتہ کي سڑکوں پر بے شمار آدمي گرفتار کرلیے گئے جو گاڑھا پہنے ھوے تھے ' یا چاند اور تارے کا نشان اُن کي ٹوپي پر تھا - جلسوں کی ممانعت کا آرڈر بھی ھر جگھہ نافذ کردیا گیا ھے - گرفتاریاں بھی آخري حد تک پہنچ گئي ھیں - پنجاب میں لاله لاجپت راے جی اور اُن کے ساتھہ چار اعلی عہدہ داران کانگریس گرفتار کرلیے گئے - جس کے صاف معنی یہ ھیں کہ گورنمنٹ تحریک کے بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کرلینے کے لیے طیار ھوگئی ھے - گذشتہ دو ھفتہ کے اندر وائسراے اور گورنر بنگال کی طرف سے بار بار اعلان بھی ھوچکا ھے کہ اب گورنمنٹ کی جانب سے کسی طرح کی کوتاھی نہ ھوگی -

(بے بسي کا غصہ !)

۱۷ - تاریخ کی فتح مند ھڑتال اور پرنس آف ویلز کے ورود کے کامیاب بائیکاٹ نے گورنمنٹ کو بے بس کردیا - بے بسي نے اب غیظ و غضب کي صورت اختیار کرلی ھے - گورنمنٹ صاف صاف کہہ رھی ھے کہ آیندہ ھڑتال کو روکا جائیگا - کلکتہ میں پولیس پورا زور لگا رھي ھے کہ لوگ سھم جائیں اور ھڑتال نہ ھوسکے - سول گارڈ کا قیام خلافت والنٹیرز کا جواب ھے ' اور اس ذریعہ سے تمام آبادي کو مرعوب کیا جا رھا ھے -

والنٹیر کورز کو توڑ کر ' جلسوں کی ممانعت کرکے اور کارکنوں کو کثرت کے ساتھہ گرفتار کرکے گورنمنٹ چاھتی ھے کہ تحریک کا خاتمہ کردے - اس نے خیال کیا ھے کہ تحریک کی ھستی اور تبلیغ کے صرف تین ھی ذریعے ھیں : والنٹیرز ' جلسے ' لیڈر - ان سب پر بہ یک وقت وار کرکے وہ اپنے کام سے پوري طرح فارغ ھو جائیگي -

(تشدد اور برداشت کا مقابلہ)

ھم نے گورنمنٹ کے تشدد کا ھمیشہ استقبال کیا ' ھم نے صرف استقبال ھی نہیں کیا بلکہ آرزوئیں کی - گورنمنٹ نے کراچی رزولیوشن کو جرم قرار دیا ' تو

هم میں سے هزاروں دلوں نے منتیں کیں کہ اُنھیں بھی گرفتار کرلیا جاے - لیکن گورنمنٹ برابر قدم اُٹھا کے پیچھے ھي هٹتی رهی - اب پھر اُس نے قدم بڑھایا ھے - هم اُس کا ' اُسکے تمام ساز و سامان کا ' اُس کے هر طرح کے جبر و تشدد کا ' اُس کے زیادہ سے زیادہ غیظ و غضب کا ' اُس کے اس آخري اعلان جنگ کا پوري آمادگي و قبولیت کے ساتھہ استقبال کرتے ھیں ' اور همارا اعلان ھے کہ هم آخر تک میدان کو پیٹھہ نہ دکھلائیں گے -

اب جبر و تشدد اور برداشت میں آخري مقابلہ شروع هوگیا ھے - فتح اس کي هوگي جو زیادہ طاقتور هوگا اور زیادہ دیر تک میدان میں ٹک سکے گا - اگر گورنمنٹ کي طاقت ملک کے برداشت سے زیادہ ھے' تو جیت اُس کي ھے - اگر ملک کي برداشت گورنمنٹ کي طاقت سے زیادہ ھے تو ملک کي فتح مندي کو کوئي طاقت روک نہیں سکتي -

(آخري منزل اور همارا فرض)

اگر سچ مچ گورنمنٹ کا یہ آخري وار ھے ' تو هم کو بھي سمجھہ لینا چاھیے کہ " سفر کي آخري منزل " آگئي ' اور اسلیے هم کو بھي آخري آزمائش کے لیے طیار هوجانا چاھیے - هم نے دو سال سے جس قدر اعلان کیے ھیں ' اب وقت آگیا ھے کہ اُن میں سے هر اعلان اپني حقیقت کے لیے مطالبہ کرے - هم نے دو سال سے جس قدر دعوے کیے ھیں ' وقت آگیا ھے کہ اُن میں سے هر دعوٰی اپني سچائي کا دنیا کو یقین دلا دے - هم دو سال سے جو کچھہ کہہ رهے ھیں' وقت آگیا ھے کہ دنیا کو کرکے دکھلا دیں - هم نے ایمان کا اعلان کیا ھے - هم نے خدا پرستي کا دعوی کیا ھے - هم نے سر فروشي اور جانستاني کا نعرہ لگایا ھے - هم نے قرباني و جانبازي کا هزاروں لاکھوں مرتبہ نام لیا ھے - هم نے حق پرستي کے عہد کیے ھیں ' اور اسلام اور ملک سے عشق و محبت کا پیمان وفا باندھا ھے - هم نے نامردي اور بزدلي کي همیشہ حقارت کي - هم نے حق سے منھہ موڑنے اور خدا کو پیٹھہ دکھلانے پر لعنتیں بھیجیں - هم اُن پر هنسے جو تکلیفوں اور مشکلوں سے گھبرا گئے - هم نے اُن کي بدبختي و محرومي سے پناہ مانگي جو وقت پر اپنے دعوؤں میں پورے

نہ اُترے - ہم نے خدا کا نام لیا ' اور اُسکی شریعت کے حکموں کی اطاعت کی راہ میں قدم اُٹھایا - ہم نے خود ہی اپنے ایمان و نفاق کے لیے معیار بنادیا ' اور ہم نے تمام دنیا کو دعوت دی کہ وہ ہم میں سے مومنوں کو منافقوں میں سے چن لے - ہم نے کہا کہ ایمان کی گھڑی ہے اور اسلام کا فیصلہ ہے - پس مومن وہ ہے جو وقت کا فرض انجام دے ' اور منافق وہ ہے جو وقت پر پیٹھ دکھلا دے : یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوہھم ' اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون - و اما الذین ابیضت وجوہھم ' ففی رحمت اللہ ' ھم فیہا خالدون !

یہ سب کچھہ ہم نے اپنی مرضی اور اپنی طلب سے کیا - خدا اور اس کے فرشتے ہماری زبانوں اور ہمارے دلوں پر گواہ ہیں - پھر اگر آج آزمایش کی گھڑی آگئی ہے اور منزل سامنے ہے جس کے لیے ہم اس قدر دعوے کرچکے ہیں ' تو کیا ہم عین وقت پر اپنے تمام دعوے بھلا دینگے ؟ کیا اپنے تمام اعلان واپس لے لیں گے ؟ کیا ہمارا دعوا دھوکا ثابت ہوگا ' اور ہمارا اعلان محض فریب کا تماشا ہوگا ؟ کیا ہم نے جو کچھہ کہا وہ جھوٹ تھا ؟ اور ہم نے اپنے ایمان اور حق کے لیے جو کچھہ سمجھا وہ دھوکا تھا ؟ کیا ہم خدا اور اس کی سچائی سے منھہ موڑ لینگے ؟ کیا ہم ایمان کی اس سب سے چھوٹی آزمائش میں بھی پورے نہ اُترینگے ؟ کیا مشکلیں ہم کو ہرا دینگی ؟ تکلیفیں ہمیں ڈرا دینگی ؟ اور گرفتاریوں کا ہراس ہمارے ایمان پر غالب آ جائیگا ؟

دنیا ہماری طرف تک رہی ہے - تاریخ کے صفحات ہمارے انتظار میں ہیں - ہزاروں لاکھوں شہیدان ظلم کی نگاہیں ہم پر لگی ہوئی ہیں - سمرنا اور ایشیاے کوچک کی خون آلود سرزمین سے ہمارے لیے صدائیں اُٹھہ رہی ہیں اور ہندستان کی پامال سرزمین کا ایک ایک ذرہ ہماری کھوج میں ہے - کیا ہمارا وجود ان سب کے لیے مایوسی ہوگا ؟ کیا ہماری نامرادی و بدبختی کی سرگزشتیں لکھی جائینگی ؟ کیا تاریخ کو ہم صرف اپنی منحوس ناکامی ہی کی کہانی دے سکتے ہیں ؟ کیا آنے والی نسلوں کی زباں پر ہمارے لیے صرف لعنتیں اور لعنتیں ہی

هوسکتی هیں ؟ کیا هم دنیا کو اس بات کیلیے چھوڑدینگے که همارے ایمان سے محرومی اور همت سے تہی دستی پرگواهی دے ؟

آه ' یهی گهڑی هے جو اس کا فیصله کرے گی - یهی وقت هے جو همیشه کے لیے همارے فتح و شکست کا فیصله لکهه دےگا - آؤ ' اپنی قسمت کی تعمیر کریں - اپنی عزت و اقبال کو ڈوبنے سے بچالیں - اپنی فتح کو شکست کے لیے نه چھوڑدیں - اسلام کے دامن کے لیے دهبه نه بنیں جوکبهی محو نه هو - هندوستان کی آزادی اور نجات کی اُمید تاراج نه کردیں ' جو صدیوں تک واپس نه مل‌سکے !

(راه عـــمـــل)

همارے کام کا راسته بالکل صاف هے - همارے کامیابی کے لیے کوئی روک نہیں - یقیناً خدا کی رحمتوں نے همارا ساتهه دیا ' اور هم پر ایسی راه عمل کهول دی که جب تک هم خود اپنے کو شکست نه دینا چاهیں ' کوئی همیں شکست نہیں دے سکتا -

هم نے اول دن هی سے قربانی اور استقامت کا اعلان کیا هے - " قربانی " سے مقصود یه هے که مقصد کی راه میں هرطرح کی تکلیف و مصیبت جهیلتے رهنا - " استقامت " سے مقصود یه هے که راه میں جمے رهنا اورکبهی اس سے منه نه موڑنا -

پهر بتلاؤ ' گورنمنت یا گورنمنت سے بهی کوئی بڑی طاقت اس کے مقابلے میں کیا کرسکتی هے ؟ کیونکر وه همیں روک سکتی هے ؟ اورکس طرح هم پر غالب آسکتی هے ؟ فوج هو تو اُسے شکست دی جاے ' قلعے هوں تو اُنہیں ڈها دیا جاے ' دیواریں هوں تو اُنہیں گرا دیا جاے ' هتیار هوں تو اُنہیں چهین لیا جاے - لیکن جو قوم قربان هونے اور مٹنے کے لیے طیار هوگئی هو اور صرف قربان هونا اور جان پر کهیل جانا هی اُسکی فوج اور هتیار هو ' اُس کا مقابله کس چیز سے کیا جائیگا ؟ جسموں کو مارا اور هتیاروں کو چهینا جاسکتا هے ' لیکن دلوں کے عشق اور روحوں کے ایمان کے لیے نه کوئی کاٹ هے ' نه کوئی آگ -

اچھا، اب ایک ایک چیز کو گنو، اور سونچو کہ ھمارے مقابلے میں کون کون سي طاقت لائي جاسکتي ھے ؟

گورنمنٹ ڈرانے کے لیے پوري طرح ھیبت ناک ھے - لیکن بے خوفي کے مقابلے میں کیا کریگي ؟

گورنمنٹ احکام نافذ کرکے ھمیں روک دے سکتي ھے - لیکن جن لوگوں نے ٹھان لیا ھو کہ کبھي نہ رکیں گے اور نہ رک کر سب کچھہ جھیل لیں گے، ان کے مقابلے میں وہ کیا کرے گي ؟

گورنمنٹ گرفتار کرکے قیدخانے بھردے گي - لیکن جو لوگ خود ھي قید ھونے کے ایسے طیار ھیں، ان کے لیے قید خانے کي نمایش کیا کام دے سکتي ھے ؟

سب سے آخري طاقت ھلاکي اور خونریزي کي طاقت ھے - بلا شبہ فوجیں جمع ھوسکتي ھیں - ھتیار چمک سکتے ھیں - توپیں گرج سکتي ھیں - لیکن جو لوگ موت کے لیے خود ھي طیار ھوچکے ھوں، ان کے سامنے موت آکر کیا کرلیگي ؟

(ھم کو ھمارے سوا کوئي زیر نہیں کرسکتا)

لیکن ھاں، جبکہ کرۂ ارضي کي سب سے بڑي مغرور طاقت بھي ھمارا کچھہ نہیں بگاڑ سکتي، تو ایک طاقت ھے جو ھمیں پل بھر کے اندر پاش پاش کردے سکتي ھے -

وہ کون ھے ؟

وہ خود ھم ھیں، اور ھماري خوفناک غفلت ھے اگر وہ وقت پر نمودار ھوگئي ھم پر ھمارے سوا کوئي غالب نہیں آسکتا - ھم ایمان اور استقامت سے مسلح ھوکر اتنے طاقتور ھیں کہ دنیا کا سب سے بڑا ارضي گھمنڈ بھي ھمیں شکست نہیں دے سکتا، لیکن اگر ھمارے اندر اعتقاد اور عمل کي ایک ادنیٰ سي کمزوري اور خامي بھي پیدا ھوگئي، تو ھم خود آپ ھي اپنے قاتل ھونگے، اور ھم سے بڑھکر دنیا میں اچانک مٹ جانے والي کوئي چیز بھي نہیں ملے گي -

همکو گورنمنٹ شکست نہیں دے سکتی - پر ہماری غفلت ہمیں پیس ڈالے گی - ہم کو فوجیں پامال نہیں کرسکتیں لیکن ہمارے دل کی کمزوری ہمیں روند ڈالے گی - ہمارے دشمن اجسام نہیں ہیں - عقائد اور اعمال ہیں - اگر ہمارے اندر ڈر پیدا ہوگیا ' شک و شبہ نے جگہ پالی ' ایمان کی مضبوطی اور حق کا یقین ڈگمگا گیا ' ہم قربانی سے جی چرانے لگے ' ہم نے اپنی روح فریب نفس کے حوالہ کردی ' ہمارے صبر اور برداشت میں فتور آگیا ' ہم انتظار سے تھک گئے ' طلبگاری سے اُکتا گئے ' ہم میں نظم نہ رہا ' ہم اپنی تحریک کے تمام دلوں اور قدموں کو ایک راہ پر نہ چلاسکے ' ہم سخت سے سخت مشکلوں اور مصیبتوں میں بھی امن اور انتظام قائم نہ رکھہ سکے ' ہمارے باہمی ایکے اور یگانگت کے رشتہ میں کوئی ایک گرہ بھی پڑگئی ' غرضکہ اگر دل کے یقین اور قدم کے عمل میں ہم پکے اور پورے نہ نکلے ' تو پھر ہماری شکست ' ہماری نامرادی ' ہماری پامالی ' ہمارے پس جانے ' ہمارے نابود ہوجانے کے لیے نہ تو گورنمنٹ کی طاقت کی ضرورت ہے ' نہ اس کے جبر و تشدد کی - ہم خود ہی اپنا گلا کاٹ لینگے ' اور پھر صرف ہماری نامرادی کی کہانی دنیا کی عبرت کے لیے باقی رہ جاے گی !

ہماری طاقت بیرونی سامانوں کی نہیں ہے کہ اُنہیں کھوکر دوبارہ پالیں گے - ہماری ہستی صرف دل اور روح کی سچائیوں اور پاکیوں پر قائم ہے ' اور وہ ہمیں دنیا کے بازاروں میں نہیں مل سکتیں - اگر خزانہ ختم ہوجاے تو بٹور لیا جاسکتا ہے - اگر فوجیں کٹ جائیں تو دوبارہ بنالی جاسکتی ہیں - اگر ہتیار چھن جائیں تو کارخانوں میں ڈھال لیے جاسکتے ہیں - لیکن اگر ہمارے دل کا ایمان جاتا رہا تو وہ کہاں ملے گا ؟ اگر قربانی و حق پرستی کا پاک جذبہ مٹ گیا تو وہ کس سے مانگا جائیگا ؟ اگر ہم نے خدا کا عشق اور ملک و ملت کی شیفتگی کھودی تو وہ کس کارخانے میں ڈھالی جائیگی ؟

(گورنمنٹ کی مخالفت یا اعانت ؟)

گورنمنٹ نے آخری حملہ کے لیے ہتیار اُٹھا لیے - لیکن پھر کیا ہوا ؟ کیا ہماری شکست ' ہماری پامالی ' ہماری ناکامیابی کے لیے کوئی بات بھی

دکھلا سکي ؟ یہ الفاظ بھي ٹھیک نہیں - یوں پوچھنا چاھیے کہ کیا وہ کوئي ایک بات بھي ھماري مخالفت میں کرسکي ؟ وہ تو اور زیادہ ھمارا ساتھہ دے رھي ھے - عین ھماري آرزوئں اور خواھشوں کے مطابق ھمیں کامیابي کي طرف کھینچ رھي ھے -

وہ زیادہ مخالف ھوئي تو اُس نے زیادہ گرفتاریاں شروع کردیں ' لیکن گرفتاریوں ھی کے لیے تو ھم نے اپنا پرو گـرام بنایا تھا ؟ وہ زیادہ سختي پر آئي تو اُس نے بڑے بڑے لیڈروں پر بھي ھاتھہ بڑھایا ' لیکن تحریک کي طاقت اور ترقي کے لیے بھي تو ھم اسی بات کے طلبگار تھے ؟ حتیٰ کہ گرفتاریوں کے لیے گورنمنٹ کو بلاوے دیتے دیتے تھک گئے تھے ؟ وہ زیادہ مقابلے میں سرگرم ھوئي تو والنٹیر کورز توڑ ڈالي گئیں ' لیکن یہ تو عین ھماري دستگیري ھے اور سچ مچ کو ھمیں کام پر لگادینا ھے - کیونکہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے ھمیں کسي ایسي ھي بات کي تلاش تھي - ھم کب سے اس موقعہ کے انتظار میں راہ تک رھے تھے ؟ پھر یہ کیسي مخالفت ھے جو عین موافقت کا کام دے رھي ھے ؟ اور کیسا مقابلہ ھے جس کا ھر وار ھمیں ایک نیا ھتیار بخش دیتا ھے ؟ فی الحقیقت یہی ایمان و صبر کی راہ کا معجزہ ھے ' اور یہی وہ راز ھے کہ ایمان اور قربانی کے مقابلے میں طاقت کا سارا ساز و سامان بیکار ھو جاتا ھے - دنیا میں شکست دینے اور مٹانے کے جتنے بھی ھتیار ھیں ' اُن میں سے کوئی ھتیار بھی اس پر غالب نہیں آ سکتا -

(گورنمنٹ کي رھنمائي)

میں سچ سچ کہتا ھوں کہ اس وقت ھماري تحریک کي طاقت اور فتح کے لیے ھمارا بڑا سے بڑا طاقتور دوست اور رھنما بھي ھم پر وہ احسان نہیں کرسکتا تھا جو گورنمنٹ نے خلافت اور کانگرس والنٹیر کورز کو توڑ کر ھم پر کردیا ھے - اُسنے عین وقت پر ھماري مدد کي - وہ ھماري مدد کیوں کرتي ؟ لیکن اُسي کارساز قدرت نے اُس کے ھاتھوں کرائي جو ھمیشہ اپني نیرنگیوں کے اچھنبے دنیا کو دکھلاتا رھتا ھے - ٹھیک ٹھیک یہ اُسي وقت ھوا جبکہ ھم میں سے ھر دل بڑي بیقراري کے

ساتھہ اس کي ضرورت محسوس کررھا تھا - یہ گویا آسمان کي فیاض اور وقت شناس بارش ھے جو نہ توپہلے آئي اور نہ دیرکرکے آئي - ٹھیک اُسي وقت آئي جبکہ تمام کھیت اس کي راہ تـک رھے تھے : ومن آیاتہ ان یریکم البرق خوفا و طمعا !

اس وقت تحریک کي کامیابي کے لیے سب سے زیادہ ضروري اور ناگزیر عمل " سول ڈس اوبیڈینس " کا تھا - یعني اس بات کا تھا کہ سول قوانین کی تعمیل سے انکار کردیا جاے اور قید خانے بھرکر گورنمنٹ کے تشدد کو تھکادیا جاے - اس کي کامیابي کے لیے کامل نظم و امن اور صبر و استقامت کي ضرورت تھي اور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وقت پر اس کي شرطیں پوري ھوسکیں گي یا نہیں ؟

سول ڈس اوبیڈنیس کي دو صورتیں ھیں :

ایک یہ کہ کوئي خاص معین قانون ھو جو ھماري تحریک کے جائز اور با امن کاموں کو جبراً روکتا ھو ' اور صرف اسي کي عدم تعمیل سے کام شروع کیا جاے - یہ صورت محض دفاعي ھے - اور اسلیے سب سے زیادہ محفوظ اور کامیاب ھے - کیونکہ اس میں میدان عمل محدود رھتا ھے ' اور صرف وھي لوگ اس میں آسکتے ھیں جو اچھي طرح اس کے لیے طیار ھوں -

دوسري صورت یہ ھے کہ کوئي ایسا خاص قانون تو سامنے نہ ھو' مگر عام طور پر تمام سول قوانین کي تعمیل سے انکار کردیا جاے - اس میں زیادہ اولو العزمي اور دلیري ھے کیونکہ یہ دفاعي عمل نہیں ھے - جارحانہ ھے - لیکن ساتھہ ھي بہت نازک اور کٹھن بھي ھے - اس کو صرف دو چار آدمی کرکے نتیجہ نہیں پیدا کرسکتے جب تـک بڑي جماعت اور پوري آبادی نہ کرے ' اور ظاھر ھے کہ پوری آبادی کا اس کي مشکلات پر غالب آنا اور تمام شرطوں میں پورا اُترنا آسان نہیں ھے -

آل انڈیا کانگریس کمیٹي نے جب کوئي پہلي صورت سامنے نہ دیکھي تو دوسري صورت اختیار کي - لیکن اس کے لیے ضروري شرطیں بھي ٹھہرا دیں - یہ شرطیں ایسي ھیں جو اسوقت صرف چند خاص مقامات ھي میں پوري ھوسکتي ھیں - اس لیے لوگوں کو مایوسي ھوئي اور تمام کارکن حلقے کام میں شریک نہ ھوسکے -

گورنمنٹ نے کراچی کا مقدمہ کرکے فوج اور پولیس کا مسئلہ ہمارے لیے پیدا کردیا تھا - ہم طیار ہوگئے کہ اسی سے سول ڈس اوبیڈینس کے مقاصد حاصل کریں - ہم نے پوری طرح کوشش کی اور کوئی دقیقہ اس مسئلہ کے اعلان اور اعتراف میں اٹھا نہ رکھا ' لیکن گورنمنٹ بہت جلد چونک اٹھی اور سمجھہ گئی کہ وہ ہم پر وار نہیں کر رہی ہے ' بلکہ ہمارے وار کے لیے خود اپنے کو پیش کر رہی ہے - اس نے فوراً پینترا بدلا ' اور ایک شخص کو بھی کراچی رزو لیوشن کے تکرار و تصدیق کی بنا پر گرفتار نہیں کیا -

لیکن اب والنٹیر کورز کو خلاف قانون ٹھہرا کر اس نے نعم البدل دیدیا ہے - ہر اعتبار اور حیثیت سے یہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے بہترین راہ کھلی - ہم گورنمنٹ سے اگر کوئی چیز مانگتے ' تو یہی مانگتے جو اس نے خود بخود دے دی - اس راہ کی ساری دقتیں دور ہوگئیں اور ساری خوبیاں مل گئیں - اب کامیاب اور بے خطر سول ڈس اوڈینس یہی ہے کہ والنٹیرز کی جماعتیں از سرنو بھرتی کی جائیں اور گورنمنٹ کو چھوڑ دیا جائے کہ جہاں تک گرفتار کرسکتی ہے ' گرفتار کرتی جائے -

(سب سے بڑا کام)

اب خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے لیے صرف یہی ایک کام بڑا سے بڑا کام ہے - ہر اس شخص کے لیے جو اسلام اور ملک کی محبت کا دعویدار ہے ' راہ عمل کھل گئی ہے کہ فوراً اٹھے اور سارے کام چھوڑ کر قومی والنٹیرز میں اپنا نام لکھوادے - اب وقت کی سب سے بڑی خدمت یہی ہوگئی - کل تک ہمارے لیے بہت سے کام تھے ' اور ہر کام خلافت اور سواراج کی خدمت تھا - ہم تقریریں کرتے تھے ' جلسے کرتے تھے ' دوروں میں نکلتے تھے ' خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے عہدوں پر مامور ہوتے تھے ' لیکن آج وہ تمام کام غیر ضروری ہوگئے - صرف یہی ایک کام خلافت ور سواراج کا اصلی کام ہے - اب سب سے بڑا خادم اسلام و ملک وہی ہے جو والنٹیر بن جائے - اور پورے صبر اور استقامت کے ساتھہ اپنی ڈیوٹی پر کام کرتے جیل خانے چلا جائے -

(تین شـــرطیں !)

البتہ تمام کارکنوں کو اچھی طرح سمجھہ لینا چاہیے کہ کامیابی کے لیے تین شرطیں اٹل ھیں - جب تک وہ ان شرطوں کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائیں ہرگز ہرگز اس راہ میں قدم نہ اٹھائیں - کام کا کم ھونا برا نہیں ھے ؛ مگر کام کا بگاڑ دینا نا قابل معافی ھے - اگر اس نازک گھڑی میں ھم نے ذرا بھی غفلت کی ' تو ھم سے بڑھکر ھمارے لیے کوئی مجرم نہ ھوگا -

پہلی شرط " نظم " ھے - جو خلافت یا کانگریس کمیٹی یہ کام شروع کرے ' چاھیے کہ سب سے پہلے اپنی انتظامی قوت کو اچھی طرح دیکھہ بھال لے - انتظام کے لیے تین باتوں کی طرف سے اطمینان ھونا چاھیے :

(۱) تمام مقامی کارکن کسی ایک شخص کے حکموں پر چلتے ھوں ' اور پوری طرح اُس کی اطاعت کرتے ھوں - اگر خلافت اور کانگریس کمیٹی کے صدر کو ایسی طاقت حاصل ھے تو یہ منصب اسی کا ھے - اگر ایسا نہیں ھے تو جو شخص ایسا اثر رکھتا ھو ' عارضی طور پر والنٹیر کور کا نظام اس کے ماتحت کردینا چاھیے ' اور تمام کارکنوں کو پوری اطاعت کے ساتھہ اس کا ساتھہ دینا چاھیے -

(۲) مقامی آبادی پر کمیٹی کا پورا پورا اثر ھونا چاھیے - اس کو یقین ھونا چاھیے کہ وہ وقت پر سب کو اپنے قابو میں رکھہ سکے گی -

(۳) انتظام کے قائم رکھنے کے لیے کافی اور ھشیار کارکن ھونے چاھئیں ' تاکہ ھر وقت کام دے سکیں - اُن کو والنٹیرز میں شامل نہ ھونا چاھیے -

دوسری شرط " امن " ھے ' اور یقین کرنا چاھیے کہ اگر ھم امن قائم نہ رکھہ سکے تو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ کام کامیاب نہیں ھوسکتا - ھم امن کو گورنمنٹ کیلیے نہیں چاھتے - خود اپنی کامیابی کے لیے چاھتے ھیں - گورنمنٹ تاک میں ھے کہ کوئی بات بھی بلوے اور بدنظمی کی ھو جاے ' اور پھر اُس کو قابو پانے کا موقعہ مل جاے - بمبئی کے واقعہ نے بتلادیا ھے کہ انتظام کی غفلت اور غیر ذمہ دار لوگوں کی شرارتوں نے کیسی خوفناک صورت اختیار کرلی ؟ پس چاھیے کہ ھم

الهلال

جلد دوم (پانچ پرچے کم هیں) قیمت پانچ روپیه
جلد سوم مکمل - قیمت چهه روپیه
هر دو جلدوں کے صرف چند نسخے باقي رهگئے هیں

البلاغ

کی پہلي جلد (جسمیں شروع کے پانچ پرچے نہیں هیں)
قیمت - چار روپیه

تذکره

(جلد اول)

مصنفه

مولانا ابو الکلام

تاریخ ' تفسیر قرآن ' فقه و حدیث ' ادب و معاضرات کے
مباحث کا ایک نادر مجموعه

قیمت تین روپیه

جامع الشواهد

غیر مسلموں کا مسجد میں داخله ' احکام شرعیه کي تفصیل ' هندوؤں کي نسبت اسلامي احکام کي تحقیق - " آیة انما لمشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام " کي محققانه تفسیر -

قیمت ایک روپیه

منیجر البلاغ پریس نمبر ۴۵ - رپن لین کلکته

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل

من الحق ؟ ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل،

فطال علیھم الامد، فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون (۵۷:۱۶)

کیا مسلمانون کے لئے اب بھی وہ وقت نہین آیا کہ اُن کے دل

اللہ اور اُس کے حکمون کے آگے جُھک جائین اور غفلت ونافرمانی سے

بازآئین ؟ اور اُن لوگون کی طرح نہ ہو جائین جن کو مسلمانون ہی

کی طرح کتاب الٰہی دیگئی تھی (یعنے یہود) لیکن جب ایک بڑی مدت

گزرگئی تو غفلت مین پڑتے رہتے اُن کے دل سخت ہوگئے۔ احساس

جاتا رہا۔ غیرت وحمیت مٹ گئی۔ سچے دلون کی وہ نرمی اور شیفتگی

نہ رہی جو صدائے حق سنتے ہی چونک اُٹھتی ہے۔ فہل من مدکر ؟

Printed at the "Al-balagh Press" Calcutta and Published by the Central Khilafat Committee Bombay